فیوض صحبت

حصہ چہارم

صحبتِ انسانِ کامل حضرتِ بحرالعلوم

شمس المفسرین، شیخ المحدثین، تاج العارفین، زبدۃ السالکین، استاذ العلماء،
خادم القرآن بحرالعلوم حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمۃ اللہ علیہ
کے
آخری پانچ سالہ دور کی خصوصی تدریسات، تفہیمات و فرمودات کا تاریخ وار ریکارڈ
خود حضرت قبلہ کے الفاظ و انداز میں

مرتبہ

تلمیذ و خلیفہ حضرت بحرالعلوم

ابوالمجاہد سید احمد خیرالدین قادری قدیری

nned with CamScanner

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ۔فیوض صحبت (حصہ چہارم)
نام مصنف ابو المجاہد سید احمد خیر الدین قادری قدیری
سنہ اشاعت نومبر ۱۹۹۷ء
تعداد اشاعت ایک ہزار
سرورق اردو کمپیوٹر سنٹر
مقام طباعت اویس گرافکس۔ حیدرآباد
کمپیوٹر کتابت جناب جلال الدین اکبر فون نمبر 4530850
۔ 17-1-181/M/35 ۔ روبرو جامعہ عائشہ نسوان (نیو بلڈنگ)
۔ داراب جنگ کالونی۔ مادنا پیٹ۔ حیدرآباد ۵۹ (اے۔پی)۔
قیمت Rs.85=00

========== ناشر ==========

القدیر پبلیکیشنز 16-3-241 ۔ چنچل گوڑہ حیدرآباد ۲۴
ٹیلیفون نمبر 4577760

ملنے کے دوسرے پتے
○ ۔حسرت اکیڈیمی ۔۔صدیق گلشن ۔قریب بہادرپورہ حیدرآباد
○ اسٹوڈنس بک ڈپو چار کمان حیدرآباد
فون: 3564555 جانکی نگر، مولی چوکی۔حیدرآباد

فہرست عنوان

۱مرشد کامل اور مرید کامل	۹
۲-روح اور جسم (سوار گھوڑا)	۱۹
۳-انسان اور فرشتوں کی روح میں فرق	۱۹
۴-سوار نام، گھوڑا ذیلی	۱۹
۵-نسمہ، یا مرکز روح	۲۰
۶-روح مدبر یعنی سوار	۲۰
۷-اسلام ہر جگہ اور ہر وقت کے انسانوں کے لئے ہے-	۲۰
۸-حیض نہیں تو تین مہینے کی مدت کیوں؟	۲۱
۹-احکام اتفاقات کے لئے نہیں بناتے-	۲۲
۱۰-اسکنو ھن ولا تضاد وھن	۲۲
۱۱-نابالغ لڑکی کا نکاح	۲۲
۱۲-فسخ نکاح	۲۳
۱۳-علحدگی اور خلع کی صورتیں جن کا عورت کو حق دیا گیا ہے-	۲۳
۱۴-قرآن مجسم	۲۴
۱۵-غیروں پر اسلام پیش کرنے کا طریقہ	۲۴
۱۶-حقائق الہیہ اور حقائق کونیہ	۲۴
۱۷-معدوم مطلق	۲۷
۱۸-انا مرکب یا بسیط	۲۷
۱۹-دو ذات ایک وجود کا مطلب	۲۷
۲۰-وحدت سے کثرت نمایاں	۲۷
۲۱-حضرت قبلہ کا مقام	۲۸
۲۲-راقم الحروف پر نظر عنایت	۲۸
۲۳-لطف کی بات	۲۸
۲۴-کیا مخلوق خیر ہے؟	۲۸
۲۵-پھر مخلوق کیا ہے؟	۲۹
۲۶-تخلیق اور وجود اضافی	۲۹

anned with CamScanner

۲۷-وجود عین ذات ۳۰
۲۸-مخلوق خیال مرکب ہے۔ ۳۱
۲۹-تخلیق اور خالق ۳۱
۳۰-اسناد حقیقی اور اسناد مجازی ۳۲
۳۱-حکم کی عدم تعمیل ۳۲
۳۲-خواب خیال اور کشف ۳۳
۳۳-بندگی کا اقرار ۳۳
۳۴-فطرت چار قسم کی ۳۳
۳۵-الست بربکم ؟ قالوا بلیٰ ۳۴
۳۶-تقدیر اور اسباب و علل ۳۴
۳۷-عمل عملیات اور سحر ۳۵
۳۸-سبعہ صفات اور ان کا مرکز ۳۵
۳۹-توجہ کی قوت ۳۶
۴۰-راقم الحروف کا ذکر ۳۶
۴۱-تشبیہ اور آخرت میں دیدار الہیٰ ۳۶
۴۲-زور اصل پر یا تشبیہ پر؟ ۳۷
۴۳-دعا کی قبولیت کا فلسفہ ۳۷
۴۴-قرآن مخلوق یا غیر مخلوق؟ ۳۸
۴۵-تمام چیزیں اللہ کے علم ہی میں تھیں مخلوق ہوئیں۔ کلام بھی علم میں تھا، وہ کیوں مخلوق نہیں؟ ۴۰
۴۶-قرآن اور کلام اللہ میں فرق ۴۰
۴۷-خیال اور نفس الامری ۴۰
۴۸-عرش پر جلوہ گر صورت ۴۰
۴۹-شیون الہیہ۔ شیون خلقیہ اور نسبت ۴۱
۵۰-عالم برزخ میں ارواح کی صلاحیت ۴۲
۵۱-سورہ فاتحہ کی تاثیر ۴۲
۵۲-تعویذ نویسی کا فلسفہ ۴۲
۵۳-ھوالظاھر ۴۳
۵۴-راقم الحروف پر عنایات ۴۳
۵۵-حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طلاق کا واقعہ ۴۳

anned with CamScanner

۵۶- گناہ عالم شہادت میں نہ کہ عالم ارواح میں ۴۴
۵۷- بارہ خلفاء ۴۴
۵۸- مہدوی علماء سے بحث ۴۵
۵۹- علم کے درجات ۴۵
۶۰- یاد رکھنے کی بات ۴۶
۶۱- تجلیات الٰہی کی مختلف شانیں ۴۶
۶۲- تجلی، متجلی، متجلی فیہ ۴۶
۶۳- رائی، مرئی ۴۷
۶۴- اللہ کی واہ واہ ۴۷
۶۵- زہرو بی مجذوبہ ۴۸
۶۶- اللہ کی رضامندی ۴۸
۶۷- مذہب وحدت وجود اور وحدت شہود میں فرق ۴۹
۶۸- دونوں خیالوں کی اہمیت ۵۰
۶۹- شیخ بھی اللہ کی ایک تجلی ۵۱
۷۰- اپنے مرشد کا ذکر ۵۱
۷۱- غوث، اقطاب وغیرہ کا نظام باطن ۵۲
۷۲- تجلی اعظم ۵۳
۷۳- اہم باطنی واقعات ۵۳
۷۴- یاد رکھنے کی بات ۵۷
۷۵- اسم اعظم ۵۸
۷۶- مہدویوں کا تذکرہ ۵۸
۷۷- سورہ فاتحہ کا عمل ۵۹
۷۸- قرآن کی تلاوت ۶۰
۷۹- توحید لانے والا شعر ۶۰
۸۰- انا، وجود، انتزاعات و تعینات ۶۰
۸۱- سنت موکدہ، غیر موکدہ اور واجب ۶۲
۸۲- فرض اعتقادی، فرض عملی ۶۳
۸۳- داڑھی کتنی ہو؟ ۶۳
۸۴- حرمت متعہ ۶۳

Scanned with CamScanner

۸۵- دلہن یا بیوی	۶۳
۸۶- جن و شیاطین و انسان	۶۴
۸۷- بے ارادہ لوگ	۶۵
۸۸- مجذوب اور سالک	۶۵
۸۹- نماز میں کس قدر قرآن پڑھیں ؟	۶۶
۹۰- غفلت ، حضوری	۶۷
۹۱- نئی ٹھمری	۶۷
۹۲- حضرت علی کا استدلال	۶۸
۹۳- قرآن سے سب کچھ ملا -	۶۸
۹۴- عالم شہادت ، عالم برزخ ، عالم ارواح	۶۸
۹۵- امر ، وجوب یا اباحت کے لئے ۶۹	۶۷
۹۶- فرض ، اور واجب	۶۹
۹۷- ارادہ بھی اللہ کا	۶۹
۹۸- انسان کا ضمیر اور حق	۷۰
۹۹- قربانی کا مسئلہ	۷۰
۱۰۰- ایصال ثواب	۷۱
۱۰۱- لو کی قسمیں	۷۱
۱۰۲- جبر نہیں استلزام	۷۲
۱۰۳- تقدیر - نظام عالم	۷۲
۱۰۴- مقالید السموات والارض	۷۲
۱۰۵- عبد کامل کا مقام	۷۳
۱۰۶- موکل ، اور ذکر و شغل کی قوت	۷۳
۱۰۷- خارش کا علاج "کچ" سے	۷۳
۱۰۸- اللہ میاں کا ڈرامہ	۷۳
۱۰۹- خیر و شر	۷۳
۱۱۰- اللہ کے محبوب ، غوث وقت اور عبد کامل کے تعلق سے صحیح عقیدہ	۷۵
۱۱۱- اللہ کی رضامندی	۷۶
۱۱۲- امامت اور شیعوں کے عقائد	۷۶
۱۱۳- سب انبیاء کا عقیدہ ایک ہے	۷۸

anned with CamScanner

۱۱۴- مرشد کو محسوس کرنا ۷۸
۱۱۵- وقف ۷۸
۱۱۶- میعاد سماعت ۷۹
۱۱۷- مسلمان ہونے کے لئے محمد رسول اللہ کہنا ضروری ہے ۷۹
۱۱۸- وحی اور الہام ۸۰
۱۱۹- بیوی کی محبت بھی غیر کی محبت ہو جاتی ہے ۸۰
۱۲۰- شیخ جی حالی ۸۱
۱۲۱- خدا اور خدائی ۸۱
۱۲۲- خواجہ میاں کا خاص نام ۸۱
۱۲۳- خیال خواب اور کشف ۸۲
۱۲۴- محبت اہل بیت کی ۸۳
۱۲۵- ایک فتنہ ۸۳
۱۲۶- ندیم، رفیق اور مرشد ۸۴
۱۲۷- اللہ کی عظمت علم ہیئت سے ۸۴
۱۲۸- شان نزول ۸۵
۱۲۹- حضرت ابو بکر و عمر کی محبت نجات کے لئے ضروری ۸۵
۱۳۰- حضرت علی برحق ۸۵
۱۳۱- حضرت معاویہ ۸۵
۱۳۲- ایک عمدہ دعا ۸۶
۱۳۳- رحیم پاشاہ حضرت ۸۶
۱۳۴- مناولہ ۸۶
۱۳۵- سر کا مسح ۸۷
۱۳۶- نسخ ۸۷
۱۳۷- مشکوۃ شریف کا درس ۸۷
۱۳۸- وضو کا ٹوٹنا ۸۷
۱۳۹- قبلہ کو منہ اور پیٹھ کرنا ۸۸
۱۴۰- شارحین فصوص الحکم ۸۸
۱۴۱- انسان کامل ۸۸
۱۴۲- اللہ ہی اللہ ہے ۸۹
۱۴۳- خدائی کا دعویٰ ۹۰

Scanned with CamScanner

۱۴۴- مجبور نہ رہنے اور کسی سے شکایت نہ رہنے کا نسخہ ۹۰
۱۴۵- حضرت کی شاعری ۹۰
۱۴۶- ادب اور منطق ۹۰
۱۴۷- پہلوانی اور سپہ گری ۹۰
۱۴۸- قرآن کی روایت و تجوید ۹۱
۱۴۹- فطرت کا حکم لگانا درست نہیں ۹۲
۱۵۰- محترمہ اماجان کا تذکرہ ۹۲
۱۵۱- سپاہیوں پر ہپناٹزم ۹۳
۱۵۲- اپنی تکلیف پر اللہ میاں سے استفسار ۹۳
۱۵۳- معافی اور تربیت ۹۳
۱۵۴- پیرزادہ نجم الدین صاحب ۹۳
۱۵۵- شاہ ولی اللہؒ اور حضرت قبلہ ۹۳
۱۵۶- حضرت کے بارہ میں پیر نجم الدین کے خیالات ۹۴
۱۵۷- خیال کا ایک نقطہ پر جمنا ۹۴
۱۵۸- غوث وقت کا ارادہ تقدیر ۹۵
۱۵۹- قادر ولی کا واقعہ ۹۵
۱۶۰- پیر ابو النصر صاحب کا واقعہ ۹۶
۱۶۱- سیاروں کا سفر ۹۷
۱۶۲- ہر کارے و ہر مردے ۹۷
۱۶۳- حضور نظام کا ذکر ۹۸
۱۶۴- شیعہ کے تبراء کا رد ۹۸
۱۶۵- خوش بختی ۹۹
۱۶۶- مرشد سے ربط کے واقعات ۹۹
۱۶۷- مرشد کے سجادہ "چاند پاشاہ" ۱۰۰
۱۶۸- یحییٰ پاشاہ صاحب سجادہ۔ سابق ۱۰۰
۱۶۹- حضرت خواجہ میاں کا ذکر ۱۰۱
۱۷۰- روحانی قوت ۱۰۱
۱۷۱- ہر چیز کو اس کا حق دینا ۱۰۲
۱۷۲- بندگی کی معراج ۱۰۳
۱۷۳- حضرت علی اور حضرت عائشہ کی قابلیت ۱۰۴
۱۷۴- قرآن کا اثر ۱۰۴
۱۷۵- وسط ایشیاء کے مسلمانوں کی فکر ۱۰۴

anned with CamScanner

"مرشد کامل اور مرید کامل"

(زیر نظر مضمون حضرت قبلہ کے یوم ولادت مورخہ ۲۷/ رجب ۱۳۹۷ھ م ۲۶/ جولائی ۱۹۷۶ء روز دوشنبہ ساڑھے سات بجے شب صدیق گلشن کے جلسہ میں پڑھا گیا تھا ۔)

امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کسی وقت بھی اہل اللہ اور باکمال انسانوں سے خالی نہیں رہی ۔ اور جس وقت خالی ہو جائے گی، بس قیامت ہی آجائے گی ۔ ختم نبوت کے بعد سے قیامت تک اللہ تعالیٰ انسانوں کی رہنمائی اور تربیت کے لئے اپنے پسندیدہ بندوں کا انتظام فرماتا ہے ۔ اور انہیں سیکڑوں ہزاروں کے لئے مرکز رشد وہدایت بنادیتا ہے ۔ لیکن ان صاحبان رشد وہدایت میں کا ہر فرد "مرشد کامل" نہیں ہو سکتا، بلکہ چند ہی اس جامعیت کے حامل ہوتے ہیں ۔ بات یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے مناسبت میں جو جس قدر قریب ہوگا اتنی ہی جامعیت اور کمال اس میں نمایاں ہوگا اور اسی درجہ کا وہ "جانشین رسول" بھی ہوگا ۔ ایسے ہی ایک صاحب کمال "جانشین رسول" کا آج یوم ولادت ہے ۔ "مرشد کامل" کی اصطلاح سے عام طور پر کان آشنا ہیں ۔ لیکن "مرید کامل" کی ترکیب سماعت کے لئے نئی ہے ۔ اس لئے بہتر ہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اسی کے متعلق گفتگو کر لی جائے ۔

مرشد کامل، جانشین رسول، بحرالعلوم، حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی صفات میں جہاں بہت سے امتیازی کمالات اور لاتعداد اعلیٰ معیارات جمع ہیں، وہیں یہ جامعیت بھی تقریباً صرف آپ کا حصہ ہے کہ ایک طرف آپ جادہ رشد وہدایت میں متاخرین تو متاخرین اکثر متقدمین سے بھی آگے

anned with CamScanner

نظر آتے ہیں تو دوسری طرف آپ کی جہت مریدی بھی وہ اعلیٰ ترین معیار پیش کرتی ہے جس کی نہ صرف یہ کہ ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی، بلکہ اس میدان میں آپ نے اپنے بعد آنے والوں کو بھی تھکا دیا ہے۔

حضرت ممدوح کو، یوں تو بچپن ہی سے اپنے صاحب سلسلہ والد محترم سے بیعت حاصل تھی، اور پھر بعد میں اپنے ایک خسر محترم حضرت احسان الحق فاروقی چشتی علیہ الرحمہ سے نیز سجادہ نشین بغداد شریف حضرت پیر سید حسام الدین گیلانی علیہ الرحمہ سے بھی اجازت اور خلافت حاصل ہوئی۔ لیکن اہم ترین بیعت و خلافت آپ کو اپنے حقیقی ماموں بیکس نواز خواجہ حضرت سید محمد صدیق محبوب اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھی جو نہ صرف ایک اعلیٰ مرشد کامل بلکہ "غوث زماں" بھی تھے۔ آپ سے حضرت ممدوح نے بیعت لڑکپن میں کرلی تھی۔ پھر برسوں کی تربیت اور خصوصی توجہ کے بعد سترہ (۱۷) سال کی عمر میں خلافت سے بھی سرفراضی ہوئی۔

حضرت بیکس نواز خواجہ کی ہستی رشد و ہدایت کا وہ عظیم نیر تاباں تھی جس کی تنویر نے کئی آفتاب روشن کر دئے جو اپنی اپنی جگہ صاحب سلسلہ اور اکتساب نور کے مرکز بن گئے۔ آپ نے حضور غوث الاعظم کی تعلیمات کو جن کا اصلی رنگ طالبین کی نگاہوں سے اوجھل ہو رہا تھا، پھر سے جلا بخشی۔ "قادری سلوک" کو پھر سے تازہ کیا اور اسی مناسبت سے "عبدالقادر ثانی" کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ آپ قرب فرائض کا درجہ رکھنے والے اولیاء اللہ میں سب سے بلند مقام رکھتے تھے۔ بے ارادہ جینے اور "کن کالمیت فی ید الغسال" کے مرتبہ کے حامل یہ وہ فرد فرید ہیں کہ جب ۱۹۰۷ء میں رود موسیٰ کی طغیانی کے وقت مسلسل تباہ کن بارش اور ژالہ باری ہو رہی تھی اور آپ اپنے خلفاء کے ساتھ مسجد نور قاضی پورہ میں تشریف فرما تھے۔ تو یکایک اپنے خلفاء کے ساتھ تیز بارش اور ژالہ باری میں مسجد کے صحن میں نکل آئے اور اللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "تو جانتا ہے کہ میں نے آج تک تیرے حکم کے بغیر

anned with CamScanner

پانی تک نہیں پیا لے اب کیا کرتا ہے سو کرلے ۔ فوراً ہی وہ تباہ کن بارش اور ژالہ باری رک گئی اور طغیانی اترنے لگی ۔

حضرت بحرالعلوم اگرچہ خواجہ میاں قبلہ کے آٹھ خلفاء میں سے ایک تھے ۔ جن میں تین بھائی، دو بھانجے، دو مرید اور ایک صاحبزادے شامل ہیں، لیکن مرشد کی نگاہ کیمیا صفت نے ابتداء ہی سے اپنے اس بھانجے اور مرید خاص کی ... وہ محبت سے "مولوی" پکارتے تھے، سونا بن سکنے والی صلاحیت کو تاڑ لیا تھا ۔ چنانچہ مرشد نے آپ کو ہر بات کی خصوصی تعلیم دی اور ہر مسئلہ میں وہ وہ باتیں فرمائیں جو بڑے بڑے اہل علم نہ جانتے تھے ۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ممدوح نے فرمایا کہ "ہمارے حضرت کے پاس سے سب اٹھ کر چلے جاتے اور میں بیٹھا رہتا تو حضرت لیٹ جاتے اور لیٹے لیٹے بے حساب مسائل سمجھاتے، کہ دیکھو مولوی، یہ بات ایسی ہے، اس مسئلہ کو لوگ یوں سمجھتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے ۔ اور میں جب یہ باتیں منجھلے ماموں اور چھوٹے ماموں سے (خواجہ صاحب قبلہ کے خلفاء اور بھائی) بیان کرتا تو وہ حیرت سے پوچھتے کہ یہ سب حضرت کب سمجھائے؟ ہم تو نہیں سنے ۔ تو میں بتاتا کہ آپ لوگ جانے کے بعد میں دیر تک ٹھیرا رہا تھا تو حضرت نے سمجھایا ۔"

خواجہ صاحب قبلہ نے ایک بار اپنے اس خلیفۂ خاص سے فرمایا کہ "مولوی! تمہاری طبیعت میری طبیعت پر ہے" ۔ ایک اور موقع پر آپ نے مریدین خاص کو حکم دیا کہ اپنی اپنی خوش نویسی کے نمونے پیش کریں ۔ ہر ایک نے کافی اہتمام سے اپنے اپنے شاہکار تیار کر کے حاضر کر دئے ۔ خواجہ بیکس نواز نے ہر ایک کے کام کی مناسب تعریف فرمائی اور فنی مشوروں کے بعد واپس کر دیا ۔ لیکن اپنے "مولوی" کے لکھے ہوئے حسب ذیل قطعہ کو اپنے ہی پاس رکھ لیا ۔

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمال روئے تو

anned with CamScanner

دست بکشا جانب زنبیل ما
آفرین بر دست وبر بازوئے تو

یہ وہ خصوصی روابط اور خاص عنایت تھیں جو ایک "مرشد کامل" نے اپنے اس مرید پر فرمائیں جیسے خود آئیندہ ایک "مرشد کامل" ہونا تھا۔ایک بار حضرت خواجہ نے حضرت ممدوح کے چھوٹے بھائی حضرت عبدالمقتدر صاحب سے فرمایا کہ "تمہارے بھائی کو اللہ میاں میرے سے مانگ لئے کہ "لاؤ ان کی تربیت اب ہم خود کرلیں گے۔تو میں عرض کیا"مولیٰ!یہ جو کچھ میں نے کیا بس اسی لئے کہ تیری قبول کے لایق ہو۔اس سے بڑھ کر خوش نصیبی کیا ہوگی کہ میری محنت چیز ہوئی۔خوشی سے تیرے حوالے ۔۔۔۔۔۔ چھوٹے! تمہارے واسطے میں ہوں"۔یہ روایت حضرت ممدوح کے سامنے آئی تو فرمایا" اللہ کے حوالے بولے تو کیا ہوتا ؟ میں ان کو کہاں چھوڑتا ہوں؟۔اللہ کی ایک تجلی سمجھ کر پکڑا رہوں گا۔"

واقعہ یہ ہے کہ "دشت فنا" کی گم گشتگیوں میں رہ کر بھی تعینات کا بقدر مراتب لحاظ رکھنا،ایک بہت ہی مشکل اور نازک کام ہے۔وہ مردان خدا اور عارفان باصفا جن کے قلوب کے آئینوں سے غیریت کا غبار دور کر کے انہیں مجلا بنادیا گیا ہے، جن کی حق بیں نگاہوں کے سامنے سے حقیقت پر پڑے عوارضات کے پردے اٹھادئے گئے ہیں،جب کبھی ان کی نظر اس عالم رنگ وبو کے کسی تعین پر پڑتی ہے تو فوراًبعد ہی وہ اس تعین کے پردہ میں موجود ۔۔۔۔ حقیقی کو بھی دیکھنے لگتی ہے۔ان خاصان خدا میں جو اور بلند درجہ ہوتے ہیں ان کی نگاہ پہلے جہاں کہیں بھی پڑتی ہے۔وہ بس وجود حقیقی ہی پر پڑتی ہے اس کے بعد کہیں انہیں تعینات کا وجود ظاہری دیکھائی دیتا ہے۔چند عارفان حق اس سے بھی بلند نظر کے حامل ہوتے ہیں۔یہ وہ ہوتے ہیں جن کی نگاہ وجود حقیقی اور تعینات پر ایک ساتھ پڑتی ہے۔وہ بہ یک وقت تعینات کو ان کے آثار واحکام سمیت اور ساتھ ہی ان کی حقیقت یعنی وجود حقیقی کو دیکھتی ہے۔یہ بات

anned with CamScanner

بیان کرتے وقت اگر چہ چند الفاظ میں ادا ہو سکتی ہے لیکن عملاً نہ صرف بے حد مشکل ہے بلکہ تقریباً محال ہی ۔ یہ تو بس انہی کا حصہ ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ " **یختص برحمتہ من یشآء** " کے مطابق مخصوص اور برگزیدہ فرماتا ہے ۔ ایسا ہی اہل نظر عظمت بلندی کے اتنے عظیم مقام پر پہنچ کر جہاں بس ذات ہی ذات اور توحید ہی توحید رہ جاتی ہے، یہ کہہ سکتا ہے کہ " میں ان کو کہاں چھوڑتا ہوں " اللہ کی ایک تجلی سمجھ کر پکڑا رہوں گا " ۔

یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کوئی بھی سمجھ دار مرید یقیناً اپنے مرشد کا مقام اور لحاظ و ادب نہیں بھولتا ۔ لیکن باطنی مقامات کی رفعتوں پر پہنچ جانے اور اعلیٰ مرتبہ پر سرفراز کئے جانے کے بعد بھی مرشد کے ساتھ اپنی سعادت مندی اور عقیدت میں سرمو فرق نہ آنے دینا یہ بس " مرید کامل " ہی کا حوصلہ ہو سکتا ہے ۔ حضرت ممدوح کے پاس اپنے مرشد کا وہ مقام، وہ لحاظ اور وہ ادب تھا کہ اس میں ذرا سی گستاخی والی کوئی بات بھی گوارہ نہ فرماتے ۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ کے بڑے صاحبزادے اور خلیفہ نے جو حضرت ممدوح کے داماد بھی تھے، بیان کیا کہ وہ قد میں اپنے والد سے دو انگل زیادہ ہیں ۔ تو اس میں بھی حضرت کو اپنے مرشد کی بے ادبی اور گستاخی محسوس ہوئی اور عرصے تک صاحبزادے سے بات نہیں کی ۔ ایک بار قادری چمن میں حضرت ممدوح اپنے منجھلے ماموں سید عمر صاحب قبلہ کی محفل سماع میں تشریف فرما تھے قوال کسی مرحلہ پر میر خواجہ، میرے خواجہ، کی تکرار کئے جا رہا تھا ۔ صاحب محفل نے اس کے بجائے " میرے پیر " کہنے کی ہدایت کی تھی ۔ بس حضرت محفل سے اٹھ کر چلے آئے اور عرصے تک ان کی محفل میں نہیں گئے ۔ " خواجہ " کے نام کو ہٹا دینا بھی حضرت کو اپنے مرشد کی گستاخی معلوم ہوا ۔ قاضی پورہ میں اپنے مرشد کے عرس کے موقع پر ایک بار فرمایا کہ " اس گھر کا بچہ بچہ میرے لئے قابل احترام ہے، چومنے کے لایق ہے ۔ " ایک اور شاہزادے جو حضرت کے داماد بھی تھے، طویل عرصے تک بے وجہ مخالف بنے رہے ۔

nned with CamScanner

اور کئی بار اپنے طرز عمل سے اہانت واذیت پہنچائی ۔اس کے باوجود حضرت فرمایا کرتے کہ "باوا!! ان کے باوا کا میرے اوپر وہ احسان ہے کہ میں ادا نہیں کر سکتا۔" زبانی دعوے تو آسان ہوتے ہیں مگر جب تختہ ٔ مشق ستم بن جاتے ہیں تو اچھے اچھے اپنا حوصلہ اور اپنا مقام چھوڑ بیٹھتے ہیں ۔ان نازک مقامات پر بھی کمال کے ساتھ برقرار رہنا، حضرت جیسے "مرید کامل" ہی کی بس کی بات تھی۔

اپنے مرشد کے مقام کو ملحوظ رکھنا ہر مرید کا فرض ہے ۔ مگر اس کا برملا ایسا اظہار کرنا جس میں بہ ظاہر خود اپنی کسر شان کا شائبہ ہو بڑا آزمائشی مرحلہ ہوتا ہے جسے نفس آسانی سے گوارا نہیں کر سکتا۔ پھر اگر ایسا اظہار خود اپنے زیر تربیت مریدوں کے سامنے کرنا ہو تو تصور کیجئے، کتنا مشکل کام ہے! مزید یہ کہ خود وہ "مرشد کامل" ہو اور بہترین "جانشین رسول" بنا کر اسے مقام غوثیت پر فائز لیا جا چکا ہو تو اس کے لئے یہ بات کتنی دشوار ہے! ۔بس "مرید کامل" ہی ایسا صاحب کمال ہو سکتا ہے کہ بلند ترین مقام پر بھی اپنے مرشد کے ساتھ اپنے ربط، اپنی نسبت میں فرق نہ آنے دے ۔چنانچہ یک بار ملک پیٹھ کے مکان میں ماہ رمضان کے افطار و نماز مغرب کے ختم پر حضرت ممدوح نے سب کو اشارہ سے اپنے قریب بلایا۔ حضرت اس وقت عجیب کیفیت میں تھے ،اور عجیب شان سے مسکرا رہے تھے ۔سامنے بیٹھے حلقہ کئے مریدوں پر دائیں سے بائیں نظر دوڑائی اور فرمایا "ولی الدین کی جگہ خالی ہے ۔سوچتا ہوں پھر کسی کو ان کی جگہ دیوانہ بنادوں ۔" پھر کچھ دیر بعد فرمایا "خیر جاؤ اپنے اپنے گھروں کو" ۔واضح باد کہ ڈاکٹر ولی الدین عثمانیہ کے پروفیسر اور حضرت کے مرید تھے ۔ان کو حضرت کی توجہ نے ایسا دیوانہ اور نیم مجذوب بنادیا تھا کہ ان سے بے حساب خوارق عادات کا اظہار ہوتا تھا۔ایک بار اپنے پیر بھائی اور چیف انجینئر برقی کے ساتھ برقی پلانٹ گئے تھے تو وہاں کلیدی سوئچ میں اپنی انگلی رکھ دی تو آدھے منٹ کے لئے سارا شہر تاریک ہو گیا تھا۔ کچھ عرصہ قبل ان کا انتقال ہو چکا تھا۔اسی وجہ سے حضرت نے فرمایا کہ ان کی جگہ

anned with CamScanner

خالی ہے ۔اس واقعہ کے دوسرے ہی روز مغرب کی نماز کے بعد پھر سب کو قریب بلایا اور فرمایا ۔دیکھو! میں کل بولا تھا نا کہ پھر کسی کو دیوانہ بنادوں، تو ہمارے حضرت میری سخت لیوڑی کرے ۔بولے، اچھا تو اب تم اپنے ارادے سے بھی کرنے لگے ہیں ؟ ڈاکٹر کی بات اور تھی ۔اس وقت تم اپنے ارادے سے کب بولے تھے ؟ یہ کہہ کر تمام حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا ۔" دیکھے ؟ ہے کسی کا ایسا مرشد ؟ اب بھی برابر میری نگرانی کرتا ۔ تم سب گواہ رہنا، میں کان پکڑتا ہوں، میرے سے غلطی ہوئی "۔یہ فرماتے ہوئے حضرت نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پکڑلئے ------ اللہ اللہ ری بے نفسی! اور واہ ری نسبت مریدی!! تحصیل علم و تربیت کی منزلوں سے آگے اور بہت آگے نکل کر رشد ہدایت کے اونچے مرتبہ پر فائز ہو جانے کے بعد بھی اپنے مرشد کے تعلق سے اکتسابانہ سعادت مندی کا اظہار کس کے بس کی بات ہے ؟ پھر وہ بھی ایسے ماحول میں جب کہ وہ خود اپنے وابستگان اور معتقدین کی تربیت میں مصروف ہو مسند ارشاد کی بلندی پر متمکن رہتے ہوئے مریدوں کے سامنے اپنے آپ کو اب بھی خود اپنے مرشد کے زیر تربیت ظاہر کرنا کس کا حوصلہ ہو سکتا ہے ؟ہاں یہ ایک " مرید کامل " کا ہی ظرف ہو سکتا ہے ۔

حسرت کو تم سمجھے کیا ہو
کیا سمجھے ہو ، سمجھے کیا ہو

سانچ گرو کا چیلا

" سانچ گرو " اور " سانچ چیلے " کے مقامات کی ایک جھلک اس واقعہ سے مل سکتی ہے ۔ایک دفعہ حضرت یحیٰی پاشاہ صاحب جو حضرت خواجہ کے منجھلے صاحبزادے اور سجادہ نشین تھے، ان سے حضرت بحرالعلوم نے فرمایا، پاشاہ! اگر نبوت کا سلسلہ ختم نہ ہوا ہوتا تو یہ آپ کے باوا کو ملتی ۔یہ سن کر پاشاہ نے فرمایا، " جی ہاں بھائی صاحب قبلہ اگر ان کے بعد بھی سلسلہ باقی رہتا تو آپ نبی ہوتے "۔

anned with CamScanner

حضرت ممدوح جہاں ایک بے مثال "مرید کامل" تھے وہیں ایک بے نظیر "مرشد کامل" بھی ہیں۔ "مرشد کامل" اللہ تعالیٰ کی صفت حکیم کا بھی پرتو خاص ہوتا ہے وہ اپنے ہر مرید کی تربیت اس کی فطری مناسبت کے مطابق کرتا ہے۔ بعض "مرشد کامل" اتنے بلند ہوتے ہیں کہ مرید کتنا ہی اونچا جائے وہ مرشد سے ہی نہیں نکل پاتا۔ "سیر للرسول" "سیر للہ"، سب اسے "فی الشیخ" ہی نصیب ہوتی ہے۔ ایسا مرشد اپنے مریدوں کو ایسے دیکھ سکتا ہے جیسے اپنے سینے کے بالوں کو۔ اور ہر مرید کی واردات سے ایسے ہی باخبر وہ سکتا ہے جیسے کہ سر کے ہزاروں بالوں میں سے کسی ایک بال کو بھی کھینچا جائے تو اس کی تکلیف اسی کے مقام پر محسوس ہوتی ہے "مرشد کامل" کی یہ صلاحیتیں، غیر معمولی کرامات، اونچے تصرفات اور علمی شان کے جلوے جس اعلیٰ درجہ پر حضرت ممدوح میں نمایاں تھے اس سے نہ صرف وابستگان دامن بلکہ بہت سے باہر والے بھی بخوبی واقف ہیں۔ ان سب کو سمیٹنا ایک ضخیم کتاب کا متقاضی ہوگا۔ ایسا "مرشد کامل" **اتینہ رحمة من عندنا وعلمنھم من لدنا علما** سے سرفراز ہوتا ہے۔ ایسی ہستی اپنی جامعیت کے باعث "جانشینی رسول" میں اعلیٰ مقام کی حامل ہوتی ہے۔ چنانچہ اسے "برزخ کبریٰ" کی شان سے نوازا جاتا ہے جس کے باعث وہ عبد ورب کے درمیان "واسطہ" اور خالق و مخلوق کے مابین "انا قاسم" کا رابطہ بنا رہتا ہے۔ ہر "مرشد کامل" کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ان اعلیٰ مناسب پر بھی متمکن ہو۔ لیکن جو "مرد کامل" اور "محل نظر الٰہی" جانشینی رسول کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوتا ہے، اس کے کمالات اتنے لامتناہی ہو جاتے ہیں کہ "مقام غوثیت" بھی اس کی کئی خاص جہتوں میں سے بس ایک جہت رہتا ہے۔ جن برگزیدہ ہستیوں کو نظام باطن کے "مقام غوثیت" پر فائز کیا جاتا ہے وہ دراصل "**خلیفتہ اللہ فی الارض**" ہوتے ہیں، اور ان پر لازم ہوتا ہے کہ وہ باطن میں اپنی عالم شہادت کی صورت کے بجائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اٹھائے ہوئے رہیں۔ کیوں کہ

Scanned with CamScanner

حقیقی خلیفۃ اللہ تو وہی ہیں اور انہی کی صورت اقتدار اعلیٰ کی مظہر ہوتی ہے اور عرش سے فرش تک بسیط رہتی ہے ۔ یہ گویا ایسی ہی بات ہے جیسے کہ بادشاہ کو تخت نشینی کے وقت علامتی طور پر تاج پہن لینا پڑتا ہے ۔ البتہ صدیوں میں کہیں ایسی کوئی امتیازی صفات کی حامل ہستی اس مقام پر فائز کی جاتی ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول ہوتی ہے تو قبولیت اور پسندیدگی کی سند عطا فرما کر خود حضورؐ باطن میں اس کی صورت لے لیتے ہیں ۔ ایسی ہی ایک باکمال ہستی کو ہم "غوث الاعظم" کے نام سے جانتے ہیں ۔ جب حضورؐ باطن میں ایسے "غوث وقت" کی صورت لے لیتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہی صورت عرش سے فرش تک اقتدار اعلیٰ کا مظہر بن جاتی ہے ۔ پھر ایسے "صورت والے غوث" کے بعد آنے والے اپنے اپنے زمانے کے "اغواث" کو بھی باطن میں اسی "صورت والے" کی صورت اٹھائے رہنا پڑتا ہے ۔ کیوں کہ آنحضرتؐ خود یہ صورت لئے ہوئے ہوتے ہیں ۔ ہر غوث وقت کے لئے اس مقام کا حاصل ہونا ممکن نہیں ۔ کیوں کہ یہ کمالات "اکتسابی" نہیں بلکہ "وہبی" ہوتے ہیں ۔ یہ کمالات دراصل "بے کمالی" کی انتہا کا دوسرا نام ہوتے ہیں ۔ بندہ جب "اپنا" کچھ نہیں رکھتا یہاں تک کہ خود وہ بھی "اپنا" نہیں رہتا تو جو کچھ آقا کا ہوتا سب کچھ گویا اس کا ہو جاتا ہے ۔

اے ذات ، تو مجمع الکمالات
میں بھی ہوں کمال " بے کمالی "
دنیا کے سب کمال ہیں مجھ بھرے ہوئے
حسرت پر ایک بات ہے ، اپنا نہیں ہوں میں

یہ "عبد اللہ" کا مقام ہوتا ہے ۔ یہی وہ جہت عبدیت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے "رسالت" کے مقابل ترجیح دیتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں "اسریٰ بعبدہٖ" کے ذریعہ فرمایا ۔ اعلیٰ ترین "عبد اللہ" جس کی شان ہے "بعد

از خدا بزرگ تو ئی قصہ مختصر" وہ سب سے زیادہ "بے کمال" ہوتا ہے، جس کی غلامی سے دوسرے "عبداللہ" سرفراز ہوتے ہیں۔

حضرت بحرالعلوم نے ایک بار فرمایا۔" جتنا خالی ہوتے جاؤ گے اتنا ہی بھرتے جاؤ گے۔مکمل خالی ہونے کا نام" محمد رسول اللہ" ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ــــــــــ بھلا نگیٹیو (Negative) بھی کہیں دکھتا ہے ؟ مگر جب دکھے گا تو پازیٹیو (Positive) بن کر دکھے گا۔

اللھم صل وسلم علی النبی الامی والہ ___ اللھم ارض عن عبدک عبدالقدیر۔ والحمدللہ رب العلمین۔

نوٹ

" فیوض صحبت " میں جو عبارت و الفاظ قوسین میں ہیں وہ مرتب (راقم الحروف) کی طرف سے ہیں اور باقی عبارت اور ہر ہر لفظ " حضرت قبلہ " کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔

anned with CamScanner

"فیوض صحبت" حصہ چہارم

مورخہ ۸/اگست ۱۹۵۹ء روز شنبہ ------

روح اور جسم (سوار اور گھوڑا):۔

اب اس کے بعد کیا ہوا ؟ موت آگئی۔موت آگئی تو کیا ہوا ؟ وہ گھوڑا الگ ہو گیا اور حکومت کرنے والی روح (سوار) کو اس سے زیادہ لطیف گھوڑا (جسم) دیا گیا ----- لوگوں کو غلطی یہ ہوتی ہے "مرنے کے بعد یہ گھوڑا نہیں" ۔حالانکہ دوسرا گھوڑا ملے گا، یہ نہیں جانتے ۔اس واسطے سمجھتے کہ عذاب کیسے ہوگا، مرنے کے بعد ؟

"انسان اور فرشتوں کی روح میں فرق":۔ایک اور ایک بات یاد رکھو! انسان کی روح میں کیا کمال ہے ؟ فرشتوں کی روح میں کیا بات ہے ؟فرشتوں میں یہ بات ہے، دوسروں کو تکلیف پہنچے تو وہ متاثر نہیں ہوتے ۔ ؟ انسان میں یہ بات ہے کہ اس کے گھوڑے کو مارے تو اس کو بھی تکلیف ہوتی ----- پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ گرمی سے متاثر ہونے والا کون ہے ؟ ایک صاحب بولے "مسکہ" ۔ (دوسرے بولے) "نہیں" ۔بولے "وہ شریف روح ہے جو دوسرے کی تکلیف سے، دوسرے کی گرمی سے متاثر ہوتی ہے -----

لا یومن احد کم حتیٰ یحب لا خیہ مایحب لنفسہ (حدیث شریف)

(تم میں کا کوئی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک کہ اپنے لئے جو پسند کرتا ہو وہی اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرے) فرشتوں کو اچھے برے کا احساس نہیں ہوتا ۔ فرشتوں کے واسطے عمل وغیرہ کچھ ہے ہی نہیں ۔یہ انسان کے لئے ہے ۔جوتے بھی ان ہی کھاتا، مگر نوازش بھی اسی پر ہوتی ہے ۔

" سوار اہم ، گھوڑا ذیلی " اے ہے، تو کہاں کا! تجھے اور گھوڑے ملنے والے ہیں ۔ اس گھوڑے کو "میں ہوں" سمجھے گا تو کہیں کا نہ رہے گا۔۔۔۔تو اعلیٰ علیین کا رہنے والا،

anned with CamScanner

تو گھوڑا کیسے ہو گیا ؟ (یعنی جسم کے وفات پاجانے کے بعد خود کو مردہ سمجھ لیا ؟) اسی لئے اللہ نہ بار بار احساس دلایا کہ تو مرنے والا ہے رے کم بخت، (اسی لئے، یعنی یہ واضح کرنے کے لئے کہ آدمی اپنے جسم ہی کو اپنی شخصیت اور "انا" نہ سمجھ لے) قرآن اٹھا کے دیکھو، سب بھرا ہوا ہے (اس حقیقت کا بیان ہے) قرآن کو نئیں سمجھے تو میں کیا کروں!۔

اس گھوڑے کا بھی خیال رکھو، اس پر بڑی منزل طے کرنا ہے۔ نماز و عبادت ہی میں کھو جانا بھی ممکن نہیں۔ پہلے کچھ دانا چارا اس گھوڑے کو بھی ڈال دو۔ نہیں تو یہ مٹ جائے گا۔ گھوڑے کو مار ڈالے تو بڑا عذاب ہے۔ (یعنی کسی کے یا خود اپنے جسم کو بھی ختم نہیں کر سکتے۔ ہاں حق کے ساتھ دشمن جان اور دشمن خدا کو لڑائی میں کر دے سکتے ہیں۔ ورنہ کسی کے یا خود کے جسم کو تکلیف پہنچانا بھی گناہ ہے۔ کیوں کہ یہ سواری ہے۔ اگر یہ کمزور ہو تو سوار کو مشکل ہو گی لہذا اسے کھلانا پلانا اور اس کی تندرستی کا خیال رکھنا بھی فرض ہے۔)

"**نسمہ یا مرکز روح**" میں یہ بولتا ہوں کہ انسان کے سر کے بیچ میں کچھ غدود (خلیے ------) ہیں، کوئی ایسی چیز ہے جو اثر قبول کرنے والی ہے، اس سے تمام جسم میں پھیلتا۔ یہی "نسمہ" سمجھو، مرکز روح۔

"**روح مدبر یعنی سوار**" ذرات (ہباء منثورا) نے مل کر ایک اجتماعی شکل لی، پتھر کی یا حیوان کی۔ تو ان ذرات کی ارواح نے مل کر ایک شئے بنائی۔ اب ان پر جو روح مدبر، حاکم ہو گی وہ اوپر سے عارض ہوئی نہ کہ ذرات کی ارواح سے مل کر بنی ؟ حسب استعداد یہ سوار (مدبر، حاکم) آتا ہے۔ درخت کا سوار درخت کے لائق، پتھر کا پتھر کے لائق۔ حیوان کا حیوان کے لائق۔ اور انسان کا سوار انسان کے لائق۔

مورخہ ۱۳\ اگست ۱۹۵۹ء ------------ روز پنجشنبہ

"**اسلام ہر جگہ کے اور ہر وقت کے انسانوں کے لئے ہے**" :۔ ایک

nned with CamScanner

دفعہ ایک عیسائی نے کہا کہ مسلمانوں کو دعویٰ ہے کہ اسلام تمام انسانوں کے لئے ہے ۔ بہت سے مقامات ایسے ہیں کہ چھ مہینے کا دن چھ مہینے کی رات ہے ، وہاں مسلمان کیا کریں گے ؟ روزہ کیسا ؟ نماز کیسی ؟ پھر مسلمان جو دعویٰ کرتے ہیں یہ کیا ہے ؟ ------ میں اس کے کئی جواب دیا ۔ یہ آیت مجھے ہدایت کری ۔ آیت یہ ہے کہ حیض نہیں آتا تو تین مہینے لو ۔ (**والائی یئسن من المحیض من نساء کم ان ارتبتم فعدتھن ثلثۃ اشھر والائی لم یحضن (۳) الطلاق**) مجھے یہ ہدایت ہوئی ، میں یہ بولا کہ اول تو روزہ ، نماز ، یہ اسلام کا طریقہ تو ۔ شک ہے مگر یہ یہودیوں کے پاس بھی ہے عیسائیوں کے پاس بھی ہے ۔ ہندوؤں کے پاس بھی برت ہے ۔ دوسرا جواب یہ دیا میں کہ وہ غیر آباد مقام ہے ۔ آدمی وہاں رہ آتی نہیں ۔ (یعنی آسانی سے رہنا ممکن نہیں) تو ایک فرضی مقام کے لئے احکام کی کیا ضرورت ؟ تیسرا جواب میں بولا کہ چھ مہینے دن چھ مہینے رات ہونے دو ۔ سیارے گردش کرتے نظر آتے ہیں ۔ ہر چوبیس گھنٹے کا ایک دور ہوتا ہے ۔ ہمارے اصول کے مطابق اصل چیز نہیں ہے تو اس کا قائم مقام لو ۔ چوبیس گھنٹے کے دو حصے کرو اور رکھو روزہ ۔ (اور پڑھو نماز اسی انداز سے)

ایک جواب یہ بھی دیا کہ شرط پائی جائے تو مشروط بھی پائی جائے گی ۔ **فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ** (پس تم میں سے جو یہ مہینہ پائے وہ روزہ رکھے) جب یہ شرط نہیں پائی گئی تو روزہ کیا رکھتے ؟ روزہ مت رکھو کوئی دوسری عبادت کرو ------ ایک آدمی کے دونوں ہاتھ کٹ گئے ۔ وضو ساقط اس سے ؟ کہنیوں تک ہاتھ دھو ۔ کہنیاں ہیں ہی نہیں کیا دھوتا ؟ وہ نہیں ہے تو اس کا قائم مقام لو ۔ جہاں سے کٹ گیا اس سے کچھ اوپر تک دھو لو ۔

" حیض نہیں تو تین مہینے کی عدت کیوں ؟ " :- جب بچی شادی شدہ ہے اسے حیض ، نہیں آتا تو تین مہینوں کی عدت کیوں ؟ ------ میں بولا آپ کے

anned with CamScanner

پاس عدت بٹھانے کا مقصد ایک ہی ہے، رحم کا پاک ہونا۔ میرے خیال میں یہ ہے کہ قرآن جو حکم دیتا اس کے بہت سے منافع رہتے۔ ایک گاؤں میں ہے عورت۔ اس کے ماں باپ بھائی دور ہیں۔ اگر اس کو طلاق دیا گیا ہے تو عدت کا کھانا پینا خاوند پر رہتا ہے۔ تو یہ تین مہینہ تک کھانا پانی دو۔ اس وقت تک اس کے ماں باپ بھائی کو اطلاع دو۔۔۔۔۔۔ یہ تو ایک چیز ہے جو مجھے معلوم ہوئی ورنہ نہ جانے اور کیا کیا ہیں۔ (مثلاً نئے حالات سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے عدت کی مدت بڑی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس دوران اس کا علحدہ شدہ شوہر یا اس کے ورثا۔ اس کے کفیل رہیں گے ہوسکتا ہے کہ اس مدت میں اس کا کوئی انتظام ہوجائے)

"**احکام اتفاقات کے لئے نہیں بناتے**":۔ اتفاقات کے واسطے احکام نہیں بناتے۔۔۔۔۔۔ کلی احکام کو جزئیات کی خاطر نہیں توڑا جاسکتا۔

"**اسکنوھن ولا تضاروھن**": ۔ **اسکنوھن من حیث سکنتم** ۔(اپنی بیویوں کو سکونت دو جہاں تم سکونت رکھتے ہو) سکونت کے معنی رات گزارنا۔ گھر کے باہر ضرورت پر نکلنا، نماز کو، دوادارو کو، سوداسلف کو اور حاکم کے پاس جانا وغیرہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ **ولاتضاروھن لتضیقوعلیھن** (ان کو تکلیف نہ پہنچاؤ ان کو ستانے کے لئے) یعنے اس کو (مطلقہ کو) گھر میں بیٹھی بول کے ستا نہیں سکتے۔

"**نابالغ لڑکی کا نکاح**":۔ ایک وقت کیا ہوا کہ ہندو بولے، جب تک عورت جوان نہ ہو شادی نہیں ہونا۔۔۔۔ اب اس کے واسطے کمیٹی ہوئی۔ کمیٹی میں ایک آدمی ہمارے پاس کا بھی تھا (دراصل یہ خود حضرت قبلہ ہی تھے) وہ ایسا بولا، یہ "مداخلت فی الدین" ہے "مراہقہ" کے پاس جاسکتے ہیں (مراہقہ یعنی جوانی کے قریب پہنچی ہوئی) نکاح ہونا ایک معاہدہ ہے۔ پاس جاسکتے ہیں۔ میں بولا رام چندرجی کی بیوی سیتاجی بلوغ سے پہلے ان کے حوالے کی گئیں۔۔۔ عائشہؓ بھی قبل بلوغ سرکار

anned with CamScanner

کے حوالے کی گئیں۔

باپ اگر کیا ہے (لڑکی کا نکاح) تو وہ رد نہیں کر سکتی (بالغ ہو کر بھی) اگر چچا، ماموں وغیرہ دوسرے ولی کئے ہیں تو توڑ سکتی ہیں ---- اگر جوان ہے تو حنفی مزہب میں وہ اپنے خیر و شر کو سمجھ سکتی ہے ------ بالغ ہونے کے بعد نکاح کرنے کا حق ہے، نکاح توڑنے کا حق نہیں دیا گیا۔ اس لئے اگر قبل بلوغ باپ نے ممکنہ خیرخواہی سے کر دیا تھا نکاح تو اس کو بعد بلوغ نہیں توڑ سکتی (یعنی صرف اسی بناء پر توڑ نہیں سکتی۔ ورنہ دوسری وجوہات جیسے زیادتی، کردار کی برائی، غیر کفو ہویا اور کوئی کراہت کے سبب وہ خلع حاصل کر سکتی ہے یہ اختیار حنفی فقہ میں ہے، شافعی میں نہیں (ایسی مثالیں ہیں کہ شافعی عورت مجبور ہو کر مرتد ہو جاتی ہے تاکہ نکاح ٹوٹ جائے)

شافعی عورت مرتد ہو کر پابندیوں سے آزاد ہو جانے کی بجائے حنفی ہو جانی چاہئے

(مورخہ ۱۴/اگست ۱۹۵۹ء -------- روز جمعہ)

"**فسخ نکاح**":- فسخ نکاح کے معنی، نکاح ہی نہیں ہوا (یعنی درست نہیں ہوا) کوئی بات اصول نکاح کے خلاف ہوتی ہو۔

"**علحدگی اور خلع کی صورتیں جن کا عورت کو حق دیا گیا ہے**":- مرد کی زیادتی کی صورت میں خلع کی درخواست پر حاکم عورت کو مہر بھی دلائے گا اور طلاق بھی دلائے گا۔ اگر مرد زیادتی سے طلاق نہ دے تو حاکم بحیثیت قایم مقام مرد کے طلاق دے گا۔

اور اگر مرد کی زیادتی نہ ہو بھی تو ایسی صورت میں جب کہ عورت اس مرد کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو بھی حاکم مرد سے حکماً طلاق دلائے گا۔ اگر وہ نہ دے تو خود دے گا (قائم مقام بن کر) ہاں، البتہ عورت کو مہر معاف کرنا پڑے گا۔ اس سلسلے

nned with CamScanner

میں حدیث شریف بھی ہے کہ سرکار نے صرف عورت کی ناپسندیدگی پر خلع دلائی۔
امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایک پاکباز مومن عورت کا کفو ایک شرابی مرد نہیں ہو سکتا۔ اگر بعد میں بھی مرد نے شراب وغیرہ کی لت اختیار کی ہے تو بھی وہ اب غیر کفو ہو گیا
ماہر فن کی رائے قانون سازی کے لئے قابل قبول ہوتی ہے (رائے ہسئلابہ ضروری نہیں) حضرت حفصہؓ ہسئلا نہیں تھے۔ ان سے حضرت عمرؓ پوچھے بیٹی! مذہب میں شرم نہیں ہے۔ بتاؤ کہ عورت کو کب تکلیف ہوتی ہے۔ بی بی نے اشارہ سے چار انگلیاں بتائیں۔ " ولا تنضار ومن "۔ حضرت بی بی حفصہؓ کے قول کے مطابق چار مہینے سے زاید مرد سے جدا رہنا "ضرر" ہے۔ اب ہمارا قانون یہ ہے کہ اگر ضرر ہو رہا ہو تو چھوڑنے کا اختیار ہے (جیسے کہ مفقود الخبر ہو شوہر تو حاکم سے طلاق حاصل کی جا سکتی ہے) عورت چاہے تو چار مہینے کے انتظار کے بعد مرد کی عدم واپسی کی صورت میں حاکم کے ذریعہ مرد سے طلاق غائبانہ لے سکتی ہے۔ وہ عمر فاروقؓ کا اجتہاد تھا۔

مورخہ ۱۸/ اگست ۱۹۵۹ء ---------- روز سہ شنبہ ------

" قرآن مجسم "۔ مجسم خدا کا کلام۔ آدمی کی شکل میں قرآن۔ (سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

" غیروں پر اسلام پیش کرنے کا طریقہ "۔ ہم کیا کرنا یہ ایسا کرنا، ایسا کرنا اس میں غلطی ہوتی، اور یہ اسلام ہے۔ آخر میں بولنا "اسلام" پہلے نہیں بولنا۔ (یعنی دوسرے طریقوں کی خامیوں کو واضح کر کے اس بارے میں صحیح طرز عمل کی نشان دہی کرنا۔ جب ان باتوں کو ذہن قبول کرنے لگے اس وقت ایک ایک چیز کے بارے میں بتانا کہ یہ اسلام کا طرز عمل ہے)

(مورخہ ۱۹/ اگست ۱۹۵۹ء ---------- روز چہار شنبہ ------)

" حقایق الٰہیہ اور حقایق کونیہ "۔ "اعیان ثابتہ" (یعنی اللہ کے معلومات) دو

قسم کے ہیں ۔خدائے تعالیٰ کا اپنی صفات کو اپنے کمالات کو جاننا " حقایق الٰہیہ " ہیں اور خدائے تعالیٰ کا اپنی مخلوقات کو جاننا ، " یہ حقایق کونیہ " ہیں ۔ فاعل کی طرف نسبت کریں تو حقایق الٰہیہ اور مفعول کی طرف نسبت کریں تو حقایق کونیہ ------- دو چیزیں ہیں ۔ ایک دینے والی ایک لینے والی ۔ دینے والی حقایق الٰہیہ اور لینے والی حقایق کونیہ ۔

میرے خیال کے مطابق " حقایق الٰہیہ " کبھی حقایق کونیہ نہیں بنتے ۔ بندے کو اگر جانا تو وہ بندہ " حقایق کونیہ " مگر وہ جاننے کی نسبت جو اللہ سے ہے اس کو حقایق الٰہیہ کہیں گے ------- مخلوقات کو جاننا جو اللہ کی طرف نسبت رکھتا ہے وہ حقایق الٰہیہ ہیں ۔ اور خود وہ مخلوقات جس کو اللہ جانتا ہے وہ حقایق کونیہ ہیں ------- ابھی وہ مخلوقات علم ہی میں ہیں لیکن ان بندہ کو بندہ ہی سمجھا ------- بندہ کی حقیقت مخلوق ہے ۔ مخلوق کو مخلوق سمجھنا (یعنی علم الٰہیٰ کے مرتبہ میں بھی عین ثابتہ مخلوق کہلائے گا ۔ قبل خلق و ظہور ہونے سے کچھ اثر نہیں پڑتا) ------- علم الٰہیٰ میں بھی بندہ کی حقیقت کو اللہ کی حقیقت سے غیریت ہے ۔ اگر چہ ابھی وہ مخلوق نہیں ہوا ہے ۔ مگر اس کی طبیعت کا اقتضاء ہے کہ مخلوق ہے ۔ بندہ بندہ ہے ، خدا خدا ہے ۔

بندگی کی حقیقت ، بندہ کی حقیقت " احتیاج ذاتی " ہے ۔ وہ حقیقت ، حقایق الٰہیہ میں کیسے شمار ہو سکتی ہے ؟ گو یہ سب چیزیں احدیث ذات سے نکلی ہیں ۔ ذات کے بعد جب علم کا مرتبہ آئے گا تو اس مرتبہ میں دو چیزیں آئیں ۔ ایک تو اللہ کا جاننا ، وہ حقایق الٰہیہ ہیں اور دوسری وہ جانی گئی چیزیں ، یہ " حقایق کونیہ " ہیں ۔

علم کے مرتبہ میں بھی " یہ بندہ ہے " جانتا تھا وہ ۔ اس لئے کونیہ کبھی الٰہیہ نہیں ہوں گے میرے پاس ------- بہت سے لوگ اسی چکر میں ہیں ۔ علم الٰہیٰ میں بھی بندہ بندہ ہے خدا خدا ۔ کیوں کہ وہ پیدا ہوگا تو کیا ہوگا ؟ بندہ ہی ہوگا ۔ تو

anned with CamScanner

فطرت بدلتی کب ہے ؟ پہلے سے جو رہتی ہے وہی نمایاں ہوتا ہے۔ بندہ کی حقیقت میں تو احتیاج ذاتی تھا۔ کسی بلند سے بلند مرتبہ میں بھی حقایق کونیہ اور حقایق الہیہ ایک نہیں ہوگئے۔ بندہ کی حقیقت میں احتیاج ذاتی نہ ہوتا تو وہ کبھی پیدا نہ ہوتا۔ احتیاج ذاتی ہونے سے ہی پیدا ہوا۔ اس مرتبہ میں "وحدت الوجود" اور "احدیت" کو نہیں لانا، تمیز کرنا۔ کیا بول رہا ہوں میں؟------ یہ لوگ سمجھے نہیں۔ اس کو اس کو ملا دیتے ہیں ------ یہ "دو ذات" بولنے والے، ان پر احدیث نہیں کھلی تو وہ یہیں اٹک کر رہ گئے------ اصل میں یہ "بندگی" آئی کہاں سے؟ اسی احدیت میں سے۔ مگر اس کے نیچے کے مرتبہ میں الہیہ اور کونیہ میں تمیز کرنا۔ بندہ کی حقیقت جہاں رہے گی وہ محتاج الی اللہ رہے گی، چاہے جس مرتبہ میں ہو۔

میں مانتا ہوں کہ یہ حقایق الہیہ اور حقایق کونیہ سب احدیت ذات الہی سے نکلے ہیں، احدیت کی تفصیل ہیں۔ لیکن اس کے مرتبہ میں ان دونوں میں فرق ہے اور اس کا تمیز کرنا ضروری ہے۔ حقایق اشیا، جو معلومات الہیہ ہیں، وہ کونیہ ہیں جن کی شان سے احتیاج ذاتی ہے۔

شیخ بولتے ہیں، "ارے اللہ ہی بندہ ہے" اور ہم بولتے "نہیں" اللہ میں صفت خالقیت کی ہے اور بندہ میں مخلوقیت کی۔ یہ دونوں ایک نہیں ہیں، گو منشاء دونوں کا ایک ہی ہے۔ "اللہ ہی بندہ ہے" بولنا، میں اس کو بدتمیزی سمجھتا ہوں ------ بندہ کی حقیقت "معلوم الہی" ہے۔ اور علم بے شک قدیم ہے اس لیے معلوم بھی قدیم۔ مگر ہوا تو کیا؟ بندہ کی حقیقت میں اس سے فرق کیا آیا؟------ "احدیت مطلقہ" میں تو کلام کی گنجائش نہیں۔ لیکن اس کے بعد کے مرتبہ میں غیریت اعتباری آگئی ہے۔ لیکن ان مختلف اعتبارات کا ایک منشاء ہے۔ منشاء کو تم نہیں سمجھے تو خدا کو نہیں سمجھے۔ ہم اترے بھی تو بولیں گے کہ ان دو مختلف اعتبارات کا ایک ہی منشاء ہے "محتاج ہونا" بھی اس کا "دینا" بھی اس کا۔ اس کے معنی یہ کہ احتیاج کا منشاء بھی وہی

nned with CamScanner

ہے ۔" اللہ بندہ " یعنی " اللہ ہی بندہ ہے " کہنا یقیناً بد تمیزی ہے ۔ مگر منشا. سب کا ایک ہے ضرور سمجھنا ۔ اگر منشا. سب کا ایک نہ سمجھے تو یہ " شرک " ہے ۔ بندہ محتاج ہے لیکن " اس کا منشا. وہی احدیت ہے " اس کے ساتھ بولو ۔ نہیں بولے تو یہ " شرک " ہے ۔ علم الہی میں ذات الہیٰ سے ، جو سب کا منشا. ہے ، متشی ہونے میں پہلے حقیقت شئے ہے اور بعد علم ۔ " حقیقت شئے " یعنی اس کی ذات کا ایسا ہونا کہ اس سے کچھ سمجھا جائے ۔

(مورخہ ۲۰/ اگست ۱۹۵۹ ـــــــــــــــــ روز پنجشنبہ)

" معدوم مطلق " : ۔ اچھا جیب! " معدوم مطلق " کو کیسا سمجھتے ہیں ؟ (یعنی کس طرح پہچانتے ہیں ؟) ۔ اللہ کو دیکھ کر سمجھتے ہیں ، جو " موجود مطلق ہے " ۔ (یعنی موجود مطلق کو دیکھ کر معدوم مطلق سمجھ میں آتا ہے ۔ اسی طرح " وجود اضافی " سے " عدم اضافی " کو سمجھتے ہیں) ـــــــــــ شیخ بولتے (یعنی شیخ محی الدین ابن عربی) " عنقا موجود نہیں ہے " ۔ (یعنی وہ معدوم مطلق ہے) ۔ " وجود خارجی " میں نہ ہونے کی وجہ سے " عنقا نہیں ہے " بول رہے ہیں ۔ تو معلوم ہوا کہ " وجود " سے مراد وہ " وجود خارجی " لیتے ہیں ۔

" انا مرکب یا بسیط " ۔ " تمہاری انا " بن نہیں سکتی جب تک کہ اسما. و صفات الہیہ کی تجلی نہ ہو ـــــــ اللہ تعالیٰ کی " انا " اس کی صفات پر موقوف نہیں ـــــــ مرکب حادث ہوتا اور خیالی ہوتا ہے ۔ خارجی چیزوں کا لحاظ کرتے ہماری " انا " بسیط ہے ۔ ذات کے لحاظ سے مرکب ہے ـــــــ پس " زید " ذات ہے اور علم اس کی صفت ہے " عالم " " اسم " ہے ۔ اس میں ذات بھی ہے اور صفت بھی ۔

" دو ذات ایک وجود کا مطلب " : ۔ تمام چیزوں کے پیدا کرنے سے پیشتر اللہ اپنے کو بھی جانتا اور بندوں کو بھی جانتا تھا ۔ اس واسطے دو ذاتیں ہوئیں اور ایک وجود ۔ اس لیے کہ ابھی پیدا ہی نہیں کیا مخلوق کو ۔

" وحدت " سے کثرت نمایاں " : ۔ ایک مثال بولتا ہوں ـــــ سامنے ایک

anned with CamScanner

گولہ ہے۔ میں اس کو دیکھا۔ دیکھا تو ایک "محیط" سمجھ میں آیا۔ اس کرہ میں ایسی قابلیت ہے کہ ایک "محیط"، ایک ایسا خط ظاہر کرے جو اسے پورا گھیر لے۔ اسی کرہ سے ہم ایک خط خیال کر سکتے ہیں جو مرکز سے دونوں طرف جاتا ہے اور طول میں قابل تقسیم نہیں، عرض میں تقسیم ہوتا ہے۔ (یعنی قطر) اسی کرہ سے ہم ایک نقطہ کو خیال کر سکتے ہیں۔ (یعنی مرکز، جو ہر طرف سے درمیان میں ہو)

دائرہ سے منتزع ہیں مرکز و قطر و محیط
شان وحدت سے ہوئی ہے شان کثرت آشکار

(۲۱/اگست ۱۹۵۹ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔روز جمعہ)

حضرت قبلہ کا مقام:۔ ہمارے حضرت (یعنی حضرت قبلہ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد صدیق محبوب اللہؒ) ہر ایک کے لئے ایک مقام بنادئے ہیں۔ اور میں وہیں ہوں جہاں حضرت ہیں۔

"راقم الحروف پر نظر عنایت":۔ میں اس بچے کو بھی چاہتا ہوں (راقم الحروف کی طرف اشارہ کر کے فرمایا)

لطف کی بات:۔ بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ "شر محض" جو ہے "وجود محض" (یعنی خیر محض) کے مقابلہ سے سمجھ میں آتا ہے۔ اللہ کو دیکھ کر (جو "وجود مطلق" ہے اس کے مقابل) "کچھ نہیں ہے" بول کے سمجھ میں آیا (یعنی عدم)

کیا مخلوق خیر ہے؟:۔ (سوال کیا گیا کہ کیا مخلوق خیر ہی ہے؟ تو فرمایا) خیر دو قسم کا ہے۔ ایک "خیر محض" تو "وجود محض" ہے (یعنی وجود مطلق ہے) دوسرے وہ جو بعض چیزوں میں نمایاں ہے بعض میں نہیں، وہ "خیر اضافی" ہے۔ کمالات الہیٰ سے بعض کے ظاہر ہونے کو "خیر اضافی" بولتے ہیں اور (باقی بعض کے) ظاہر نہ ہونے کو "شر اضافی" بولتے ہیں (اور "شر محض" تو موجود ہی نہیں ہے)۔

خیر (یعنی خیر محض) تو مخلوق ہوتا ہی نہیں۔ "خیر اضافی" بھی مخلوق نہیں۔ وہ

anned with CamScanner

چیز سمجھ میں آئی (یعنی خیر اضافی) سمجھ میں آئی سو وہ بھی مخلوق نہیں۔ (کیونکہ) جو چیز سمجھ میں آئی، وہ ہے۔ "ہے" بولے تو وہ خدا کو جاتا ہے (جو "وجود محض" ہے) وہ مخلوق نہیں۔

"پھر مخلوق کیا ہے؟":۔ مخلوق وہ "خیال" کہ جس سے بعض چیزیں نکل جائیں۔ نکل جانے کی وجہ سے مخلوق کہہ رہے ہیں۔ وہ فی ذاتہ مخلوق نہیں۔ اس میں بعض چیزیں نہیں سمجھ میں آرہی ہیں (یعنی غیر موجود ہیں) "نہیں سمجھ میں آنے"، کو مخلوق بول رہے ہیں "زید" میں سے لاکھوں شخصیتیں نکل گئیں (یعنی اس کے سوا تمام شخصیتیں) یہ نہ ہونا (یعنی کمی) مخلوق ہے۔ ورنہ ان تو مخلوق نہیں، وہ تو موجود ہے۔

"زید" کا تعین ہوا۔ "تعین" کے معنی یہی ہیں کہ اس سے بہت سی چیزیں نکل گئیں۔ "زید" پہلے نہیں تھا اب اس میں "ہونا" پایا جاتا ہے۔ "نہیں پن سے جو اس (کے ہونے) کو نسبت ہے اس کے لحاظ سے مخلوق بولتے ہیں۔ ورنہ اس کا "ہونا" تو "وجود" ہے (اور وجود مخلق نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ) "وجود" خدا کا ہی ہے۔ جو چیز ظاہر ہوئی وہ تو واجب ہے۔ نفی (یعنی جو نہیں ہے، کم ہے) کو دیکھ کر ہم حکم لگا رہے ہیں (مخلوق کا) ہم جتنے احکام لگا رہے ہیں وہ "عدمی احکام" ہیں (یعنی جو جو چیزیں نہیں ہیں، غیر موجود ہیں ان کی بنیاد پر احکام لگا رہے ہیں) مخلوق کے معنی میں یہ بول رہا ہوں "اس میں سے کئی چیزیں نکل گئیں"۔

تخلیق اور وجود اضافی:۔ "خلق کیا" (سوال کیا گیا کہ "اللہ کی ایک صفت بولے تو اس میں سے کئی صفات نکل گئیں۔ تو کیا اسے بھی مخلوق کہیں گے؟" تو فرمایا) اللہ میں سے نہیں نکلیں، تم سمجھ رہے ہیں ویسا تمہاری عقل میں سے نکلیں، اللہ میں سے نہیں نکلیں۔ (یعنی اللہ کا ایک اسم بولیں تو دیگر اسمائے الہیٰ ہمارے خیال سے نکل گئے، اللہ میں سے نہیں نکلے) کے یہ معنی ہیں کہ اس میں جو اللہ کی تجلی ہے اس میں سے اتنی چیزیں نکل گئیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں کہ نہ تھی اور نمایاں ہو (یعنی تخلیق کی گئی

nned with CamScanner

ہو) ۔" وجود اضافی " (یعنی تعین) کے معنی یہ کہ اس میں سے بہت ساری چیزیں نکل گئیں ۔" ماں " بولیں تو اس میں سے " بیٹی پن "، " بیوی پن "، " بہن پن "، بہت ساری چیزیں نکل گئیں ۔ نکل جانے کو " خلق " کہہ رہے ہیں ۔ اللہ میاں یہ بولے " تم کو پیدا کیا " (یعنی ہمارے تعین سے کئی چیزیں نکل گئیں ۔ یہ نکل جانے کو " خلق " کہتے ہیں) ۔

" زید " آپ کو نظر آرہا ہے آپ کی نظر " اعدام " کے اوپر ہے (یعنی جو چیزیں اور شخصیتیں اس میں نہیں ہیں اس پر ہے) جس کی وجہ تعین دکھائی دیتا ہے (زید کا) یعنی جو چیزیں اس سے نکل گئیں ان سے " زید " سمجھ میں آرہا ہے ۔

" مخلوق " معنی اللہ کی وہ تجلی، اللہ کی وہ موجود چیز جس کو دوسروں کے مقابل بول رہے ہیں کہ " فلاں چیز نکل گئی، فلاں چیز نکل گئی ۔ یہ نکل جانا انتزاعی ہے ۔ یہ ٹوپی " حبیب علی " نہیں ہے ۔" وہ نہیں ہے "، " فلاں نہیں ہے " یہ مخلوقیت ہے ۔

" حبیب علی کا ہاتھ " بولیں تو اس سے " سر " نکل گیا، " پاؤں " نکل گیا ۔ حبیب علی کی وجہ سے ہاتھ نہیں بول رہا ہوں (بلکہ) " سر "، " پاؤں " نہ ہونے سے ہاتھ بول رہا ہوں ۔" ہاتھ " کا تعین حبیب علی کی وجہ سے نہیں ہوا ۔ سر، پاؤں، وغیرہ کی نفی سے ہوا ہے ۔ آپ " ہاتھ " کو ایسا بیان کرو کہ اس میں سے " سر "، " پاؤں " وغیرہ کچھ نہ نکل سکے اگر کچھ نہ نکلا تو وہ تو حبیب علی ہی ہیں ۔ وجود ایک ہی کا ہے ۔ دوسرے کا ہے ہی نہیں " ہاتھ " بولیں تو وہ " تجلی الٰہی " جس سے دوسری ساری چیزیں نکل گئیں ۔

" وجود عین ذات " :۔ اصل بات یہ ہے کہ میں " وجود " کو عین ذات سمجھتا ہوں ------ " ہے " کو دیکھا بولے تو " اللہ " کو دیکھا " ہے " سے بات کیا بولے تو اللہ سے بات کیا ۔ مگر بد تمیزی ہو جاتی ہے اس لئے " زید "، " عمر "، " بکر " کے تعین ذاتی کا نام لینا پڑتا ۔ مگر یہ تعین ذاتی بولے، تو میں بول رہا ہوں (اس تعین میں) کچھ چیزیں نہیں ہیں ۔

anned with CamScanner

(۲۲/اگست ۱۹۵۹ء ---------------- شنبہ)

مخلوق خیال مرکب ہے:- اللہ کی صفات کچھ نظر آئیں کچھ نہیں آئیں ۔نظر آئیں سو اور نظر نہیں آئیں سو دونوں کو ایک خیال سے دیکھے تو وہ مخلوق ہے (دونوں کو ایک خیال سے دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ صفات نظر آئیں تو اس کے ساتھ کچھ دیگر صفات کی کمی بھی محسوس ہوئی ۔اللہ کی ذات یعنی "وجود حق" میں تو جملہ صفات موجود ہیں ۔اب اگر کچھ صفات ہیں اور کچھ کی کمی ہے تو یہ "وجود اضافی" ہوا ۔وجود اضافی کے معنی یہ کہ اس میں سے بہت ساری چیزیں ،صفات نکل گئیں تو اب جو نظر آرہا ہے وہ "تعین" ہے اور وہ اس لئے نظر آرہا ہے کہ اس میں سے جو بہت ساری چیزیں نکل گئیں ان کی کمی اور عدم موجودگی پر بھی نگاہ ہے ۔موجود صفات پر نظر اور عدم موجود صفات یعنی اعدام کی کمی پر نگاہ کا مرکب خیال "مخلوق" ہے)

بعض صفات الٰہیہ کو دیکھے اور بہت سے نظر نہ آئے ۔تو یہ خیال مرکب کہ بعض نظر آئے اور بہت سے نظر نہ آئے ۔اس کا نام "مخلوق" ہے ۔اس طرح بولنے میں کوئی خرابی نہیں ۔

میرے پاس یہ ہے کہ ہے سو چیز نظر آئی ۔نئیں ہے سو نظر آتی ہی نہیں ۔جو دیکھ رہے ہیں وہ تو تجلیات الٰہی ہیں ۔بعض صفات الٰہیہ کا خیال اور اس کے ساتھ ایک یہ خیال کہ اس میں فلاں چیز نہیں ،فلاں چیز نہیں ،یہ مرکب خیال مخلوق ہے ۔

"تخلیق" اور "خالق" :- (واذتخلق من الطین کھنیۃ الطیر______) "تَخَلُقُ" بولتے وقت ماحول کا لحاظ رہتا ہے ۔"خالق" بولے تو ،ذاتی چیز ہے ،ماحول کا لحاظ کرتے نہیں ہے ۔ادھر ادھر کی چیزیں نہیں رہتیں ماحول کے ساتھ نسبت لگانے کی ضرورت نہیں ۔

(فیکون طیراً باذنی) وہاں سے "باذن اللہ" کی امداد آئی ۔نہیں تو عیسیٰ بھی کچھ نہیں ۔

anned with CamScanner

اسناد حقیقی اور اسناد مجازی:۔ کسی چیز کو اصلی چیز کی طرف نسبت کریں تو "اسناد حقیقی" ہے۔اس کے متعلقات میں سے کسی کی طرف نسبت کریں تو "اسناد مجازی" کہتے ہیں۔

"پرنالہ بہا"۔پرنالہ کہاں سے بہا؟(پانی بہا) پرنالہ پانی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔اس تعلق کی طرف نسبت کر کے بولے کہ "پرنالہ بہا"۔یہ "اسناد مجازی" ہے ---------- بیس (۲۰) صورتیں ہیں مجاز کی جہاں بولتے ایک ہیں اور مراد ایک ہوتا ہے۔ مثلاً "کیا کر رہے ہو تم؟" شراب نچوڑ رہا ہوں "۔ حالانکہ انگور نچوڑ رہے ہیں۔ یعنی آئندہ چل کر یہ شراب ہونے والی ہے۔ باعتبار "مایؤل" -------- "بچوں کو ان کا مال دے دو" (**و اتوا الیتمی اموالھم**) بچوں کو کیسا دیں گے؟ بچہ جب بڑا ہوگا، وہ جوان یہاں مراد ہے---------- ہم "اسناد مجازی" کے لحاظ سے ایک بات بولتے ہیں۔یہ نادان اسے "اسناد حقیقی" سمجھ کے کفر کہہ رہے ہیں۔

یاھامان ابن لی صرحا(اے ہامان میرے لئے ایک بڑا محل بنا") ہامان وزیر ہے وہ نہیں بناتا معمار بناتا ہے۔)

لاھب لک غلامازکیا۔("تاکہ تم کو اے مریم ایک پاک بیٹا دوں"۔ بیٹا دینا فرشتے کا نہیں اللہ کا کام ہے)

(یہ سب اسنادات مجازی قرآن میں مستعمل ہیں۔ "اسناد مجازی سے شرک و کفر نہیں ہوتا، مسلمان پر اس کا اسلام قرینہ ہے۔)

بے وقوف کہتا ہے کہ "**باذن اللہ**" بول کے شرک جلی کو شرک خفی بنادیتے ہیں۔ ارے تو کس پیغمبر کو بول رہا ہے؟ عبدالقدیر کو بول رہا ہے، عیسیٰ کو بول رہا ہے؟

حکم کی عدم تعمیل:۔ایک اور بات یاد رکھنے کی ہے وہ یہ کہ اللہ احکام دیتا ہے اور حکم کی تعمیل نہیں ہوتی۔ "نماز پڑھو" اللہ نے کہا۔ایک آدمی نہیں پڑھتا۔یہ کیا

anned with CamScanner

بات ؟ اللہ کا حکم کیوں نہیں چلا ؟ --------- اس شخص کو حکم دینے سے کچھ نہیں ہوتا ۔ نماز کو، اس فعل کو حکم ہونا چاہیے " کن " کا، تو وہ فعل وجود میں آتا ہے ۔ " نماز پڑھو ! " یہ جو حکم ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ " نماز پڑھنا اچھی بات ہے " ۔ (پڑھنا چاہئے --------) پھر اس فعل کو بھی وجود میں آنے کا حکم ہوتا ہے تو وہ نماز کا فعل نمایاں ہوتا ہے اس نمازی سے ۔ (**خلقکم وماتعملون** تم کو اور تمہارے عمل کو پیدا کیا) ۔

خواب خیال اور کشف: ۔ ایک بات یاد رکھو کہ اللہ کے پاس سے جو چیز آتی ہے وہ کلی رہتی ہے یہ متخیلہ اسے پھیلاتا ہے ۔ بعض وقت اپنی طرف سے ٹکے لگا دیتا ۔ اس کو سمجھنے کے لئے اعلی درجہ کا معبر چاہیے (تعبیر خواب) " اضغاث احلام " اس کو کہتے جو بے منشا ہوں ۔ صفراوی آدمی خواب دیکھا کہ ساری دنیا کو آگ لگی ہے ۔ یہ تعبیر طلب خواب ہے ۔ کیوں کہ بیماری اور صفرا کا ہونا اس خواب کا منشا ہے ۔ اچھا معبر یہی کہے گا کہ تم کو صفرا ہے، کسی طبیب کے پاس جاؤ ۔

" خیال " والا سمجھتا کہ میں جب چاہوں گا یہ خیال ہٹا سکتا ہوں ۔ " کشف " والا ۔ اگر اوپر سے آرہا ہے تو ان خیالات کو نہیں ہٹا سکتا ۔ ایک حد تک بے اختیار رہتا ہے اور " خواب " والا مکمل بے اختیار ۔

بندگی کا اقرار: ۔ ایسا کیوں ستاتا ؟ کیوں تکلیف دیتا کہ تکلیف سے چیخیں مارتا ہوں ؟ (یہ حضرت قبلہ عرض کر رہے ہیں اللہ سے) ایسا بولتے، " تمہارے منہ سے اپنی بندگی کا اقرار سننا چاہتا ہوں --------- اچھا ! سننا چاہتے ہیں تو سنو ۔ **اللھم انی عبدک و ابن عبدک وابن امتک ماض فی حکمک** (یا اللہ میں تیرا بندہ ہوں تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیری بندی کا بیٹا ہوں ۔ تیرا حکم مجھ میں جاری ہے)

فطرت چار قسم کی: ۔ (۱) ایک طبیعت ایسی ہوتی ہے " شر " ان کے پاس آتا ہی نہیں جیسے معصوم، پیغمبر (۲) دوسرے ایسے کہ لاکھ ہدایت کرو راہ راست پر آتے ہی

anned with CamScanner

نہیں ۔ جیسے فرعون ابو جہل ۔(۳) تیسری فطرت " مرتد " کی ہے ۔(یعنی دین سے پھر جانے والا پہلے اچھا تھا بعد میں بد بختی سے " شر " میں گرفتار ہو گیا) (۴) چوتھی فطرت " تائب " کی ہے (توبہ کرنے والا) اول گناہ کرے گا ۔ اس کے بعد توبہ کرے گا ۔

(۲۵/ اگست ۱۹۵۹ء ---------------- روز سہ شنبہ)

الست بربکم ۔ قالوا بلی :۔ اول اللہ تھا اور اس کے اسماء و صفات تھے ۔ اللہ تعالی نے " ہر عین ثابتہ " کے اقتضاء کے مطابق اپنے اسماء و صفات کو ملایا ۔ ہر ملانے کے ساتھ ایک نسبت پیدا ہوئی ۔ ہر شخص کی ، ہر چیز کی نسبت جدا ہوئی ۔ یہ نسبتیں جب تک ظاہر نہ ہوں ان کو " شیون الہیہ " بولتے ہیں ۔ ظاہر ہونے کے بعد ان کو روح بولیں گے یا کچھ اور بولیں گے ان میں " مخلوقیت پن " آتا ۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالی ایک تجلی فرماتا ۔ تجلی فرمانے کے بعد ہر ایک نسبت اپنے آپ کو بھی سمجھتی ہے اور خدا کو بھی سمجھتی ہے ۔ پھر خدائے تعالی پوچھتا ہے " اے نسب خاصہ !(خاص نسبتیں) اے شیون خلقیہ !! کیا تمہارا اقیام میرے اسماء و صفات پر ہے یا نہیں ہے ؟ " وہ سب پیدا شدہ نسبتیں بولتی ہیں ۔ تو ہمارا رب ہے اور ہمارا اقیام تیرے اوپر ہے " " اے نسبتو ! جب ایسا ہے تو تم میرے بندے ہو " سب بولے " ہم تیرے بندے ہیں ۔ بے شک ہمارا اقیام تیرے اسماء و صفات اور تیری ذات پر ہے -------- یہ ہے الست بربکم ۔ قالوا بلی ۔

تقدیر اور اسباب و علل :۔ ایک بات یاد رکھو ! زرہ کی کڑیاں بازو سے بھی ملی ہوئی ہیں اوپر سے بھی ملی ہوئی ۔ یہ " تقدیر " کی صفت ہے ۔(یعنی تقدیر ایسے ہی اسباب و علل کی کڑیوں میں جڑی ہوئی ہے اوپر سے نیچے بھی اور آزو سے بازو بھی) یعنی فلاں وقت فلاں کام ہونا ۔ بازو سے اوپر سے نیچے سے اسباب کی کڑیاں ہیں ۔ " زید " آئے گا ۔ (فرض کرو کہ یہ تقدیر میں ہے) اب ایک وقت میں زید آیا ہے اور اس وقت گدھا

anned with CamScanner

"چیخوں" بولا۔ تو یہ بھی اس وقت ہوتا تھا۔ کڑی سے کڑی ملی ہوئی ہے (ایک سے زیادہ واقعات ظاہر ہوئے جیسے زید آیا۔ گدھا چیخا، بارش ہوئی، چھت ٹپکی۔ تو اب یہ سارے واقعات کڑیاں ہیں اور ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں) لوگ اوپر کے سلسلے کے (اسباب و علل) بولتے۔ میں بولتا ہوں، اوپر کیا بات؟ چاروں طرف سے سلسلہ میں جکڑا ہوا ہے۔ ایک فلاسفر کے پاس "اتفاق" کوئی چیز نہیں۔ کیسا اتفاق؟ اوپر کی بھی کڑی تھی بازو کی بھی کڑی تھی نیچے کی بھی کڑی تھی (یعنی کوئی چیز اتفاقاً نہیں ہوتی۔ اسباب اور علتوں کا لازمی نتیجہ ہوتی ہے) جس کے اوپر تقدیر کھلتی ہے وہ آگے پیچھے کا سب بولتا۔ جس پر تقدیر کھلتی ہے وہ حیران آنکھوں سے دیکھتا ہے، کچھ نہیں بولتا۔ (یعنی بول سکتا ہے لیکن حیرانی کے عالم میں اس کی زبان گنگ ہو کر رہ جاتی ہے----------)

عمل عملیات اور سحر:۔ ناجائز ذرائع سے خرق عادت پیدا کیا جائے تو وہ "سحر" ہے۔ جائز طور سے "خرق عادت" عمل ہے۔ پھر اس میں بھی فائدہ کے لئے کرے تو وہ "عمل" ہے اور نقصان رسانی کے لئے کرے تو یہ بھی "سحر" میں داخل ہے۔ اگر اپنے "دل پاور" (Will Power) سے کسی کو نقصان پہنچائے تو یہ بھی "سحر" ہے اور اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے تو یہ "سحر" نہیں، توجہ ہے، عمل ہے

قرآن کی آیت کا کام ہی ہے اثر کرنا، اس لئے "عامل" کا فعل دعا نہیں کہا جاسکتا دعا میں بھروسہ خدا پر ہے۔ اور عملیات میں بھروسہ عملیات اور اس کے آثار پر -------- ایک کافر بھی قرآن کی آیتوں کی مدد سے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ مجھے اس کا تجربہ ہے۔ میں دیکھا۔ ایک ہندو پڑھ رہا ہے۔ کیا پڑھ رہا ہے؟ یہ تو قرآن کی آیت ہے!۔ فائدہ بھی اٹھا رہا ہے، اس سے دوسروں کو نقصان بھی پہنچا رہا ہے۔

سبعہ صفات اور علم کا مرکز روح:۔ یہ سبعہ صفات "انا" یعنی روح کے اندر ہیں۔ وہ تعینات میں اس قدر منہمک ہے کہ اسے اپنے اندر کا علم نہیں۔ اندر کے علم

anned with CamScanner

سے اندر کی چیزیں معلوم ہوں گی۔ باہر کے علم سے باہر کی چیزیں معلوم ہوں گی۔ جیسے کہ ناک، کان، آنکھ وغیرہ سے جو قوت علم حاصل ہوتی ہے وہ نہ ہو تو نہ سونگھ سکتا ہے نہ سن سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے۔ علم جسد کو پہنچ رہا ہے کے معنی یہ کہ (وہ جسد ایسی روح والا ہے کہ اس کی شان سے "ادراک" ہے۔

داخلی علم الگ ہے، خارجی علم الگ ہے۔ علم تو سوائے روح کے کسی کو ہوتا ہی نہیں۔ مگر بعض میں اسباب (جیسے جسد وغیرہ) کی ضرورت ہوتی ہے، بعض میں اسباب کی ضرورت نہیں۔ "میں ہوں" کے علم کے لئے اسباب کی ضرورت نہیں۔ کشف و خیال و خواب میں بغیر آنکھ کے دیکھتے، بغیر کان کے سنتے اور بغیر زبان کے بولتے ہیں۔ یہ علم روح کا ہے۔ ذاتی چیزیں ذرائع کی محتاج نہیں۔ ذرائع باہر کی چیزوں کے لئے ہیں۔ خارجی چیزوں میں نہیں پھنسے تو باطنی چیز کھلتی ہے۔ آپ خارجی چیزوں سے توجہ ہٹالو تو وہ باطنی علم کھلے گا ---------- بزرگ لوگ فرماتے کہ اللہ اللہ بولو، ایسا بولو، ایسا بولو کہ یہ "ذکر کرنا" جو ہے اس کو بھی بھول جائیں۔

توجہ کی قوت:۔ مکہ شریف، مدینہ شریف کو دیندار ایک توجہ میں جاتے، زمانہ کی ضرورت نہیں۔ (یعنی "وقت" کا عامل درمیان میں نہیں رہتا۔ جیسا کہ ایک آن میں اسی توجہ سے آصف بن برخیا نے بلقیس کا تخت یمن سے یروشلم میں لادیا تھا۔)

راقم الحروف کا ذکر:۔ (راقم الحروف کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) یہ بھی میری ایک کرامت ہے (شریک درس تمام بڑی بڑی ہستیاں پلٹ کر ناچیز کو دیکھنے لگیں۔ جو مارے انکساری کے۔ زمین میں گویا گڑا جارہا تھا)

تشبیہہ اور آخرت میں دیدار الٰہی:۔ تشبیہی شکل ایک قسم کا تعین ہے۔ (اس لئے یہ مخلوق ہے) اللہ تعالیٰ کی بولے تو کیا ہوتا ہے؟ ہمارے خیالات کے، ہمارے علم کے موافق ہوگی۔ تشبیہ میں دو نسبتیں ہوتی ہیں۔ خدا کی طرف، بندہ کی طرف۔ بندہ کی طرف کی چیز حادث، خدا کی طرف کی قدیم ---------- بندہ کی طرف کی جتنی

anned with CamScanner

چیزیں (یعنی جتنی نسبتیں) ہیں وہ "مخلوق"

تشبیہ خدا کی بولے تو کیا بات ؟خدائے تعالی کی صفات پڑھ کر (یعنی اللہ تعالی کی صفات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد وہ آپ کو) آپ کی طبعیت کے مطابق نظر آیا۔

دیدار کے وقت (یعنی آخرت میں دیدار الہی کے موقعہ پر) تشبیہی شکل میں بندہ کی نسبت کی طرف زور نہیں رہے گا (جو کہ مخلوق ہے) خدا کی نسبت کی طرف زور رہے گا۔ کیوں کہ اس وقت) مادیات سے ایک حد تک پاک ہوجائیں گے ــــــــــــــ اس وقت اس کی آنکھ کی حیثیت دوسری ہے (یعنی قیامت میں) اس وقت کے (یعنی یہاں کے) دیکھنے میں کشمکش ہے۔وہاں کے دیکھنے میں اطمینان ہے (یعنی آخرت میں دیدار الہی) یہ جسم اپنی طرف کھینچتا ہے، اس لئے نظر جمتی نہیں (یہاں دنیا میں)

زور اصل پر یا تشبیہ پر ؟:۔ "انی انا اللہ" بولے سو وقت زور "انی" کی طرف ہوگیا۔ مخلوق کی طرف نہیں رہا (یعنی موسی جب آگ کی تلاش میں پہنچے تو آگ میں سے آواز آئی "انی انا اللہ") آگ اس جانب کی ہے مگر غلبہ اس وقت خدا کی طرف ہوگیا ـــــــــ جس طرف زور ہے اس طرف کی چیز بولتے ہیں (سامنے تو آگ ہے مگر کہا جارہا ہے "انی انا اللہ" اس لئے کہ زور تجلی الہی کی طرف ہے (اور توجہ آگ کی طرف نہ رہی)

"حبیب علی کی طرف بلالحاظ ان کی صورت شکل (تشبیہ کے) توجہ کریں تو وہ زور ادھر ہوگیا (یعنی ذات کی طرف اور سامنے جو آنکھ ناک یعنی تشبیہ ہے اسی کی طرف توجہ ہی نہیں) اور حبیب علی بول کر ان کی صورت شکل کی طرف بھی خیال رہا تو وہ زور ادھر یعنی تشبیہ کی طرف ہوگیا (اور توجہ ذات اور اصل کی طرف نہ رہی)

دعا کی قبولیت کا فلسفہ:۔ قرآن میں جو "ادعوانی استجب لکم" ہے (یعنی

nned with CamScanner

دعا کرو، مانگو مجھ سے میں قبول کرونگا) اس کے معنی یہ ہیں کہ "مناسب دعائیں، ممکن دعائیں"، "مجھے پادشاہی مل جائے" بولے تو کیسے ملے گی؟ -------- بعض دعائیں اس وجہ سے قبول نہیں ہوتیں کہ وہ اس کے اہل نہیں ہوتے۔ بعض غیر ممکن دعائیں ناقابل قبول رہتی ہیں ------ اللہ "مانگو" بولا تو "ممکن" کو مانگو بولا، "محال" کو نہیں -------- (اس مقام پر شناء اللہ صاحب نے عرض کیا "ہمارے لحاظ سے ممکن نہ ہی اس کی قدرت کے سامنے کیا ہے؟ ہم اس کی قدرت پر نظر رکھ کے مانگے"۔ تو فرمایا) "خدا کی قدرت پر نظر رکھ کر مانگے" بولے تو کیا بات؟ محالات تحت قدرت نہیں ہوتے۔ ایسی حماقت سے جوتے کھاتے --------- "ادعونی" کلی سمجھ کر دھوکہ مت کھاؤ۔ بلکہ اس کے ساتھ "ممکن" بھی ہو۔ فقیر کا پادشاہ ہوجانا ممکن نہیں ------- بولنے والے (یعنی مانگنے والے) کو جو سلسلہ علت و معلول کا ہے اس سے کچھ ربط بھی تو ہو!

"چور" بولتا "اللہ میاں! میں چرایا تو ہوں، مجھے معاف فرما"۔ مگر اس کی فطرت پکارتی ہے کہ "میں نے چوری کی ہے، مجھے سزا دے" -------- جو فطرت کے موافق ہے وہ دعا قبول ہوتی ہے۔ "وما دعاء الکافرین الا فی ضلل" (اور نہیں ہے کافروں کی دعا مگر بے کار) "کافروں کی دعا" بولے تو، بخشش کے لئے۔

(۲۹/ اگست ۱۹۵۹ء --------------- روز شنبہ)

قرآن مخلوق یا غیر مخلوق؟ :- معرض بحث میں یہ ہے کہ لوگ بولتے تھے "قرآن مخلوق ہے" اور امام احمد بن حنبلؒ بولتے تھے کہ "قرآن مخلوق نہیں قدیم ہے"

مامون (خلیفہ ہارون رشید کا بیٹا جو اس کے بعد خلیفہ ہوا) اعتراض کرتا کہ تمہاری زبان حادث، اس سے جو ادا کرے تم، وہ قدیم کیسا؟ دوسرا اعتراض یہ کہ

anned with CamScanner

"قرآن میں دوسرے لوگوں کے بھی قصے ہیں ۔قاعدہ یہ ہے کہ واقعہ پہلے ہوتا ہے اور بیان بعد ۔ بعد ہونا حدوث پر دلالت کرتا ہے"۔

اصل میں جو تعلق حادث سے ہے، وہ حادث ہے ۔(یعنی وہ کلام حادث نہیں بلکہ تعلق حادث ہے) ------- عمرؓ ایک تقریر کرنے والے تھے ابو بکرؓ بولے "ٹھہرو" ۔وہ بولے میں سوچ رکھا تھا ایک مقالہ، ایک قول (یہ واقعہ ثقفیہ بنی ساعدہ کا ہے ۔ یعنی جب آنحضرتؐ کا وصال ہو گیا تھا اور انصار ثقفیہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے تھے کہ جانشین منتخب کرلیں ۔ یہ اطلاع مسجد نبوی میں ابو بکرؓ اور عمرؓ کو ملی تو فوراً دونوں پہنچے کہ ان کو اس حرکت سے باز رکھیں ۔وہاں پہنچ کر ایک اثر انگیز تقریر کرنے کا عمرؓ نے سوچ رکھا تھا کہ ابو بکرؓ نے روک دیا اور آپ نے خود تقریر کی بعد میں عمرؓ نے کہا وہ بالکل وہی تقریر تھی جو خود انہوں نے کرنے کو سوچ رکھی تھی اور کہا کہ انہوں نے ایک قول ایک مقالہ سوچ رکھا تھا) تو دیکھو! منہ سے نہیں بولنے سے پہلے بھی قول ہوتا تھا ۔تو پھر یہ حدوث کلام اللہ میں کہاں ؟---- حافظوں کے دل میں بھی کلام اللہ رہتا ہے ۔ لوح محفوظ میں بھی کلام اللہ رہتا ہے ۔ تمہاری زبان بے شک حادث ہے، تو تمہارا یہ بیان کرنا حادث ہے------- امراءالقیس کا شعر آپ پڑھ رہے ہیں تو آپ کا یہ پڑھنا اس وقت کا ہے ؟ یا امراءالقیس کا شعر بھی اس وقت کا ہے ؟ -------- اس لئے میں اس کا یہ جواب دیا کہ بات دل میں بھی رہتی ۔زبان کے حادث ہونے سے اور اس وقت آپ اس کو بیان کرنے سے وہ بات بھی اس وقت کی اور حادث نہیں ۔

ایک پیچ باقی ہے ۔اعتراض کرنے والے کہتے تھے ۔بیان سے پہلے واقعہ ہوتا ہے ۔موسیٰ سے کلام کرنے کا واقعہ (پہلے ہوا اور بعد میں اس کو بیان فرمایا کہ) **وکلم اللہ موسی تکلیما**۞ اس لئے وہ (یعنی یہ بیان اور کلام) حادث ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شیکسپیئر نے جو ڈرامہ بنایا ہے وہ کہانی اس کے واقع ہونے (یعنی اسٹیج

anned with CamScanner

ہونے) سے پہلے بنایا ہے۔(اس طرح موسیٰ سے کلام کے واقعہ کا پروگرام اور تفصیل پہلے ہی سے علم میں الٰہی میں تھی اس لئے قدیم ہے)

تمام چیزیں اللہ کے علم ہی میں تھیں مخلوق ہوئیں۔ کلام بھی علم میں تھا وہ کیوں مخلوق نہیں ؟:۔ کلام الٰہی میں یہ ہے کہ اپنی طرف نسبت کیا وہ "میں نے موسیٰ کو یہ کہا" تو اللہ تعالیٰ کی نسبت کرتے ہوئے وہ کلام اللہ ہے اس لئے مخلوق نہیں (ضروری نہیں کہ جو چیز اللہ کے علم میں ہو وہ مخلوق ہی ہوجائے۔ کیوں کہ اللہ کی صفات بھی اس کے علم میں ہیں تو کیا مخلوق ہیں ؟ ہرگز نہیں۔ اس کی ذات کے ساتھ قدیم ہیں۔ کلام بھی اللہ کی صفت ہے اور اس کی ذات کے ساتھ قدیم)

" ادھر کی جہت کو دیکھے تو قدیم وہ چیز، اور ادھر کی جہت کو دیکھے تو حادث " میں ایسا قیامت تک نہیں بولوں گا، بلکہ اس کا ظہور حادث ہے یوں بولوں گا۔ اس کا بیان حادث، نہ کہ خود وہ کلام۔" ایسا بھی کہنا غلط ہے کہ، کلام اللہ میں دو اعتبارات ہیں (علم کے لحاظ سے قدیم اور) ظہور کے اعتبار سے وہ حادث ہے" ۔ 2!! غلط، بلکہ کلام اللہ تو قدیم ہے اس کا ظہور حادث ہے۔ خدا کا کلام ظہور کے باوجود قدیم ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ کے پیدا ہونے سے پیشتر جانتا تھا کہ ایسا بولوں گا (موسیٰ کو)

قرآن اور کلام اللہ میں فرق:۔ قرآن بھی کلام اللہ ہے لیکن تمام کلام اللہ قرآن نہیں۔ قرآن کا خاص اسٹائل (اسلوب) ہے۔ حدیث قدسی کو ہم قرآن نہیں کہتے۔ اسی واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کیلئے جو اسٹائل قائم کیا تھا، یہ وہ اسٹائل نہیں بلکہ عوامی طرز بیان ہے۔(موسیٰ سے کلام کیا یقیناً وہ کلام اللہ ہے) دوسرے پیغمبروں سے کیا! محمد رسول اللہؐ سے بھی جو گفتگو کی اللہ نے، جیسے " حدیث قدسی "، وہ بھی قرآن نہیں۔

خیال اور نفس الامری:۔ خارج میں خیال رہتا ہے اور داخل میں نفس الامری رہتا ہے۔

عرش پر جلوہ گر صورت:۔ عرش کے اوپر جو صورت نظر آرہی ہے وہ حادث

anned with CamScanner

ہے یا نہیں ؟ ۔آپ کے لحاظ سے حادث ہے (یعنی آپ کی وہ نسبت اور وہ لحاظ حادث ہے) کیوں کہ دیکھنے والا اپنی نسبت کو دیکھتا ہے ۔مرد عورت کی شکل میں دیکھتا اور عورت مرد کی شکل ہیں ۔خدا جیسا ہے وہ کوئی نہیں دیکھا ۔جو بھی تم دیکھے منشا۔ کے ساتھ ہے، غلط نہیں ۔اس کی واقعیت کو منشا۔ سنبھال رہا ہے ۔

شیون الہیہ ، شیون خلقیہ اور نسبت :۔ نسبت میں بھی دو حیثیتیں (دو جہتیں) ہیں ۔ ظاہر ہونے سے پہلے شیون الہیہ ہیں ۔ ظاہر ہونے کے بعد شیون خلقیہ --------- بہت سے علما۔ کے کلام میں بتاؤنگا ۔ ایسا بولتے ، "یہ اسما۔ الہیہ حادث ہیں بہ اعتبار ہمارے " ۔ میں نہیں بولتا ایسا ۔ میں بولتا ہوں ، "نہیں ! وہ چیز حادث نہیں ہے ۔ ہم پر جو کھلا ہے سو وہ حادث ہے ۔

شیون الہیہ اثر کرنے والے ہیں اور اعیان ثابتہ متاثر ہونے والے ۔ شیون الہیہ میں اسما۔ و صفات الہیہ کی شخصی تجلی ہے ۔ شیون خلقیہ بھی وہی ہیں (یعنی اسما۔ و صفات الہیہ کی) مگر اعیان ثابتہ کے لحاظ سے یہ گرہ کھائے ہیں (یعنی اعیان ثابتہ کی نسبتوں ۔ ۔ کیب کھائے ہیں) ----- شیخ بولتے (یعنی شیخ محی الدین ابن عربی) "شیون ، حادث میں حادث قدیم میں قدیم " ۔ میں نہیں بولتا ایسا ۔ وہ چیز حادث نہیں بلکہ " حیثیت " حادث ہے ۔ وہ چیز اس حیثیت سے حادث ہے " نہیں بولتا میں -------- تانبا اور جست ، اس کی نسبت جو ہے وہ تو حادث نہیں بلکہ آپ جو دیکھے ، یعنی اس نسبت کا نتیجہ (پیتل) وہ حادث ---------- کثرت ہمیشہ خیالی رہتی ہے ۔ (یعنی شئے میں جو کثرت نظر آتی ہے وہ حادث ہے نہ کہ شئے) ۔

"خدا کے سوا سب غلط " جو بولتے ہیں ، اس کا مطلب یہ ہے کہ تم ان چیزوں میں اڑے مت رہو ، آگے بڑھو ۔ جو چیز واقعہ میں ہو اس سے انکار کرنا غلط ہے ۔ کیوں کہ اس کا منشا۔ اس کی واقعیت کو سنبھالتا ہے ------- پیتل کو سونا سمجھا ، وہ لغو ہے ، بے منشا۔ ہے ۔ پیتل کو پیتل سمجھا ، وہ صحیح ہے ۔ اگر چہ تانبے اور جست کی نسبت

nned with CamScanner

پر نظر نہ ہو (یعنی اگر چہ اس حقیقت پر نظر نہ ہو کہ دراصل یہ تانبے اور جست کا ایک مرکب ہے)

"نسبت حادث ہے" بولتے ہیں لوگ۔ نہیں، آپ دیکھے، مجھے سو حادث ہے ــــــ آکسیجن، ہائیڈروجن اور ان کی (ایک خاص) نسبت سے پانی بنا۔ تو نسبت بھی قدیم اور وہ چیز بھی قدیم۔ کیوں کہ نسبت ہی "منشا۔" ہے۔ اس نسبت کو دیکھ کر آپ بولے "پانی" نسبت اور وہ چیز (یعنی جو اس نسبت میں مرکب ہوئی) دونوں "شیون الہیہ"۔ اور پانی کی حقیقت (یعنی یہ علم یا علمی بات کہ اس نسبت سے یہ چیزیں یعنی آکسیجن اور ہائیڈروجن مرکب ہوں تو پانی ظاہر ہوتا ہے) "عین ثابتہ" ہے۔ "پانی مخلوق خارجاً۔

عالم برزخ میں ارواح کی صلاحیت:۔ (اس سوال پر کہ کیا ارواح برزخیہ اثر ڈال سکتی ہیں؟ فرمایا) امیدوار فضل و کرم (یعنی نیک ارواح) پر ایک قسم کی روک ہے مگر کچھ، کر بھی سکتے ہیں (یعنی نیک ارواح دوسروں کو فیض پہنچا سکتی ہیں) میری ذاتی رائے ہے کہ خبیث کا نفس بھی مرنے کے بعد کام کرتا ہے (یعنی بد ارواح بھی برا اثر ڈال سکتی ہیں)

(یکم ستمبر ۱۹۵۹ء ــــــــــــــــــ سہ شنبہ)

سورہ فاتحہ کی تاثیر:۔ شیخ محی الدین ابن عربی کے پاس ایک بیوی تھیں، ان پر سورہ فاتحہ کھل گیا تھا۔ جو بھی حاجت مند آئے "جاؤ سورہ فاتحہ پڑھو بولتے (پڑھنے سے حاجت پوری ہو جاتی) علی پاشاہ بھی حبس دم کے ساتھ گیارہ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں، ان کو بھی سورہ فاتحہ سے امداد ملتی ہے۔

"تعویذ نویسی کا فلسفہ:۔ الفاظ کا اثر ظاہر پر بھی ہوگا، باطن پر بھی اس لئے کہ باطن تو اس کے ساتھ ہے ہی اور ہندسوں کا اثر باطن پر ہوگا۔ راست دل پر اثر کرتا ہے

anned with CamScanner

ظاہر پر اثر کم ہوتا ہے ۔ یہ ہے فلسفہ تعویذ نویسی ۔ایک میں نہیں، تمام تعویذ نویسوں سے پوچھو وہ تائید کریں گے ۔

ھو الظاھر :۔ یہ جتنا، جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے وہ ذات الٰہی میں ہو رہا ہے ۔کیوں کہ عالم شہادت میں کوئی چیز اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ علم الٰہی میں نہ ہو ۔ کیوں کہ بالعرض چیز بغیر بالذات کے نہیں پائی جاتی ---------- اللہ کی صفت "ھوالظاھر" بھی ہے ۔جو اللہ کو ظاہر نہ سمجھے اس کے ایمان میں نقص ہے ۔

راقم الحروف پر عنایت :۔(آج سویرے درس میں سب سے پہلے آنے والوں میں پروفیسر قتیل صاحب تھے ثناء اللہ صاحب تھے اور یہ راقم الحروف تھا ۔درس شروع ہونے میں ابھی دیر تھی ۔ حضرت قبلہ حسب معمول تخت پر تشریف فرما تھے اور ہم تینوں قریب تخت سے لگے کھڑے تھے تو اس راقم الحروف غلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) اس بچہ کو چاہتا ہوں میں ۔ اللہ اس کے دل کو اور منور کرے ---------- (آمین)

(۲/ ستمبر ۱۹۵۹ء ------ (چہار شنبہ) ------)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طلاق کا واقعہ" :۔ بخاری شریف میں ہے ۔ایک صاحب رسول اللہؐ کے پاس ایک عورت کو پیش کئے ۔ سرکارؐ اس کے پاس گئے تو وہ بولی "میں اللہ کی پناہ میں" تو سرکار بولے "اپنے میکے چلی جا" ---- واقعہ یہ ہے کہ (شرح بخاری میں اس واقعہ کی تفصیل ہے) ایک عورت سرکارؐ کے پاس وکیل بنا کر نکاح کے لئے بھیجی تھی تو سرکارؐ قبول کر لئے ----- سرکارؐ یہ کیوں نہیں بولے کہ "میں تیرا شوہر ہوں" ؟ اس لئے کہ ان اللہ کا نام بولی ۔

شرافت کے لوازم سے یہ تعاعرب میں کہ خاوند سے لڑے (عورت) اور وہ غالب آجائے عورت پر اور عورت عاجز ہو جائے --- **"الحقی باملک"** (اپنے میکے چلی جا ۔ سرکارؐ نے اس عورت سے کہا تھا) یہ بھی الفاظ طلاق کے ہیں ۔ابن

Scanned with CamScanner

حجر عسقلانی نے یہ سب قصہ لکھا نکاح کا (شرح بخاری میں ۔ورنہ رافضی لوگ سرکار پر تہمت لگاتے تھے)

"گناہ عالم شہادت میں نہ کہ عالم ارواح میں":۔ عالم ارواح میں قابلیتیں تھیں اور عالم شہادت میں نمایاں ہوئیں ۔اس لئے عالم ارواح کی قابلیت کو غلطی یا گناہ نہیں کہہ سکتے ۔وہاں کا معاملہ سمجھنے کا ہے، کرنے کا نہیں ۔وہ سب چیزیں یہاں ہونے کی تھیں ۔(یہاں ہونے کے بعد وہ غلطی یا گناہ کہلائیں ورنہ وہاں اسے "قابلیت" کہیں گے)۔

-----(۳/ سپتمبر ۱۹۵۹ء------ پنجشنبہ)-----

"بارہ خلفاء":۔ حدیث شریف میں ہے کہ "میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے اور سب کے سب متقی ہوں گے"۔بعض نادان لوگوں نے بارہ کا عدد دیکھ کر متصل خیال کیا، اور یزید کو بھی شامل کر لیا ہے۔حالانکہ امام مہدی جو قرب قیامت میں آنے والے ہیں وہ بھی خلفاء میں اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ ان کا آنا احادیث سے ثابت ہے ۔(لوگوں نے امام مہدی کو چھوڑ کر بارہ کی گنتی پوری کر لی)۔بعض نادانوں نے یزید کو بھی متصل دیکھ کر خلیفہ مانا ہے، اور یہ کئی اعتبار سے غلط ہے۔اول تو یہ کہ حدیث میں ہے، "یہ سب متقی ہوں گے"۔اور یزید متقی نہیں تھا۔دوسرے، اگر یزید کو خلیفہ مانیں تو امام حسین کو باغی ماننا پڑیگا۔تیسرے، اگر بارہ خلفاء کا متصل ہونا ضروری ہے تو امام مہدی اس میں شریک نہیں ہوں گے۔کیوں کہ وہ قرب قیامت میں آئینگے---لہذا اس حدیث غیر متواتر کے معنی یہ ہیں کہ تمام امت محمدی سے جو قیامت تک ہونے والے ہیں، بارہ اشخاص ممتاز ہیں، جن میں ایک امام مہدی بھی ہیں ۔چار خلفائے راشدین ہیں اور امام حسن ہیں اور عمر بن عبد العزیز بھی ہیں۔عمر بن عبد العزیز کے خلیفہ اور پیشوا ہونے پر امت محمدی نے اتفاق کیا ہے۔اور بقیہ پانچ قیامت تک مختلف اوقات میں ہوں گے۔(آخر میں امام مہدی ہوں گے۔اس طرح یہ

anned with CamScanner

جملہ بارہ ہوتے ہیں)

"**مہدوی علماء سے بحث**":۔ ایک دفعہ مہدوی لوگ جمع ہوئے۔ ان کے پیشوا نے مجھ سے پوچھا، "آپ امام مہدی کے متعلق کیا خیال کرتے ہیں"؟ میں اس کا جواب یہ دیا، "وہ خبر متواتر سے ثابت نہیں۔اور اس کا تعین جو ہے اس سے زیادہ مشکل ہے۔ "میرے سے پوچھے، "آپ امام مہدی کو مانتے"؟۔ "میں مانتا ہوں، مگر جو چیز قرآن سے ثابت ہوتی ہے اس کے اتنا یقین نہیں مجھے ۔۔۔ مگر بعض احادیث کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ "آنے والے ہیں ۔ "اب رہا یہ کہ اس کا تعین؟ میرے پاس جتنی روایتیں پہنچی ہیں ان میں کے راوی اس قابل نہیں کہ ان سے ایک حدیث بھی لوں، کجا کہ ان پر یقین کروں !۔۔ میں غور و فکر کر رہا ہوں ۔ابھی تک یقینی طور پر معلوم نہیں ہوا"۔۔ اصل یہ ہے کہ میں ہمیشہ بولتا ہوں کہ "حدیث سے انکار کرے تو کافر ہوتا ہے، راوی سے انکار کرے تو کافر نہیں ہوتا۔

"**علم کے درجات**":۔ علم کے درجات ہیں ۔ایک آدمی آکر بولا کب یقین ہوتا ؟ زیادہ آدمی بولیں تو یقین ہوتا۔ علم قابل ترقی ہے ۔اس کے درجات ہیں یقین کے حاصل کرنے میں ماحول کو بھی بڑا دخل ہے ۔بعض وقت ماحول کی وجہ سے ایک آدمی کا بھی یقین ہوجاتا ہے ۔جیسے ہندوانی دایہ کی گواہی بچہ کی پیدائش کے لئے قابل یقین ہے ۔(یعنی وہ گواہی دے یہ لڑکا یا لڑکی فلاں عورت کی ہے تو یہ گواہی قابل قبول ہے) حالانکہ یہاں دو گواہ نہیں ہیں ۔(ایک ہے پھر اس پر) عورت ہے، وہ بھی کافر ۔۔۔۔ مگر چونکہ قرینہ ہے اس لئے شہادت معتبر ہے اور اس کی گواہی کہ یہ "فلاں کا بچہ ہے" قابل قبول ہے (تحویل قبلہ کی مثال بھی یہی ہے ۔ جس میں حضورؑ کے ساتھ نماز پڑھ کر آنے والے ایک شخص نے مسجد قبلتین میں ہونے والی جماعت کو بہ آواز بلند تبدیلی قبلہ کی اطلاع دی تو دوران نماز ہی انہوں نے رخ تبدیل کر لیا۔ (اس ایک آواز پر یقین کر لینے کی وجہ حالات کا قرینہ تھا) ۔پہلے سے قد نری تقلب

nned with CamScanner

وجهک فی السماءالخ کی وجہ منتظر تھے کہ قبلہ بدلنے والا ہے۔(یعنی تبدیلی قبلہ کی توقع میں حضورؐ کا بار بار آسمان کی طرف دیکھنا)

"**یادرکھنے کی بات**":۔ یادرکھنے کی بات ہے کہ جہاں اجتہاد اور انسان کی عقل کو دخل ہو وہاں ایک دوسرے کو کافر نہیں بول سکتے۔

"**تجلیات الہیٰ کی مختلف شانیں**":۔ بت پرست، شکل کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اس میں ضرور خدا ہے اور اس کو لایق پرستش سمجھتا ہے ۔ ایک محمدی (یعنی مسلمان) ہزاروں ظہورات کو دیکھتا ہے، مگر سمجھتا ہے کہ خدا کسی میں پھنسا ہوا نہیں۔ایک شکل گئی، دوسری آئی، تیسری آئی۔

ایک جگہ میں نے لکھا کہ قہاریت کی شان، غالب ہونے کی شان، ایک صاحب نے دیکھی تو ان کو ایسا نظر آیا کہ کالی سی عورت ہے، ہاتھوں کی جھالر بندھی ہے، مخالف کا سر ہاتھ میں ہے۔دوسرے صاحب نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا آدمی ہے، دوسرے آدمی چھوٹے چھوٹے ہیں، اگر پاؤں رکھ دے تو فنا ہو جائیں۔یہ بھی قہاریت کی ایک شان ہے۔تیسرے صاحب نے دیکھا کہ شیر کا سر ہے۔ مخالف کا سینہ چیر رہا ہے۔یہ بھی ایک شان ہے۔ مسلمان سب دیکھتا مگر کسی میں اٹک کر نہیں رہتا۔ (ہندؤوں کے بزرگوں نے عالم مثال کی چند صورتیں اپنی اپنی طبیعت کی مطابقت سے دیکھیں اور اس میں ان کے پیرو پھنس کر رہ گئے۔) میں تو، سیلاب آیا، تباہی، طاعون آیا، اس میں بھی قہاریت کی شان سمجھتا ہوں۔صبح سے شام تک کے حالات میں کوئی غالب رہتا کوئی مغلوب اس میں بھی قہاریت کی شان سمجھتا ہوں۔مگر کسی میں پھنس کر نہیں رہتا۔ایک شان کو تو لے لئے اور دوسری سے انکار کر دئے!

"**تجلی، متجلی، متجلی فیہ**":۔ متجلی اللہ۔ تجلی= اس کا ظہور۔ متجلی فیہ جس میں اس کی تجلی ظاہر ہوئی۔۔۔آگ میں ان کو (موسیٰؑ کو) تجلی نظر آئی۔اس لئے کہ ان کو ضرورت تھی آگ کی۔موسیٰؑ کو بچہ پیدا ہوا تھا اور ان کی بیوی زچگی کی حالت میں تھیں

anned with CamScanner

اور ان کو آگ کی ضرورت تھی، آگ کی تلاش میں نکلے ـــــ جب تک خیال منتشر رہتا ہے کوئی چیز نظر نہیں آتی ـ (خیال ایک نقطہ پر مرکوز ہو تو تجلی ہوتی ہے)

"جو چیز جہاں کی ہے وہیں رہتی ہے ـ اس عالم سے تعلق ہونے پر یہاں نظر آتی ہے" میں یہ بولتا ہوں، فلاں چیز میں تجلی ہوتی ـ" یہ نہیں بولتا کہ "یہ وہی تجلی ہے" ـ متجلی فیہ بولے لگے اسے (یعنی جس میں تجلی ہوئی) تجلی آگ پر ہوئی یا موسیٰ پر ؟ ـــــ تجلی موسیٰ پر رہی ـ آگ اس قابل نہیں کہ اس پر تجلی ہو ـ مگر کس وقت ہوئی ؟ جب کہ آگ ان کے سامنے تھی ـ آگ واسطہ ہے ـ اور ایک جگہ، ہوئی ہر جگہ کہاں ہوئی ؟ (یعنی آگ میں بھی صرف یک جگہ تجلی ہوئی نہ کہ ہر جگہ، جہاں کہیں آگ ہے وہاں تجلی ہوئی ؟ ـــ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تجلی الہیٰ کے لئے آگ واسطہ بن سکتی ہے تو پھر مرشد بہ احسن وجوہ واسطہ بن سکتا ہے ـ)

"**رائی ـ مرئی**" :ـ یاد رکھنے کی بات! ـــ جس چیز کو دیکھنا ہے (یعنی مرئی)، وہ دیکھنے والا (یعنی رائی) بھی اس وقت ویسا ہی ہو جاتا ـ ویسا ہی ہوا تو نظر آتا، نئیں تو نئیں دکھتا ـ مرئی جتنا بڑا ہو، رائی بھی اسی درجہ کا رہنا تو دکھتا ـــ (ثناء اللہ خان صاحب نے عرض کیا، "دیکھا کون؟ کیا رائی کوئی الگ ہے؟" تو فرمایا) خدا کا ایک کمال دوسرے کمال کو دیکھا ـ موسیٰ کا جسم نہیں دیکھا، جسمانی آنکھ نہیں دیکھی ـ

مرئی مادی ہے تو رائی بھی مادی ـ مرئی غیر مادی ہے تو رائی بھی غیر مادی ـ غیر مادی کو مادی نہیں دیکھ سکتا ـ غیر مادی مادی کو دیکھ سکتا ـ اس واسطے کہ لطیف، کثیف کے اندر گھس سکتا ہے ـ کثیف لطیف کے اندر کیسے گھستا ؟

(۴/ سپتمبر ۱۹۵۹ء ــــ جمعہ)

"**اللہ کی واہ واہ** !:ـ میرے ایک دوست، محبوب علی صاحب نامی مجذوب نے مجھ سے پوچھا کہ "اللہ تم کو کیوں پیدا کیا" ؟ میں نے کہا، "مجھے اللہ نے اس لئے پیدا کیا کہ اللہ کے ہر کام کی واہ واہ کروں" ؟ انہوں نے کہا، "دیکھو! بہت بڑی بات ہے یہ!" میں

nned with CamScanner

نے کہا، "ارے تین بیویاں اور بیس بچے گذر گئے، خود میں مختلف امراض میں مبتلا ہوں اور اب تک اس کی واہ واہ کر تا رہا ہوں۔اب تھوڑی رہ گئی ہے، خدا سے امید ہے کہ وہ بھی واہ واہ میں گذار دیگا۔انشا اللہ، واہ واہ کرتے ہوئے ہی چلا جاؤں گا۔" انہوں نے پوچھا، "کیا تم شیطان کی بھی واہ واہ کروگے ؟" میں نے کہا، بے شک، اس کی بھی واہ واہ کروں گا۔ کیونکہ اس نے لعنت کا ٹوکرا اپنے سر پر اٹھالیا۔ورنہ معلوم نہیں کہ کن کن پر لعنت تقسیم ہوتی "انہوں نے مجھ سے کہا، "ارے تو مولوی نہیں فقیر ہے۔تیری واہ واہ کی واہ واہ"

"**زہرہ بی مجذوبہ**":۔(عیدی بازار کے راستے پر زہرہ بی کی درگاہ مشہور ہے۔ان کی حالت جذب بہت گہری تھی اور کئی کرامتیں ان سے منسوب ہیں) زہرہ بی کے ساتھ کیا ہوا ؟ وہی بچہ گذر گیا تو غم سے حالت بدل گئی (یعنی ناقابل برداشت ہو کر جذب کی کیفیت طاری ہو گئی۔مطلب یہ کہ بڑے سے بڑا غم سہہ کر بھی واہ واہ کرنا کوئی معمولی بات نہیں)

"**اللہ کی رضامندی**":۔ میرے پاس ایک اور قصہ ہے۔وہ یہ کہ خاتمہ کے واسطے پریشان ہو رہا تھا، امام علی زین العابدین کو بولا (تو فرمایا) "کیوں پریشان ہو تا ؟" (اور شاعر فرزوق کا واقعہ یاد دلایا۔فرزوق مشہور شاعر عرب تھا) فرزوق قصیدہ لکھ کر بھیجا تو امام صاحب ایک ہزار کا کیسہ بھیجے شاعر بولا۔پیسہ کمانے کو تو بہت لکھا ہوں میں۔اب میں یہ قصیدہ اللہ کے دوستوں کے واسطے لکھا ہوں، اپنی آخرت بخیر کرنے۔ اس کا کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔امام صاحب فرمائے "ارے ہم اہل بیت نبوت جو کچھ دیتے ہیں، پھر اس کو واپس نہیں لیتے۔(واقعہ یاد دلا کر حضرت قبلہ سے فرمایا) تم کو اللہ کی رضامندی دے کر پھر واپس لیتے ؟

اللہ اپنے سے راضی کرلے کر بلالے ۔۔۔(آمین۔حضرت قبلہ کی یہ جامع دعا اللہ ہمارے لئے بھی قبول فرمالے آمین)

nned with CamScanner

"**مذہب وحدت وجود اور وحدت شہود میں فرق**":۔ وحدت الوجود میں دوئی اور شرک کی گنجایش نہیں ہے ۔ وحدت الوجود واقعیت پر مشتمل ہے اور وحدت الشہود خیال پر ۔ وحدت الوجود میں واقعی ایک ہے اور وحدت الشہود میں خیال ایک ہے ۔۔۔۔ وحدت الشہود والوں کے پاس کمال اس بات میں ہے کہ آدمی پر ایک ایسا خیال آئے کہ خدا کے سوا کچھ نہ رہے ، توحید کا خیال ۔ ان کے پاس ایک غلط خیال ہے یہ جو آجاتا ہے (غلط یعنی خلاف واقعہ جو خارج میں نہیں مگر صرف احساس ہے فنائیت کا) اور وحدت الوجود والوں کے پاس فنائیت کی حالت میں خدا کے سوا کوئی نہیں رہتا ۔ ان کے خیال میں جہل مرکب میں کمال نہیں ، علیم صحیح میں کمال ہے ۔۔۔۔۔۔ وحدت الشہود والے بولتے ہیں کہ یہ ایک خیال تھا جو آیا ، "خدا کے سوائے کوئی نہیں ۔" واقعیت میں ایسا کچھ نہیں ۔ اور وحدت الوجود والے کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ہے "۔ علم صحیح منکشف ہوا تو وہ پھر جاتا نہیں ۔ پھر غیر کی طرف متوجہ ہونے کے بعد تحت الشعور ہوجاتا ہے ۔ جو "توحید "آئی تھی وہ گئی نہیں ۔ دوسرے کی طرف متوجہ ہونے کی صورت میں وہ "توحید "تحت الشعور رہتی ہے ۔۔۔۔۔ وحدت الشہود والے بولتے ، "اللہ الگ ۔ بندہ الگ ، غیر ۔ غیر ہیں ۔ اور فنائیت کے وقت ایک غلط خیال آجاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں "۔ اور وحدت الوجود والے بولتے ، بندہ ایک خیالی اور انتزاعی چیز ہے ، ورنہ اللہ کے سوا کوئی نہیں ، اور فنائیت کے وقت "علم صحیح" آجاتا ہے ۔ بعد میں غیر کی طرف متوجہ ہونے کے بعد بھی وہ "انکشاف واقعیت "تحت الشعور رہتا ہے " ۔۔۔ ایک اور بات یاد رکھنے کی ہے ، وہ یہ کہ وحدت الشہود والوں کی بات احتیاط کے ساتھ اس طرح بیان کی جاسکتی ہے کہ " یہ دنیا اللہ کا خیال ہے اور اللہ کے خیالات مختلف صورتوں میں نمایاں ہورہے ہیں ۔" اور وحدت الوجود والے کہتے ہیں کہ "اللہ ہی مختلف خیالات اور صورتوں میں آرہا ہے "۔

anned with CamScanner

ز دریا موج گونا گوں برآمد
زبے چونی بہ رنگ چوں برآمد

موج خیالی ہے، دریا خیالی نہیں۔ وحدت الشہود والے بولتے ہیں کہ "موج الگ ہے، دریا الگ۔ ایک خبط کی وجہ سے موج بولتی ہے کہ "میں دریا ہوں"۔ زور دینے کے اوپر ہے لوگ اگر زندقہ اور بے ادبیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں تو وحدت الشہود والے بولتے کہ "تو الگ، خدا الگ۔" (زندقہ اور الحادیہ کہ اللہ پر بندوں کے احکام لگائیں جیسے اللہ ہنس رہا ہے، اللہ کھاتا ہے، اللہ سو گیا اللہ بھول گیا، وغیرہ)

یہ ایک "خیال" پر زور دیتے ہیں، وہ ایک "وجود" پر --- تم اللہ کا خیال ہو خیالات بالعرض ہوتے ہیں "ان کی کوئی حقیقت نہیں ---- دوئی دونوں جگہ ہے۔ "دوئی خیالی ہے" اور "دوئی حقیقی نہیں" بس اتنا فرق ہے (دونوں میں) --- (یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ "وحدت الشہود میں توحید کمزور رہے۔ کیونکہ) "شہودی" زور دینے کی وجہ (یعنی "غیریت" پر) ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ وہ "دوئی" پر زور دے رہے ہیں۔

"وحدت الشہود" میں عالم ایک خیال ہے اور وحدت الوجود میں اللہ سب سورتوں میں تجلی کر رہا ہے ذات الٰہی کی صورتیں ہیں۔ دوسرا ہے کون کہ اس کا ظہور ہو --- "اللہ ہی ظاہر ہے" یہ بھی صحیح ہے۔ "بندہ بھی ظاہر ہے" یہ بھی صحیح ہے۔ یعنی اللہ سے ظاہر ہے۔

"دونوں خیالوں کی اہمیت":۔ دونوں خیال ایک درجہ پر رہنا --- ایک بات یاد رکھو! یہ بھی مجھے معلوم ہوا کہ جب حقوق ادا کرنے کا وقت آیا تو "بندگی" کی طرف خیال جانا۔ اور جب حقوق ادا کرنے کا وقت نہیں تو بس، "اللہ ہی اللہ ہے"۔ فاذا فرغتَ فانصب والیٰ ربک فارغب ○ جب کام نہیں تو تمہاری اصل کی

nned with CamScanner

طرف لوٹ جاؤ ۔ حقوق ادا کرنے کے وقت بندگی کا خیال لاؤ ۔ اور حقوق ادا کرنے کا وقت نہ ہو تو پھر، غیر کا خیال آیا کیوں ؟ الا تطغوا فی المیزان ۔ بیالنس (Balance) میں بھوک مت ا۔۔۔ ایک بات کام کے وقت کی ہے۔ ایک بات دنیا کے کام سے فراغت کے بعد کی ہے" یہ بات سیدھی ہے۔

(۵/ ستمبر ۱۹۵۹ء۔۔۔ شنبہ ۔۔۔ یکم ربیع المنور ۱۳۷۹ھ)

"**شیخ بھی اللہ کی ایک تجلی**" :۔ (سوال کیا گیا کہ بت پرستوں کے برعکس مسلمان ایک تجلی میں پھنس کر نہیں رہتا تو پھر مرید شیخ میں کیوں پھنس کر رہ ہے؟ تو فرمایا) شیخ بھی ختم نہیں ہوتا، اس کا مرید بھی ختم نہیں ہوتا (مطلب یہ کہ شیخ میں شان ہدایت یعنی یا "ھادی" کی تجلی ہوتی ہے وہ ختم نہیں ہوتی اور مرید کی طلب بھی ختم نہیں ہوتی) سب شیخ ایک درجے کے نہیں ہوتے ۔ بعض شیخ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی انتہا نہیں تو وہ ختم کیسا ہونگے ؟ بعض مرشد ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے مرشد سے بڑھ جاتے ہیں ۔ جیسے حضرت غوث پاک (یا حضرت معروف کرخی) یا معروف قد کر مناک بدر جتین (اللہ تعالیٰ نے حضرت معروف کرخی کو فرمایا کہ اے معروف! ہم نے تجھے دو درجے بلند مرتبہ کر دیا ۔ یعنی ان کے مرشد سے) ۔۔ اگر شیخ چھوٹے درجے کا ہو تو مرید اس کے بعد دوسرے اعلیٰ تر شیخ کے پاس جائے گا ۔ یا ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرشد اگر زیادہ نہ لے جاسکے اس کے دادا پیر، پردادا پیر وغیرہ سرکار تک کا سلسلہ ہے، وہ اس کی تربیت کریں گے ۔

"**اپنے مرشد کا ذکر**" :۔ نہ اس کے کمالات ختم نہ میری طلب ختم ۔ میرا مرشد اتنا بڑا ہے، ان پچاس (۵۰) برس میں جو کمایا وہ میں اکیانو (۹۱) برس میں نہیں کر سکا ۔ (واضح باد کہ حضرت قبلہ کے پیر و مرشد خواجہ سید محمد صدیق محبوب اللہ جن کا مزار قاضی پورہ حیدرآباد میں ہے، پچاس برس کی عمر میں انتقال فرماچکے تھے اور ۱۹۵۹ء میں ہمارے حضرت قبلہ کی عمر شریف اکیانو (۹۱) سال تھی اور اس کے تین سال بعد ۱۹۶۲ء

nned with CamScanner

میں یعنی (۹۴) سال کی عمر میں حضرت کا وصال ہوا۔) طلب ختم ہو جائے تو ترقی ختم ہو جاتی ہے۔

"**غوث اقطاب وغیرہ کا نظام باطن**":۔ تمام عالم پر جو پھیل گیا وہ تو "غوث" ہوتا۔ چھوٹے بڑے حصے پر جو پھیلا وہ قطب ہو جاتا۔۔۔ نظام ظاہر، باطنی نظام کا پر تو ہے۔۔ یہ دنیا نمونہ ہے آخرت کا۔۔ کافروں کی حمایت کے لئے بھی جو قطب ہوتا وہ مسلمان ہوتا۔ غوث کے تحت امامین، اوتاد، ابدال اور اقطاب ہوتے ہیں)

چنگیز خاں کی فوج بغداد پر حملہ آور ہوی تو فرید الدین عطارؒ کیا کرے! کٹورا الٹا رکھ دئے۔ تو اب اس فوج کو راستہ نہیں دکھتا تھا (یعنی اس فوج کو بھی گویا اسی جگہ ایک غیر ایک مرئی حصار میں قدرت نے گھیر دیا) خواجہ خضر آئے بولے "اٹھو! یہ کٹورے کو سیدھا کر وا!!"۔ اور وہ جھنڈا ہاتھ میں لئے ہوئے تھے ان کا (یعنی چنگیز خاں کا)

ایک صاحب کے مرید نے کہا تھا" ارے میاں مرشد بے شک دیتا ہے۔ مگر انڈے کو مرغی کے نیچے بٹھائے تو چوزہ نکلتا۔ بنڈے کو بٹھائے تو کیا ہوتا؟ (یعنی دینے والا دے بھی تو لینے والے میں صلاحیت ہونی چاہئے، جیسے کہ انڈا صلاحیت رکھتا ہے تو چوزہ اس میں سے نکل سکتا ہے۔ بنڈے میں یعنی پتھر میں کیا صلاحیت ہے؟ مرید کے قول میں اپنی قابلیت کا پہلو بھی نمایاں ہے۔ یہ واقعہ شہر بغداد کا ہے) مرید کی بات اس کے مرشد پر ظاہر ہو گئی) ان کو غصہ آیا۔ "ہاں! بنڈہ ہے تو ڈوب کے مرے گا۔" پاشاہ ان کے مرید کے اوپر (کسی وجہ سے) غصہ آکے، پانی میں ڈبو کر مار ڈالا۔ بعد اس کے پھر مرشد کو غصہ آیا۔ "میرے مرید کو ڈبویا؟" "بغ" ۔بولے۔ آدھا بغداد لٹ گیا۔ لوگ پوچھے "کیوں؟ آدھا کیوں بولے؟ تو بولے "حضرت غوث پاک منہ پر ہاتھ رکھدئے" ۔(یعنی بادشاہ پر غصہ آیا تو اس کے شہر بغداد کو تباہ کر دینے نام لے رہے تھے "بغداد" کا لیکن آدھا نام ہی نکلا تھا کہ منہ پر ہاتھ رکھ دیا گیا۔)

ہمارے حضرت کے زمانے میں، وہ شہنشاہی ان کو ملی۔ کیسا ملی؟ لڑائیاں

anned with CamScanner

ہوئیں بزرگوں میں۔ان کو شکست دئے ان کو شکست دئے ،آخر میں ان کو شہنشاہی ملی (یعنی حضرت خواجہ سید محمد صدیق محبوب اللہؒ کو، جن کو مقام غوثیت عطا ہوا تھا۔ان کے مریدان خاص مختلف مقامات کے قطب بنائے گئے تھے اور حکم ہوتا تو باطنی فوج لے کر مختلف معرکے سر کرتے) اور مرید لوگ دیکھتے تھے۔ایک ایک مقام کا ایک ایک حاکم۔وہ فوج لے کر جاتے۔یہ سب بزرگوں میں حضرت علی علاؤالدین صابر، مانتے ہی نہیں کسی کو۔سرکاری فوج ان کا احاطہ کر لیتی،ان کو گھیرا ڈال کر بیٹھ جاتی وہ جو "صاحب وقت" (یعنی غوث زماں) رہتا ہے اس کی حکومت بہت بڑی !۔وہ سرکاری فوج احاطہ کر لیتی ان کو،انکی فوج کو بھی۔

ایک صاحب کو زکریا ملتانیؒ کے پاس بھیجے، بلا کے لاؤ بول کے۔(یہ واقعہ حضرت محبوب اللہؒ کی غوثیت کے زمانے کا ہے۔اور وہ صاحب خود حضرت قبلہ ہیں جن کو حکم دے کر بھیجا گیا تھا۔عالم باطن میں اپنی شہنشاہیت یعنی غوثیت منوانے کے لئے تمام صاحبان مقام واقتدار بزرگوں سے اطاعت قبول کروانا ہوتا ہے) انہوں بولے (یعنی حضرت زکریا ملتانیؒ) لڑتا لڑاتا نئیں۔جس بات پر سب کا اتفاق ہو، میں بھی راضی ہوں (گویا انہوں نے اطاعت قبول کر لی) ایک دوسرے صاحب کو بلا کر لاؤ بولے۔(یہ دوسرے صاحب حضرت خواجہ باقی اللہؒ تھے) انہوں بولے "نئیں آتا"۔ "جی نئیں !چلنا"۔لڑنا پڑا ان سے۔جو صاحب بلانے کو گئے تھے ان کو گرا وئے۔آکر بولے کہ (یعنی غوث وقت کے دربار میں) "نئیں چلتے" بولے اور لڑ کر گرا دئے۔" "تیرے کو اللہ ہاتھ پاؤں نئیں دیا ؟جا، پکڑ کے لا اسے" پھر گئے ان کے پاس۔"کیا ہے ؟" "چلنا" "ارے بھلے آدمی ابھی پٹکی کھائے نا۔" "سو وقت گرونگا مگر حکم کی تعمیل کروں گا۔" "نئیں آتا، کیا کرتا ؟"۔"کیا کرتا؟ ایسا کرتا ہوں" پھر لڑے ان سے تو ان کو اٹھا کر لے آئے۔(کیونکہ اس بار تاکیدی حکم تھا اور قوت استعمال کرنے کی اجازت بھی دی گئی تھی)

anned with CamScanner

ایک صاحب مسلمانوں کی تائید کے واسطے ذرا ضدی تھے۔ (یہ صاحب بھی در حقیقت خود حضرت قبلہ ہیں جب کہ آپ کو حضرت محبوب اللہ کے وصال کے بعد مقام غوثیت عطا ہوا۔ اسی کے بارے میں اشارتاً ایک بار فرمایا کہ۔ اللہ میاں کی رحمت کا دورہ ہوتا۔ کبھی اس شہر میں تو کبھی اس شہر میں۔ مگر ہمارے اس شہر میں ایک کے بعد ایک دو بار ہوا") ان کو بولے یعنی اللہ میاں بولے) تم ادھر ادھر متوجہ مت ہو تم میری طرف متوجہ ہو۔ تمہارے کام میں خود کر لیتا ہوں۔ تم دوسری طرف متوجہ نہ ہو۔ تم میرے پاس رہو۔ تمہاری طرف سے میں سب کر لیتا ہوں۔" اب کیا ہوتا ہے "یہ ہوتا ہے کہ، "حضرت! آپ آئے تھے، ایسا کرے۔" (یعنی ضرورت مندوں کے کام اللہ میاں بنا دیتے ہیں، وہ بھی حضرت کی صورت میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ حضرت نے آکر یہ کام کر دیا) کیا ہے کی بھئی اپنے کو کچھ معلوم نئیں۔

"**تجلی اعظم**":۔ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا) تجلی اعظم کی تفصیل ساری دنیا میں ہونے والی تجلیات ہیں۔ یہ دو قسم کی ہے۔ ایک موقت (یعنی مخصوص وقت کے لئے) اور دوسری غیر موقت (یعنی ہر وقت کے لئے دائی) غیر موقتی، حقیقت محمدی ہے اور ایک ایک زمانے میں ایک پیغمبر یا غوث، وہ موقتی ہے مگر ہے وہ سب حقیقت محمدی کی تفصیل ۔۔ تجلی اعظم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتی تھی اس کی تفصیل، ہر زمانہ میں تجلی اعظم کا جو موقتی مظہر ہوتا ہے، وہ "غوث" ہوتا ہے۔

یہ باتیں عوام کے ہاتھوں میں نئیں جانا۔ میرا نقصان نہیں، ناسمجھ انکار کریں گے تو ان کا نقصان ہوگا۔

"**اہم باطنی واقعات**":۔ (۱) یہ بالارام بول کے ایک شیطان ہے۔ اس کا میرا مقابلہ ہو گیا۔ میں کتو، لاکھوں وقت "یا قہار" پڑھا تھا۔ (یعنی آپ نے ایک کروڑ بار اسم باری تعالیٰ "یا قہار" کی زکوۃ دی تھی تو اب اس شیطان مقابلہ کرتے ہوئے یا قہار پڑھنے لگے تاکہ اس پر اللہ کا قہر نازل ہو) مگر جیسا جیسا "یا قہار" پڑھا وہ بڑا ہوتا چلا۔ حتیٰ

anned with CamScanner

کہ میں اس کی کمر کو لٹک گیا۔اب میں ایسا بولا" یا محمد صدیق! مدد کا وقت ہے (یعنی اپنے مرشد کو پکارے) آئے۔" یہ کیا ہو رہا ہے ؟" تمہارا مرید ہار رہا ہے "۔بولے "ارے بھلے آدمی! ذرا یہ تو غور کرو، یا قھار کی تجلی اس کے اوپر بھی ہے۔ تم پڑھتے جیسا وہ بڑا ہوتا جارہا ہے"۔اب کروں کیا پھر ؟بولے یہ" شیاطین شخصیت پسند ہوتے ہیں اپنی فنائیت پسند نہیں کرتے۔یا واحد یا احد یا صمد یا فرد و یا وتر پڑھو" ان چھوٹا ہوتا گیا۔۔ پھر بھاگ گیا۔

(۲) ۔شاہ سلیمان میرٹھی۔۔ ان کی حالت یہ کہ پچاس آدمی بیٹھے ہوں تو ان کو تفصیل سے بتاتے، تم ایسا کرے، ایسا کرے، (یعنی ہر ایک کے ماضی کی تفصیل بیان کرتے۔ ظاہر ہے ایسا شخص مستقبل کی باتیں بھی بتا سکتا ہے) انہوں کہاں اترے تھے ؟ محمد احمد صاحب ناظم میہ خانہ کے پاس (یعنی ان کے پاس مہمان تھے محمد احمد صاحب شاہ صاحب کے مرید یا معتقد تھے) وہاں میں بھی گیا، مجھے دعوت تھی۔ان کو" گھوڑے پیر" کہتے تھے۔(اس لئے کہ) اپنے سے کھڑے نہیں ہوسکتے تھے۔ کھڑے ہوئے تو خوب، دوڑے تو خوب دوڑتے۔ان کو مسند ڈنڈا پینگی میں بٹھائے (یہ قدیم زمانے کا شاہانہ اعزاز تھا۔صاحب محفل کو تمام محفل میں اعزاز کے طور پر خصوصی مسند بچھا کر، گاؤتکیے لگا کر بٹھاتے اور اوپر شامیانے جیسا چھوٹا سا زرین چھپر ہوتا جو چاندی موںڈھے ہوئے ڈنڈوں پر کھڑا کیا جاتا تھا) میں پرانا کوٹ پہن کر گیا تھا، نہیں پہچاننا بولکے (اس طرح نمایاں نہ ہونے کے لئے حضرت قبلہ کسی کونے میں بیٹھ گئے لیکن شاہ صاحب کی باطنی قوت نے آپ کی موجودگی کا احساس کر لیا) انہوں بولے "ارے ادھر سے محبت کی بو آرہی ہے۔ میرے کو اٹھاؤ! (یعنی حضرت قبلہ کی طرف جانے کے لئے اٹھنا چاہ رہے تھے کہ خود حضرت نے دیکھ لیا) میں ایسا بولا ان کو تکلیف مت دو۔میں خود آتا ہوں۔" (چنانچہ علیک سلیک کے بعد قریب بیٹھ گئے اور باتیں ہوتی رہیں) محمد احمد صاحب نے ان سے پوچھا، "انگریز، ترکوں میں جو لڑائی ہو رہی

nned with CamScanner

ہے اس کا کیا ہوگا" ٭(اس زمانے میں برطانیہ اور ترکی میں جنگ ہو رہی تھی) فرمائے، جدھر اب ادھر سب (یعنی اللہ کی تائید اگر انگریزوں کو حاصل ہے تو ہم بھی ان کی طرف ہیں) میں کیا دیکھتا تھا کہ مجھے ایک تلوار دئے ہیں۔ وہ تلوار کی نوک جدھر کیا تو بجلی گرتی اور ایک منٹ میں صفایا کر دیتی۔ (یعنی نظام باطن میں حضرت قبلہ کو ترکوں کی مدد پر مامور کیا گیا تھا) مجھے غصہ آگیا۔ میں ایسا بولا، یار بھی ہتیار باندھے ہوں گے تو کسی کے حکم سے (یعنی خود کی طرف اشارہ، پھر دونوں ہاتھ سامنے ٹیک کر فرمانے لگے) آؤ! یا تو تم نہیں رہنا یا میں نہیں ---- ایسا بولے۔" نہیں! صلح! صلح!!" ۔ پوچھے "ارے یہ کون ہے رے" ٭اب تک سب انہی کی طرف متوجہ تھے، میری طرف توجہ نہیں کر رہے تھے۔ (اب لوگ حضرت کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر آپ کا تعارف کرانے لگے) اب ایسا بولے، "یہ عثمانیہ کے صدر شعبۂ دینیات ہیں" ۔ "ارے! یہ مولوی نہیں رے! یہ فقیر ہے۔" (علم دین کے عالم کو "مولوی" کہتے ہیں اور جو اللہ کی یاد کی کثرت اور اس کے قرب سے بندگی اور "عبدیت" کے بڑے درجہ سے نوازا جاتا ہے وہ "فقیر" کہلاتا ہے۔ کیوں کہ اس پر کھل جاتا ہے کہ نہ کوئی قوت اس کی اپنی ہے نہ کوئی صفت، نہ خود اس کا وجود ہے ؎

جو کچھ ہے وہ آقا کا
کچھ بھی نہیں ہے بندے کا
(حسرت)

اس لئے وہ "اللہ الغنی وانتم الفقراء" کا مصداق بن جاتا ہے اور پھر حسب مرتبہ نظام باطن کے مختلف امور سے اسے متعلق کر دیا جاتا ہے) میں بولا، "جو میری طرف گھونسہ تان کر آیگا میں اسے ایک لات مارتا ہوں --- ہے ہمت تو آؤ!" --- بولے، "نہیں -- صلح! صلح!" ۔

میں دیکھا کہ درہ دانیال پر ایشیا اور یوروپ پر دونوں رکھے کھڑا ہوں، جو گولہ

anned with CamScanner

انگریز پھینکتے وہ جھیل لیتا۔

(۳) ۔ایک وقت دیکھا میں کہ ایک عالیشان مکان ہے ۔اس کے دو حصے ہیں ایک طرف اولیا۔ اقطاب ہیں ،ایک طرف شیاطین ہیں۔ شیخ صدر الدین کو دیکھا ۔(یہ "شیخ صدو" کے نام سے مشہور ہے ۔شیخ عبد القدوس گنگوہی کا مرید تھا ۔ریاضتوں اور عمل عملیات کا ماہر بنا ۔پھر اپنی بدکاریوں کے باعث شیطانوں کے ہتھے چڑھا اور شیطان بن گیا ۔) وہاں ، ان شیاطین کا بھی ایک مرکز ہے ۔میں چاہا وہ مرکز کو جاؤں ۔اس طرف رخ کیا تو شیخ صدر الدین بولا، "ادھر کا ارادہ مت کرو ،ادھر سخت جلالی رنگ ہے ادھر کا ارادہ مت کرو ۔" (یعنی اللہ میاں کی جلالی شان) "ہائیں! میرے سے اللہ کیسا چھپتا ؟اللہ میرے سے چھپا تو میں کس کام کا ؟خدا میرے سے چھپے تو میں بے کار" ---- گیا (یعنی اس جلالی مرکز کی طرف) وہ شیاطین ایک طرف ہوگئے ۔میں اندر گھسا ۔ایک شکل دیکھا نہایت سرخ رنگ ،آنکھیں آتشیں ۔میں جاکے ان کے سامنے بھی جھکا ۔"آپ کا نام ؟" ۔میرا نام "قھار" ۔اب آپ کو بھی نہیں چھوڑتا میں ۔ ادھر والے سب ہیں سو ہیں ،ادھر والے بھی میرے پاس" -----
ایسا حساب ہے ۔آگ میں پلا ہوں میں ۔کمال میرے مرشد کا ہے ۔آگ کو ٹھنڈا کیا ہے ۔

مسجد میں رہو تو تم کو میں مانتا ہوں
مندر میں چھپو تو تم کو میں جانتا ہوں
جس رنگ میں آؤ کچھ نہیں ہے پرواہ
اس رنگ و ادا سے تم کو پہچانتا ہوں

"یاد رکھنے کی بات" ایک بات یاد رکھنے کی ہے ۔وہ یہ کہ اعمال متشکل ہوتے ہیں ۔جس کے قوی اعمال ہوں گے اس کا عمل قوی صورت لیگا ،ور زیادہ کام کرسکے گا ۔وہ بڑے کام نہیں کرسکے گا ۔جس کے اعمال کمزور ہیں اس کے اعمال متشکل

Scanned with CamScanner

ہوئے بھی تو کمزور رہے گا، نہ بڑے کام اس کے متعلق کئے جائیں گے۔

"اسم اعظم":۔ اسم اعظم کے معنی ایسا نام کہ کوئی کام اس کی قوت کی وجہ سے رک نہیں سکتا۔ اب یہ مختلف ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ **"اللھم رب النبی محمد"** اللہ دیتا اور سرکارؐ بانٹنے والے ہیں۔ اب بانٹنے والے پر جو تجلی ہوتی (اس کا) جو نام ہے **"رب محمد"** وہ اسم اعظم ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ کھانا کھلانے کے وقت سب اسما۔ **"یارزاق"** کے ماتحت ایسا ہی، کوئی بیمار ہے، **"یاشافی"** اسم اعظم۔ جنگ کے وقت **"یاقھار" "یاقوی" "یاذالجلال والاکرام"**۔۔ ایک اور بات ہے جو میرے اوپر کھلی ہے۔ وہ یہ کہ مجھے جو کچھ ملتا ہے، میرے اوپر جو تجلی ہو رہی ہے اس کے ہاتھ سے مجھے ملے گا اور یہ جتنی تجلیات ہیں (دیگر اسما۔ ک) اس کے تحت آجائینگی۔ (یعنی اپنے اوپر ہونے والی تجلی کا اسم **"یاربی"** ہے، اس میں تمام تجلیات **"یارزاق یاشافی"**، وغیرہ وغیرہ کی آجائینگی)۔۔۔۔

ایک اور بات بھی ہے وہ یہ کہ اس وقت کس قسم کی تجلی بر سرکار ہے؟ اس کام کے واسطے اس زمانے کی جو تجلی ہو رہی ہے وہی کار فرما ہوگی۔ باقی سب اس کے تحت ہوں گے۔ جیسے لڑائی کے زمانے میں **"یاستار"** کی تجلی **"یاقھار"** کے تابع ہوجائیگی۔ **"یارزاق"** کھانے کو دیگا مگر **"یاقھار"** کے تابع فوجی راشن بن کر۔ **"یاستار"** کپڑے پہنائیگا مگر وردی کی شکل میں۔

پھر یہ بھی کہ ہندوستان پر ایک تجلی ہے، امریکہ پر ایک تجلی ہے۔ یہ سب شخصی ہے۔ ہندوستان میں رہ کر ہندوستان کے قطب کے خلاف کرینگے تو نہیں ہوگا۔ یہ سب کلی اعظم کے جزئیات ہیں دنیا کا لحاظ کرتے مگر امریکہ، ہندوستان کا لحاظ کرتے سب اپنی اپنی جگہ اسم اعظم ہے۔

(۸/ ستمبر ۱۹۵۹ء۔۔۔ روز سہ شنبہ۔۔۔ ۴/ ربیع المنور ۱۳۷۹ھ)

"مہدویوں کا تذکرہ":۔ مہدویوں کے پاس یہ ہے کہ آخر میں ہر ایک تارک

anned with CamScanner

دنیا ہو جانا۔۔ کوئی چیز ملے تو دل میں بول لو کہ "اللہ دیا" اس کی عادت کرو(حقیقت میں جو کچھ ملتا ہے وہ اسی کی عطا ہے اس حقیقت کی طرف خیال قائم رکھنے کے لئے زبان سے ضروری، دل میں ہی اس کے دینے کا ذکر کر لینا مفید ہے۔ واضح باد کہ مہدوی لوگ کوئی چیز لیتے، کوئی تحفہ قبول کرتے یا کچھ کھانے سے پہلے علی الاعلان "اللہ دیا" کہتے ہیں۔ حضرت قبلہ چونکہ چنچل گوڑہ کے متصل رہتے تھے اس لئے ان کے طریق سے زیادہ واقف تھے بلکہ اکثر ان لوگوں نے آکر ایک سے محبت بھی کی ہے جس کا تذکرہ پہلے کہیں ہو چکا ہے)

مہدویوں کا کوئی (الگ) مذہب نہیں تھا۔ فقرا۔ ہیں، اپنے بزرگوں کی بات سمجھے نہیں۔۔۔۔۔۔

ان کے پاس چند چیزیں بدترین ہیں، جیسے مساوات خاتم النبیینؐ (یعنی یہ لوگ اپنے بزرگ کو حضور خاتم النبیینؐ کے برابر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حضورؐ کا کامل اتباع مراد تھی ان بزرگوں کے قول کی) میں بولا "نئیں باوا! ایسا بولو۔ "فنافی الرسول" بولو ان کے خلیفہ کو۔

(۹/ ستمبر ۱۹۵۹ء۔۔۔۔۔۔ روز چہار شنبہ۔۔۔۔۔۔ ۵/ ربیع المنور ۱۳۰۹ھ)

۔۔۔۔۔(دوران درس تفسیر سورۃ القلم)۔۔۔۔۔

"**سورہ فاتحہ کا عمل**":۔ جس دم کر کے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی عادت ڈالو۔ جس کام کے لئے پڑھ کر پھونکو ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔ سورۃ فاتحہ پڑھ کر "ایاک نعبد و ایاک نستعین" کی تکرار کرو۔ اس کی عادت ڈالو بھی تو بہت سارے کام ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔ "ایاک نعبد و ایاک نستعین" کی تکرار ایک لاکھ بار کرو اور اس کے ساتھ (یعنی خشوع و خضوع کے ساتھ)۔۔۔۔۔۔ کسی کو بچھو کاٹا تو جس دم کر کے

nned with CamScanner

سورۃ فاتحہ پڑھو اتر جاتا ہے ۔۔۔۔۔یہ کراہوں میں، اجازت دیتا ہوں ۔
" **قرآن کی تلاوت** ":۔ خالی، عبارت بھی پڑھتے جاؤ (یعنی بغیر ترجمہ کے اور بغیر مفہوم و مطالب سمجھے پڑھنا بھی بیکار نہیں) اس میں مزا ہے ۔ قرآن کا ایک نغمہ ہے، ٹون (Tone) ہے اس میں ۔
" **توحید لانے والا شعر** ":۔ (شعر حضرت قبلہ کا ہے) ۔۔۔۔۔یہ شعر پڑھتے جاؤ

آنکھوں میں نور بن کے آ ، دل میں سرور بن کے آ
بن کے حیات جاوداں تو میری جان میں بھی آ

(۱۴/ستمبر ۱۹۵۹ء ۔۔۔۔۔ روز دوشنبہ ۔۔۔۔۔ ۱۰/ربیع المنور ۱۳۷۹ھ)

" **انا، وجود، انتزاعات و تعینات** ":۔۔۔۔۔۔۔۔ "انا" ذات کی توحید کو بتاتا ۔۔۔۔ ہے ۔ "وجود" ایک معنیٰ ہے ۔ معانی میں سے، جو منحصر ہے ذات خداوندی پر ۔ ایک ذات ہے جو وجود ہے ۔ "انا" اور "وجود" ایک صفت موصوف نہیں ہوتے ۔ محل آثار ہونے سے اس کو (یعنی انا کو) وجود کہتے ہیں ۔

"زید کی انا" "میری انا" اور "خدا کی انا" ایک نہیں ۔ اگر میری اور خدا کی "انا" ایک ہوتی تو جو خدا کا علم ہے وہ مجھ میں بھی رہتا ۔ اور اگر زید کی اور میری "انا" ایک ہوتی تو جو علم زید کو ہے وہ مجھے بھی رہتا ۔

ہمارے پاس ایسا ہے، ہر تفصیل کا ایک اجمال ہوتا ہے، ہر کثرت کی ایک وحدت ہوتی ہے ۔ ایک "ہے پن" سب میں ہے ۔ "ہے پن" جب تک سب میں مشترک نہ ہو، سب کو ہم "ہے" کیسا بولیں گے ؟ دوسرے یہ کہ کوئی چیز انتزاع نہیں کی جاسکتی جب تک کہ اس کا منشاء نہ ہو ۔۔۔۔ یہ "ہے" سے جو مختلف چیزوں کا ہونا انتزاع کیا جاتا ہے، تو ضرور سب کا منشاء ایک ہے ۔

nned with CamScanner

نادانوں کے پاس "خدا" ایک خیالی چیز ہے۔ فقیروں کے پاس "ہم" خیالی چیز ہیں اور خدا حقیقی۔ ہم تخیلی ہیں، لیکن چونکہ یہ تخیل ایک "منشا" سے پیدا ہوا ہے اس لئے "تخیلی حقیقی" ہے۔ جب تک ہائیڈروجن اور آکسیجن ہے پانی کا ہونا تسلیم کرنا پڑتا ہے (کیونکہ "پانی" گو حقائق یعنی عناصر میں سے نہیں لیکن اس کا "منشا" ہائیڈروجن اور آکسیجن حقائق یعنی عناصر میں سے ہیں "منشا" موجود ہو تو اس سے نمودار ہونے والی "خیالی" شئے کے ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ "منشا" یعنی وہ شئے یا مرکز جس سے دوسری چیز، ہیئت یا کیفیت منتزع کی جاسکتی ہے۔ اخذ کی جاسکتی ہے، سمجھ میں آسکتی ہے) "پانی" یقیناً خیالی چیز ہے لیکن اس کا "منشا" اس کی وقعیت کو سنبھالتا ہے

"گھڑا"، "صراحی" - کہاں ہے رے ؟ مٹی ہے---- ایک چیز بھی باہر سے نہ صراحی میں آئی نہ گھڑے میں، نہ کلیہ میں - باہر سے مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں آئی - یعنی "غیر خدا" نہیں ہے ---"سب خدا"، غلط ہے - بلکہ یہ صحیح ہے کہ - کوئی اصلی چیز سوائے خدا کے نہیں "-" یہ سب مٹی ہے "، کے معنی، "مٹی ان کی اصل ہے ---" ہم سب وہی ہیں "، بولتے وقت آپ کا خیال خدا کی طرف ہے یا چیزوں کی طرف • منشا سے انتزاعیات ہیں - دیکھ رہے ہیں آپ "انتزاعیات" کو اور بول رہے ہیں "منشا" کو ---" ہم سب میں اصل خدا ہے " بول سکتے ہیں -" ہم سب خدا ہیں " - بولنا بے ادبی ہے -" بے ادبی " کے سوا، لڑائی ہو جاتی، مختلف آثار و احکام میں فرق پڑجاتا ہے -" بیٹی ہے سو جورو " بولے تو کیسا ؟ (یعنی "سب وہی ہے" بولنا غلط ہو جاتا ہے - کیونکہ "بیٹی" کے آثار و احکام الگ ہیں، بیوی کے الگ) "گھڑے" اور "کلیا" میں بھی ایسا ہی ہے گھڑے میں بہت سا پانی آتا، کلیا میں چند گھونٹ پانی ---"صراحی، کلیا، گھڑا، سب کی اصل مٹی ہے "، بولو - ورنہ احکام بیان کرنے کے وقت غلطی ہوتی - اگر "کلیا" کو "مٹی" ہے بولے تو تم اس کے تعین کو نہیں دیکھے (اس طرح) اگر تم بولے، "یہ

anned with CamScanner

جزئیات ہی "کلی" ہے تو غلط۔ اگر وہ مٹی خود بولے تو صحیح ہے۔ (یعنی مٹی خود بولے "کلیا" میں سے یا صراحی، میں سے کہ "میں مٹی ہوں" تو درست ہے۔ جیسے کے موسیٰ کے لئے آگ میں سے فرمایا کہ "انی انا ربک" (یعنی بے شک میں ہی تیرا پروردگار ہوں۔)

بعض لوگوں پر یہ تعینات ایسے آنکھوں سے گر جاتے ہیں یا ان کو حقیر سمجھ کے "نہیں ہیں" بولتے۔ غیر اصلی (یعنی غیر مستقل) ہونے کی وجہ ان کی طرف (یعنی تعینات کی طرف) توجہ نہیں دئے۔ جو لوگ ایسے ہیں جو تعینات کا خیال نہیں کرتے (یعنی وجود حقیقی کی توحید میں کھوئے رہتے ہیں) ان کو بیمار ڈال کے تکلیف دیتے۔ تاکہ ان کو اپنے تشخص اور اعتباری ہونے کی یاد آئے۔ (کیونکہ ان کی مکمل توجہ "وجود حقیقی" کی طرف ہونے سے خدا کے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ خود بھی نہیں ان کو تکلیف دے کر خودی کے تعین اور تشخص کا احساس دلایا جاتا ہے۔ یہ کیفیت خود حضرت قبلہ کی ہے)۔

جب حقوق ادا کرنے کا وقت آتا ہے تو ان تشخصات کی طرف توجہ رہنی چاہئے اور جب فارغ ہو چکیں تو پھر ان سب سے توجہ ہٹا کر اس کی طرف کر لینا چاہئے۔ حقوق ادا کر دینے کے بعد اگر پھر ان تعینات کا خیال آئے تو وہ "وسوسہ" ہے۔

"سنت موکدہ، غیر موکدہ اور واجب:۔ "سنت موکدہ" ہو کہ "غیر موکدہ" نہ کرنے والا گناہ گار نہیں۔ اس میں (یعنی "سنت موکدہ" میں) ذرا فورس ہے (زور ہے) (سنت موکدہ کے تارک کو) سرزنش ضرور ہے، مگر عذاب نہیں ---- عذاب بولے تو بڑی سخت چیز ہے-----

"سنت" پر عمل نہ کرنے والے سے سرکار منہ پھیرلئے۔ اِدھر آیا تو اُدھر، اِدھر آیا تو اُدھر۔ "میں بولا سو کام نہیں سنا"۔

"واجب" کرے تو ثواب، نہ کرے تو گناہ گار۔ انکار سے کفر نہیں آتا۔

nned with CamScanner

"فرض اعتقادی، فرض عملی":۔ یہ یاد رکھنے کی چیز ہے کہ ایک فرض عملی ہوتا ایک فرض اعتقادی ہوتا امام اعظمؒ کے پاس "ناصیہ" کے اوپر مسح کرنا، امام شافعیؒ کے پاس ہاتھ گزر جانا (یعنی بھیگا ہاتھ سر کے ایک حصہ پر سے گذر جانا کافی ہے) امام مالکؒ کے پاس پورے سر کا ہے۔ یہ "فرض عملی" ہے۔ مگر ان میں سے کوئی یہ نہیں بولتا کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہے۔ ان کا یقین ایسا ہے۔ "فرض اعتقادی"، سر کا مسح ہے، جس سے کسی کو انکار نہیں۔ اب "عملی" کی شکلیں مختلف ہیں۔ اس لئے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

حبیب! ہمارے حضرت بولے یہ فرض عملی، فرض اعتقادی۔ (یعنی حضرت قبلہ کے پیر و مرشد خواجہ سید محمد صدیقؒ) کوئی یہ کہے کہ "سر کا مسح نہیں"، یہ کفر ہے۔ اور کہے کہ "اتنے سر کا مسح ضروری نہیں" تو کفر نہ ہوا۔ یہ میں ہمارے حضرت، "خواجہ میاں" سے سنا ہوں۔ فرض عملی اور فرض اعتقادی کو نہیں سمجھنا بد تمیزی ہے۔

"داڑھی کتنی ہو"؟ ہمارے استاد عون الدین صاحب بولتے تھے کہ "اتنی داڑھی ہو کہ "یہ داڑھی والا ہے" سمجھ میں آئے۔

(۱۶/ ستمبر ۱۹۵۹ء ۔۔۔۔۔ روز چہار شنبہ ۔۔۔۔۔ ۱۲/ ربیع المنور ۱۳۷۹ھ)

۔۔۔۔۔ (دوران درس تفسیر سورۃ المعارج) ۔۔۔۔۔

"حرمت متعہ":۔ (متعہ، یعنی ایسا نکاح جو ایک وقت، مدت اور، موقع کے لئے عارضی طور پر کیا جائے) ایک بات یاد رکھو! ۔ ایک بڑی غلطی یہ ہے کہ ایک کام پہلے سے ہوتا آیا تو اس کو بولے جائز ہے۔ جائز نہیں، جائز کے لئے حکم شرعی ہونا ۔۔۔۔۔

ایک وقت، مامون بادشاہ کے زمانے میں، مامون بولا کہ "سرکارؐ کے زمانہ میں متعہ ہوتا تھا یہ عمرؓ کو کیا پڑی تھی منع کرنے کی؟ ۔۔۔ اصل یہ ہے کہ "حرمت متعہ" (کا مسئلہ) سب کو معلوم نہیں تھا، حضرت عمرؓ نے یہ بات سب کو پہنچادی ۔ قاضی یحییٰ

anned with CamScanner

بن ---- مامون کے پاس آئے، پوچھے، "آپ زنا کو جائز کر دئے ہیں سنا، میں ۔ مامون بولا" میں زنا کو کیسے جائز کرونگا" ؟ قاضی نے پوچھا، "وہ جو متعہ بیوی " ہے، وارث ہوتی ان ؟ ۔ " نہیں " ۔ " تو کیا لونڈی ہے، مملوکہ ہے ؟ " نہیں " ۔ تو ان دونوں صورتوں کے علاوہ کوئی شکل جائز نہیں ---- مامون کو اپنا حکم واپس لینا پڑا ---- ایک کام ایک زمانے سے ہوتا تھا ۔ بعد میں اس کی حرمت آئی ۔ قدیم سے جو کام تھا اسے جائز بولتے ؟ جائز حکم شرعی ہے ---- حضرت عمرؓ اس حرمت کی اشاعت کئے (ورنہ حضورؐ کا حکیم تحریم ناآگہی میں بھلا دیا جاتا)

ایک وقت ہمارے پاس یہ مسئلہ پیش ہوا، سالار جنگ کے پاس ۔ سالار جنگ ان کے پاس کے ایک صاحب کو میرے پاس بھیجے کہ " متعہ کے واسطے کیا حکم ہے ؟ (واضح باد کہ شیعہ حضرات "متعہ" کو جائز سمجھتے ہیں) میں ترمذی شریف نکال کر حضرت علیؓ کی روایت بھیج دیا ۔ حجۃ الوداع کی حدیث ہے کہ گدھا اور متعہ حرام ہیں ۔

(۱۹/ ستمبر ۱۹۵۹ء ------ روز شنبہ ------ ۱۵/ ربیع المنور ۱۳۷۹ھ)

-----(دوران درس تفسیر سورۃ الجن)-----

" دلہن یا بیوی " :۔ میرے پاس ایک محاورہ ہے ۔ بچہ نئیں ہونے تک دلہن " فلاں کی دلہن " ۔ بچہ ہونے کے بعد بیوی، " فلاں کی بیوی " ۔

" جن و شیاطین اور انسان " :۔ جن و شیاطین مختلف مخلوق ہیں ۔ ہر جن آگ سے بنا ہوا ہے، میں اس کو ضروری نہیں سمجھتا ۔۔۔ میرے پاس تو جن مقابل اس کے ہیں کہ بعض نظر آتے ہیں، بعض نظر نہیں آتے ۔ نظر آنے والی مخلوق انسان، جانور وغیرہ بہت سی ہے ۔ ویسے ہی نظر نہ آنے والی مخلوق بھی کتنے ہی قسم کی ہو سکتی ہے ۔۔۔ ایک اور بات قابل توجہ ہے ۔ وہ یہ کہ " من نار " کے معنی ان میں قوت غضبی زیادہ ہے ۔ اور " من صلصال " سے مراد یہ کہ " سکون " زیادہ ہے ۔۔۔ بہت سارے احتمالات ہوں تو کوئی بھی ایک احتمال لینے والے کو میں " منکر قرآن " نہیں

anned with CamScanner

کہوں گا۔ "عوالم سفلی" والے عوالم علوی میں جانا چاہیں تو وہاں کے نگہبان انھیں مار بھگاتے ہیں۔

ارے حبیب! اب بھی جو شیاطین سے دوستی پیدا کرلیتے ہیں ان کی یہی حالت ہے کہ ان کا دماغ چڑھ جاتا ہے۔ مگر خدا والے سے سابقہ پڑا تو دماغ ٹھکانے آجاتا۔۔۔ انسان بشرطیکہ کہ "انسان" ہو، اتنا قوی ہوتا کہ وہ شیطان کو پکڑ کے بازوؤں میں ایسا دبائے (اپنے دونوں بازوؤں سے لپٹ پڑنے کا اشارہ بتاتے ہوئے فرمایا) تو شیطان کی ہڈیاں چیخ جاتی ہیں۔

"**بے ارادہ لوگ**": ۔ اللہ میاں کے پاس سے امداد سب کو پہنچتی ہے۔ مگر اپنی طرف سے اس میں جتنا لگائیں گے اتنے کمزور ہونگے ۔۔۔ میں یہ بول رہا ہوں کہ جو صاحب لوگ بے ارادہ ہوتے ہیں وہ قوی ہوتے ہیں۔ بہ نسبت ارادہ والوں کے کیونکہ وہ اپنے دل کے لگتے نہیں لگاتے۔

(۲۲/ ستمبر ۱۹۵۹ء ۔۔۔۔۔۔ روز شنبہ ۔۔۔۔۔۔ ۱۸/ ربیع المنور ۱۳۷۹ھ)

"**مجذوب اور سالک**": ۔ آدمی کی حالت کبھی دائماً ایک نہیں رہتی۔ کبھی "غفلت" رہتی ہے اور کبھی "محویت" ۔۔۔۔۔۔ یہ خیال (کہ میں کچھ نہیں کرتا وہی کر رہا ہے) مجذوبیت کا مقدمہ ہے۔ مجذوب، مومن رہتا ہے، مسلم نہیں رہتا وہ۔ (یعنی اپنے کھوئے ہوئے ہونے سے حقوق کی ادائی نہیں کر سکتا۔ اس لئے مکلف شرع بھی نہیں سالک کی طرح) ۔۔۔ ہمیشہ یہ خیال رہنا کہ "میں اس وقت کس مقام کا ہوں" جس مقام کے ہیں وہ بات بولنا۔۔۔ سمجھنے کی بات الگ ہے، بولنے کی بات الگ۔

جہاں بے فکر ہو کر بیٹھتے ہی ایک ڈنک مارتے (اپنی کیفیت بیان فرمارہے ہیں۔ یعنی محو ہوتے ہی ہوشیار کر کے بندگی کا احساس دلاتے ہیں)۔ جی ہوں، میں

anned with CamScanner

بھی ہوں، میں بندہ ہوں "---- ورنہ دنیا کے تمام کام خراب ہو جاتے ---

"تقدیر" ایمان ہے اور اسلام "عمل" -------- عالم شہادت میں جب تک رہیں گے مسلم رہنا چاہیئے (یعنی حقوق کی ادائی اور اس کے لئے مناسب عمل ضروری ہے۔)

"نماز میں کس قدر قرآن پڑھیں ؟": ۔ اتنا تو پڑھنا چاہیئے کہ یہ "قرآن پڑھے ہو لکے معلوم ہو۔ فاقرء واماتیسر من القرآن ہ (پس پڑھو جس قدر آسان ہو قرآن سے) ایک جملہ پڑھے تو معلوم نہیں ہو سکتا "قرآن پڑھے" ہو لکے اس لئے تین آیتیں کم از کم پڑھنا ہے ------ سب سے چھوٹا سورہ۔ "الکوثر" ہے اس میں تین آیتیں ہیں۔ تین آیتوں پر منحصر نہیں، کوثر کی تین آیتوں سے قرآن کا اسٹائیل معلوم ہو جاتا ہے۔ فاقرء واماتیسر من القرآن ہ پس پڑھو قرآن سے اتنا جتنا آسان ہو۔ یعنی قرآن کا اتنا حصہ پڑھو جس کے اسلوب سے معلوم ہو جائے کہ یہ قرآن پڑھایا گیا ہے "انا اعطینا" کا سورہ چھوٹا ہے، مگر باوجود چھوٹا ہونے کے قرآن کا اسلوب معلوم ہو جاتا ہے۔ "آیت الکرسی" ہے تو ایک آیت مگر اس سے بھی قرآن کا اسلوب معلوم ہو جاتا ہے۔ لہذا آیت الکرسی جو ایک آیت ہے اس کا پڑھنا بھی قرآن پڑھنا ہے۔ اور کافی ہے۔ پس اگر کوئی شخص بیچ قرآن میں سے "انا اعطینا" کی تین آیتوں کے برابر کچھ حصہ قرآن کا پڑھے جس میں قرآن کا ابتدائی حصہ بھی نہ ہو، آخری حصہ بھی نہ ہو (یعنی پڑھے ہوئے ٹکڑے کی ابتدا۔ سے بھی قرآن نہ معلوم ہو اور آخر سے بھی قرآن نہ معلوم ہو) تو اس کا پڑھنا قرآن کا پڑھنا نہ ہوگا ----- اگر کوئی شخص "**اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم**" (یعنی آیت الکرسی میں سے) اتنا اگر پڑھے جو "انا اعطینا الکوثر (یعنی سورۃ کوثر) کے برابر ہے بھی تو یہ "ماتسیر من القرآن" میں داخل نہیں۔ کیوں کہ اس سے اسلوب نہیں معلوم ہوتا۔

anned with CamScanner

(۲۳/ ستمبر ۱۹۵۹ء ------ چہار شنبہ ------ ۱۹/ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ)

"غفلت حضوری": ۔ نیم غفلت اور نیم حضوری میں مزا ہے زندگی کا ----- لذت اور مزا جسے بولتے ہیں، "نہ غفلت" میں ہے نہ "فنائیت" میں ۔ تھوڑی غفلت اور تھوڑی فنائیت میں ہی مزا ہے ؎

مے سے غرض نشاط ہے کس رو سیاہ کو
اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہئے

فنائیت کے بعد بقاء میں مزا اس لئے رہتا ہے کہ دوام حضور تحت الشعور رہتا ہے، اور دنیا کا خیال و شعور بھی رہتا۔ اس طرح وہی نیم حضوری و نیم غفلت کا عالم رہتا ہے ----- پینے کی چیز پیتے تو معلوم ہوتا، مجھے تو نہیں ہوتا۔

لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کم بخت تونے پی ہی نہیں

"نئی ٹھمری": ۔ (حضرت قبلہ نے اسی کیفیت میں ٹھمری کے اشعار فرمائے۔ جو یقیناً تازہ ہیں)

سب تماشے ہیں یہ محبت کے
کون پیارا ہے کون پیاری رے
ہے محبت ہمارا دھرم مذہب
ہم محبت کے ہیں پجاری رے
حسن کی داد دینا ہمارا کام
ہم تو لیں گے بلیاں تمہاری رے
(یعنی واہ واہ کرنا)

nned with CamScanner

(۲۵/ ستمبر ۱۹۵۹ء۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روز جمعہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۱/ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ)

"حضرت علیؓ کا استدلال": ۔ حضرت علیؓ کے سامنے کسی نے خدا کے ہونے کے متعلق بحث کی ۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر خدا نہیں تو تم کو نقصان نہ ہم کو ۔ اور اگر ہے تو ہم کو نقصان نہیں مگر تم گھاٹے میں رہو گے ۔

"قرآن سے سب کچھ ملا": ۔ جس کسی مسئلہ پر جتنا زور لگانا ہے تفسیر ہی میں لگاتا ہوں ۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ "ہم کو جو کچھ مل رہا ہے قرآن ہی سے مل رہا ہے ۔"

(۲۶/ ستمبر ۱۹۵۹ء۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روز شنبہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۲/ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ)

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (دوران درس تفسیر سورۃ القیامۃ) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

"عالم شہادت، عالم برزخ، عالم ارواح": ۔ دوزخ کے سامنے یہ معمولی تکلیف ہے مگر تکلیف ضرور ہے، قبر میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عالم ارواح میں "انانیت" ہے اور اس کے لایق جسم ۔ عالم شہادت کے بعد عالم برزخ بھی عالم مثال کے مطابق ہے ۔ لیکن عالم مثال میں خدا کو پہچانتے نہیں تھے ۔ اور عالم برزخ کا جو عالم مثال ہے اس میں عالم شہادت کا علم لے جا رہے ہیں ۔ آئے تھے عالم شہادت میں اس لئے کہ یہاں کے علم کی تکمیل ہو جائے بہت سے صفات اس سے پہلے ظاہر نہیں ہوئے تھے ۔ وہ یہاں عالم شہادت میں ہوئے ۔ پھر اس کے بعد اور بہت سے صفات کا اظہار عالم مثال ثانی میں ہوگا، پھر عالم قیامت میں ۔

شیخ محی الدین ابن عربی بولتے "لگی" وہاں بھی ایک دار العمل ہے ۔ ان لوگوں کو جنہیں تبلیغ نہیں ہوئی، جیسے بچے وغیرہ، ان کو سکھایا جائے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شیخ بولتے، وہ "موحد" لوگ ہوں گے جنہیں رسالت نہیں پہنچی ۔ ان کو دو لپو (یعنی دونوں ہاتھ ایک جگہ ملانے سے جو گنجائش بنتی ہے، انتہٰی) دوزخ سے اللہ نکال کر جنت میں ڈالے گا ۔ امام اعظمؒ فرماتے ۔ "توحید کا عقیدہ فطری ہے" ۔ "رسالت" معاملات

nned with CamScanner

کے لئے، عقیدہ کے لئے نہیں۔

(۲۸/ ستمبر ۱۹۵۹ ------ روز دوشنبہ ------ ۲۴/ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ)

(دوران تفسیر سورہ الانسان)۔

"امر، وجوب یا اباحت کے لئے":۔ تہجد کی نماز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی اور عامۃ الناس کے لئے نفل ہے ------- ایک صاحب سرکارؐ کے پاس حاضر ہوئے۔ سرکارؐ نے فرمایا "پانچ نمازیں فرض ہیں"۔ انہوں نے کہا "میں اس میں کم کرونگا نہ زیادہ"۔ اس سے کیا نکلتا ہے؟ کہ پانچ نمازوں کے علاوہ دوسری نماز فرض میں داخل نہیں ------- "امر"، وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ مگر اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ امر (یعنی تہجد کا) وجوب کے لئے نہیں ------- "امر اباحت"، جیسے "حج کر چکو تو شکار کرو" (یہ امر استحباب کے لئے ہے)

"فرض اور واجب":۔ فرض اور واجب کا امتیاز صرف حنفی مذہب میں ہے۔ دوسروں کے پاس بس ضروری ہے۔ حنفی بولتے "واجب کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا"۔ دوسرے مذہب والے بولتے، "جو حکم خدا سے انکار کر رہا ہے وہ گنہ گار ہے ------ یہ کافر وغیرہ (یعنی کفر لازم نہیں آتا وغیرہ، جو فرق پیدا کیا گیا) سب احناف کا ہے یہاں نزاکت ہے۔

"ارادہ بھی اللہ کا":۔ (وماتشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ تم نہیں چاہتے ہو مگر یہ کہ اللہ چاہتا ہے۔ یعنی تمہارا چاہنا یا ارادہ کرنا بھی اللہ تعالی کے ارادے اور مشیت کے تابع ہے)۔ عمل تو ہاتھ پاؤں تک پہنچتا اور ارادہ دل میں رہتا ہے ------ "تم اپنے سے خواہش بھی نہیں کر سکتے۔ ہم علم و حکمت کے ساتھ تمہاری فطرت کے مناسب ارادہ (تمہارے دل میں) ڈالتے ہیں"۔

وماتشاءون الا ان یشاء اللہ۔ ع ایک حیرت ہے دل پہ طاری رے -----:--

anned with CamScanner

منھ بند ہو جاتا ہے اب۔

میں ذرا کم عمر تھا۔ ایک صاحب میرے سے پوچھے "اللہ اک کام کروا کر سزا بھی دیتا" یہ تو ظلم ہے۔" میں ان سے پوچھا، "کام کرتے وقت آپ کا خیال کیا تھا؟" "میں کیا" بولے تھے یا "اللہ میرے سے کروا رہا ہے"؟ "میں کیا" سمجھے تھے تو یہ تو شرک کئے آپ۔ اس شرک کی سزا، مل رہی ہے، ظلم نہیں۔

(۲/ اکتوبر ۱۹۵۹ء ---------- روز جمعہ ---------- ۲۸/ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ)

"**انسان کا ضمیر اور حق**" :۔ انسان کی اعتدالی طبعیت خیر کی طرف ہی لے جائے گی۔ سب سے کم متاثر ہونے والا انسان ہے۔ بھلائی اصل ہے (اس میں) ------- انسان اعتدال میں ہے بہ نسبت دوسرے جانوروں کے۔ اس لئے "شر" آیا تو کم آئے گا اس کے پاس --------- "نفس" جھوٹی حجت بہت کرتا ہے لیکن اس کا ضمیر احساس کرتا --------- عقل بالکل اندھی نہیں ہے۔ اچھائی کو اختیار کرتی ہے۔ اسی عقل کو "ضمیر" کہتے ہیں۔ مذہب اور قرآن ہی سے فلسفیوں کو مثال دینا ضروری نہیں۔ فلسفہ بھی عاجز نہیں حق ظاہر کرنے سے --------- حق کی فتح کو میں یہ بولا، کہ آدمی اپنے ضمیر کی طرف رجوع کرے تو وہ خود ہی اپنی غلطی پر ملامت کرے گا۔

میں بولتا ہوں کہ "ضمیر کی تعریف بیان کرو، اس کے صفات کیا ہیں؟ ------- اچھی بات کو اچھی بولنا، بری کو بری۔ ضمیر کا انسان میں ہونا یہ خود حق کی فتح کی دلیل ہے۔

"**قربانی کا مسئلہ**" :۔ لوگ کیا سمجھتے ہیں کہ ہر ایک کی طرف سے ایک بکرا دینا واجب ہے۔ ایسا نہیں۔ "**مذا من محمد و الہ**" بولے تو ایک بکرا سب کی طرف

anned with CamScanner

سے ہوا۔ (حضورؐ نے ذبح کے وقت ایسی نیت فرمائی تھی یعنی "یہ محمد اور اس کی آل کی طرف سے") اگر کوئی ایک بکرا اپنی اور گھر والوں کی طرف سے قربانی دے تو وہ تعمیل حکم کیا۔

(۳/۱اکتوبر ۱۹۵۹ء------ روز شنبہ ------ ۲۹/ربیع الاول ۱۳۷۹ھ)

"**ایصال ثواب**":۔ حج کے واسطے حدیث آئی (ایصال ثواب کے لئے) دوسروں کی طرف سے حج کرے تو اس کا ثواب دوسروں کو ایصال کر سکتے ہیں، پہنچا سکتے ہیں) پانی کے کنویں کے واسطے حدیث آتی ہے۔ نماز کے واسطے کوئی حدیث نہیں آئی ------- امام محمد سے پوچھے تو فرمایا "ارجو خیرا" "مجھے خیر کی امید ہے ------ اس بنا پر میں حج کو جانے والوں سے کہتا ہوں کہ میری طرف سے سترہ رکعت (یعنی پانچ فرض نمازوں کی قضائے عمری) بیت اللہ میں پڑھو، حرم مدینہ میں پڑھو۔ اگر بیت المقدس گئے تو وہاں پڑھو۔

(۴/۱اکتوبر ۱۹۵۹ء-------- روز شنبہ)

"**لو کی قسمیں**":۔ ("لو" یعنی اگر کا موقع اکثر تقدیر کے تذکرہ میں آتا ہے)

"لو" چار قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) اگر یہ ہوتا تو وہ بھی ہوتا۔ معنی یہ ہیں کہ اگر یہ نہیں ہے تو وہ بھی نہیں۔ "گھوڑے اگر اڑتے تو میرا گھوڑا بھی اڑتا" (۲) اگر یہ بات ہوتی تو یہ بات ہوتی۔ مگر اس بات کا علم نہیں اس لئے اس کا بھی علم نہیں۔ جزا۔ نہیں پائی گئی لہذا شرط بھی نہیں (جزا۔ یعنی مشروط کے نہ ہونے سے شرط کے نہ ہونے کا علم) **لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا**...... (اگر ان میں کئی معبود ہوتے، اللہ کے سوائے تو وہ دونوں یعنی آسمان و زمین فاسد و تباہ ہو جاتے.....) مگر آسمان زمین ایک نظام کے مطابق چلے جا رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کئی خدا نہیں ہیں۔ یہاں دوسری چیز نہ ہونے سے معلوم ہوا کہ پہلی چیز نہیں ہے۔ یہ بات نہیں کہ پہلی چیز کے ہونے پر

Scanned with CamScanner

دوسری چیز کا ہونا منحصر ہو۔

(۳) ایک "لو" ہوتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ "یہ چیز ہمیشہ سے ہے۔ ایسا ہو بھی تو ہے نہیں ہو بھی تو ہے۔ جیسے **نعم العبد صهیب لو لم یخف الله لم یعصیه**۔ صہیب کیا اچھا آدمی ہے!! اگر اسے خدا کا ڈر نہیں ہوتا بھی تو گناہ نہ کرتا۔ کیا معنی؟ صہیب کا اچھا ہونا دائمی ہے۔ چاہے خوف ہو یا نہ ہو۔

(۴) ایک وصلیہ۔ **اطلبو العلم ولو کان بالعین**. علم سیکھو خواہ چین ہی میں کیوں نہ ہو۔ اس کا مطلب "اگرچہ" کے معنی ہیں پہلے کے ہونے سے دوسرے کا ہونا لازم نہیں۔

یہ چار "**لو**" کو نہ سمجھ کر غلطی کرتے ہیں۔ بڑے بڑے نحوی کھوئے گئے ہیں

"**جبر نہیں استلزام**":۔ "جبر، اس کو بولتے کہ کوئی خارجی قوت روکے۔ یہاں - خارجی قوت روکنے والی کہاں ہے؟ یہ تو استلزام ہے (یعنی ایک چیز کے لئے دوسری چیز لازم و ضروری ہے) الف کو بے لازم، بے کو جیم لازم، جیم کو دال لازم اسی طرح۔

"**تقدیر، نظام عالم**":۔ ہوتا ہے سب تقدیر سے، مگر بعض وقت کیا ہوتا؟ تقدیر ہی میں ہوتا ہے کہ ان یہ کام کرنا اور اس کو تکلیف محسوس ہونا-------- اب ہم کیا کرنا؟ ہم یہ بولتا، "ہمارے اوپر جو تکلیف ہونے والی ہے اس سے تو ہم کو بچالے "قضائے مبرم" میں تو جو ہے، وہ ہے۔ یہ ہمارا تکلیف سہنا، رونا، سب قضائے معلق ہے۔ وہ "نظام عالم" نہیں بدلتا۔ یہ نیچے کے درجے میں۔ دکھتا ہے ایسا۔ اگر ہمارے اوپر نظام عالم کھل جائے تو تکلیف نہیں رہتی۔ باقی نہیں رہتا وہ۔ انہیں ہی تھا، انہیں ہی تھا۔ اگر ذرا بھی تکلیف محسوس ہوئی تو اس پر پورا نظام عالم کھلا نہیں۔ جس پر کھل جاتا ہے، تکلیف ہو بھی تو کیا، بے اطمینانی نہیں رہتی۔

"**مقالید السموات والارض**":۔ (آسمانوں اور زمین کی کنجیاں) "کنجیاں"

anned with CamScanner

معنی وہ اسباب وہ ذرائع جن سے حاصل کرتے ہیں ۔ اللہ کا ایک ایک نام ایک ایک کنجی ہے ۔ اس نام کے ذریعہ سب کچھ ہو رہا ہے ۔ اسمائے الہیہ کو کنجیاں کہا گیا ہے ۔ ان کے اثر سے سب چیزیں حاصل ہوتی ہیں ۔

"**عبد کامل کا مقام**" :۔ (اللہ اپنے مظہر اتم ، عبد کامل اور غوث زماں کی رضامندی کو اہمیت دیتا ہے) خواب میں دیکھا کہ لوگ پکار رہے ہیں ، "اللہ رحم کر اللہ رحم کر !!" میں بولا ارے ان تو بہت بڑا ہے ، راضی ہو گا ہی ۔ مجھے راضی کر لو ، میں چھوٹے دل کا ہوں ۔

یہ بجا کہ پر خطا ہوں مگر ہوں تو تیرا بندہ
تو اگر مجھے نبھالے تری بندہ پروری ہے

(حضرت قبلہ کو یہ شعر فرماتے سن کر راقم الحروف خوشی سے پھول گیا ۔ کیوں کہ آج درس میں حاضر ہوتے ہوئے راستہ بھر میں یہی گنگنا رہا تھا ۔) میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں "اللھم ارضانی وارض عنی" ۔ اللہ تو مجھے اپنے سے راضی کر لے اور تو مجھ سے راضی ہو جا ۔

(۱۲/ اکتوبر ۱۹۵۹ء ------ روز دوشنبہ ------)

"**موکل اور ذکر و شغل کی قوت**" :۔ شاہ رفیع الدینؒ کے چار موکل تھے -------- میں بھی "حزب البحر" کی زکواۃ دیا تو موکل آئے ، پوچھے ۔ کیوں بلائے ؟ بولا " کیوں آئے " ؟ ۔ تم طاقت ور ہو یا میں ؟ انسان سے بھی زیادہ کہیں تم طاقت ور ہو سکتے ہو ؟

موکل " جن " سے الگ ہیں ، جن سے بھی قوی ۔ جن کیا چیز ہیں ؟ ایک قسم کے فرشتے ہیں سمجھو ۔ ان میں نیک دید نہیں ہوتے ۔ ایک "موکل" دو سینگ بھی ہیں اسے اور ایک ، آدمی کے ویسا مگر چہرہ چراغ کے ویسا روشن ہے ۔ اس سے بولا " آؤ لڑو ! انسان بڑھ کر یا تم ؟ ہم "ایاک نعبد و ایاک نستعین" بولنے والے ، دوسروں سے

nned with CamScanner

کیسا کام لیتے، میں لونگا تو بلاواسطہ لونگا--------- "ایاک نعبد" میں جیسے شرکت نہیں ہے، ویسے ہی "نستعین" میں شرکت نہیں ہے --------- مجھے اس قدر یہ ہے کہ اپنی ذاتی قوت سے کام نہیں لونگا کچھ --------- جس طرح ورزش کرنے سے قوت حاصل ہوتی ہے، اسی طرح ذکر و شغل سے بھی قوت آتی ہے۔ میں اس سے کام نہیں لینا چاہتا۔

(۱۳/اکتوبر ۱۹۵۹ء--------- روز سہ شنبہ---------)

"**خارش کا علاج پچ سے**":۔ محمد حسین صاحب، الیاس برنی صاحب کے مرشد، ان کی پیٹھ سب خارش سے تڑخ گئی تھی۔ میں بولا "چاول کی پچ سے دھوؤ" چنانچہ سب کم ہو گئی۔

"**اللہ میاں کا ڈرامہ**":۔ میں جو اب تک سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ میاں ایک ڈرامہ کر رہے ہیں۔ ہمارا کام ہے واہ واہ کرنا --------- اللہ چار قسم کے آدمیوں کو (اس ڈرامہ کے لئے) پیدا کرتا۔(۱) ایک وہ کہ گناہ نہیں کرتا، معصوم و محفوظ ہے۔(۲) دوسرا وہ ہے کہ شقی ازلی۔ جیسے ابو جہل۔ اس سے نیکی ظاہر نہیں ہوتی (۳) تیسرے کی فطرت تائب کی ہوتی ہے۔ اول خراب کام کرے گا۔ آخر میں اس کی توبہ کرنے اور اپنے برے کاموں پر شرمندہ ہونے کی فطرت ظاہر ہو جائے گی۔(۴) چوتھا، مرتد ہے۔ اچھے کام کرتا، کرتا، آخر میں کفر کر کے تباہ ہو جاتا ہے۔

تمام عالم کی مناسبتوں پر مشتمل کام "تقدیر" ہے --------- اللہ میاں ایک ڈرامہ بنائے، دنیا۔ اس ڈرامہ میں سب ہونا، چور بھی، کوتوال بھی، قاتل بھی، مقتول بھی۔

"**خیر و شر**":۔ ایک بات سمجھنے کی ہے۔ ڈرامہ نویس کا چور کو پیدا کرنا برا نہیں، چور چوری کیا تو برا ہے۔ (چور کے پیدا کرنے کو) برا کہنے والا بے سمجھی سے بولتا ہے۔ تقدیر والا نہیں بولتا۔ فلسفی اسے بے سمجھی بولتا۔ فلسفی کہتا ہے کہ خیر ہی خیر ہے، شر

anned with CamScanner

ہے تمہارے دماغ میں ۔ خیر کو خیر سمجھ رہے ہیں بہ اعتبار افعال کے کرنے کے ، اور سب خیر ہے سمجھ رہے ہیں بہ اعتبار اعطائے وجود کے ------ "اچھا، برا" کون بولتا ؟ یہ نیچے والا بولتا ۔ اس تقدیر والے کی نظر اعطائے وجود پر ہے ۔ "اعطائے وجود" میں اور "خلق" میں فرق کرنا چاہئے ------- اچھے کام والے کو اچھا پیدا کرنا، برے کام کرنے والے کو برا پیدا کرنا اللہ کا کام ہے --------

تقدیر کا کھلنا بھی دو قسم کا ہوتا ۔ ایک تو یہ کہ "سمجھ گئے" دوسرے یہ کہ "احساس کرنا" -------- اپنے متعلق احساس تو ہو سکتا ہے کسی کو (تقدیر کا)، لیکن سب کے متعلق احساس تو اسی کو ہو سکتا ہے جو تمام دنیا میں سرایت کر گیا ہو (یعنی غوث وقت)

------ ۱۵/اکتوبر ۱۹۵۹ء --------- روز پنجشنبہ ------

"اللہ کے محبوب، غوث وقت اور عبد کامل کے تعلق سے صحیح عقیدہ"

---- لوگ غلطی کرتے ہیں ۔ یہ سمجھتے، "انہوں جو چاہے کر سکتے" ۔ ایسا غلط ہے ۔ مجھے معصوم سمجھنا بھی غلط ہے ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے ۔

میری بہت سی دعاؤں کو سنتا ہے ۔ لیکن وہ پابند و مجبور نہیں ۔ اس کی عنایت ہے کہ ہزاروں چیزوں کے واسطے دعا کیا تو قبول کیا، مگر نئیں قبول کرے تو کون بول سکتا ہے اسے ؟ ------ رسول اللہ سے بڑھ کر کون ہے ؟ وہ بھی فرماتے ہیں، **"لادری مایفعل بی ولابکم"** (میں نہیں جانتا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا اور میرے ساتھ کیا ہوگا ؟) (اللہ فرماتا ہے) **"قل فللہ الحجۃ البالغہ"** ۔ تم کہو اللہ کی

anned with CamScanner

جت ۔ اللہ کی تقدیر اللہ کے فضل سے ہے ۔جو کچھ کیا اچھا کیا "کلمۃ اللہ ھی العلیا ۔ "اللہ ہی کا بول بالا ہے ۔(یعنی اللہ کی بات ہی اوپر ہے)

" ماانا الا رجل من المسلمین " (میں کچھ نہیں بس مسلمانوں میں کا ایک آدمی ہوں) خدا پر کیا زبردستی ہے ؟جیسا چاہا کہلوایا اور جیسا چاہا کروایا ۔ نہ بولنا اختیار میں نہ کرنا ۔۔۔۔۔۔ میں اس واسطے دعا کرتا رہتا ہوں "اللہ! تو میرے سے خوش رہ اور مجھے راضی کر لے ۔"

"اللہ کی رضامندی" ۔لوگ سمجھتے ہیں "بس ہم مسلمان ہیں ہم کو فتح ہونا ۔" وکان حقاعلینانصر المومنین ۔ (اللہ فرماتا ہے کہ "ہم پر حق ہے مومنین کی مدد ") "مومن "ہونا ۔وہ بھی، مومن کس درجے کے ؟ کن حالات میں ؟۔۔۔۔۔۔ (اس کی طرف توجہ نہیں) بس ، اللہ کی مرضی کے خلاف کرو اور "ہم مسلمان ہیں ہم کو فتح ہونا ۔"

۔۔۔۔۔۱۹/ اکتوبر ۱۹۵۹ء۔۔۔۔۔۔روز جمعہ

"امامت اور شیعوں کے عقاید" ۔۔۔۔۔ (قال اللہ تعالی) قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین (البقرہ) (فرمایا اللہ نے کہ) اے ابراہیمؑ میں تجھے انسانوں کا امام بنانے والا ہوں ۔ (ابراہیمؑ نے کہا) اور میری اولاد میں سے ؟فرمایا میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچنے والا ہے) شیعہ ایسا بولتے "ظلم " بہ معنی معمولی اجتہادی غلطی بھی نہ ہو (یعنی اولاد ابراہیمؑ میں ظالموں کو امام نہ بنانے کا جو عہد اللہ نے بیان کیا ہے اس کے لیے) اور انبیا" اور دوسرے اماموں کو معصوم بولتے ۔ پھر یہ بولتے کہ یہ بارہ امام "صاحب امر" تھے ، اس لیے جو ان کو نہیں مانے وہ کافر ہے، سمجھتے ہیں ۔امام محمد ابن علی کو بھی اسی طرح سمجھتے ہیں (یعنی ان کو شیعہ "مومن" نہیں سمجھتے اور ان کو محمد ابن حنیفہ کہتے ہیں ماں کے نام سے)

anned with CamScanner

میں یہ لکھا کہ امام کے لیے یہ ضروری نہیں کہ حکومت بھی کرے -----
شیعہ یہ کہتے ہیں کہ امام حسن بھی چونکہ معاویہ کو حکومت دے دئے، اس لیے ان سے بھی غلطی ہوئی، وہ بھی معصوم نہیں رہے (ان پر بھی تسمیہ خوانی کے وقت تبرا کراتے ہیں) اب اس کے لیے یہ نکالنا پڑا ان کو کہ بارہ امام ہیں صرف - اس سے شیخین، (یعنی حضرت ابو بکر و عمر) حضرت علی کے زمانے میں خلافت سے خارج، اور دوسرے ائمہ اہل بیت بھی جو ان بارہ اماموں کے زمانے میں گزرے ہیں - پھر یہ بھی کافی نہیں - اس کے لیے "تقیہ" نکالنا پڑا تقیہ یعنی مصلحتاً جھوٹ بولنا) کہ حضرت علی ظاہر کچھ تھے، دل میں کچھ تھا (کیوں کہ ظاہر میں پہلے کے تینوں خلفائے راشدین کے ساتھ جو محبت و اخلاص اور طرف داری کا رویہ تھا اسے بناوٹ قرار دینا چاہتے ہیں یہ لوگ) اس طرح دوسرے گیارہ ائمہ بھی تھے س (یعنی تقیہ کرنے والے)

(ذراسی غلطی ہو تو انہیں "ظالم" کی تعریف میں لانا غلط ہے۔) حکم خداوندی کا کوئی خلاف نہیں کئے! "ترک اولیٰ" ہو سکتا ہے - اس کے لیے وہ معافی مانگتے ہیں۔ حالانکہ ان سے غلطی نہیں ہوئی ------- ایک غیر منصوص چیز (غیر قطعی حکم) ایک صاحب نے کی، حالانکہ منصوص نہیں تھی - منصوص کے خلاف وہ کبھی نہیں کئے ------ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ بات خدا کے منشا کے خلاف تھی - ایک چیز مبہم اور عام چھوڑی گئی تھی - اس عام نیں کی ایک صورت کو اختیار کئے، تو یہ منصوص کا خلاف نہیں تھا---- مگر (کبھی اللہ میاں ایسا بھی کرتے کہ) "تیرے کو ہر بات بولنا؟ ہر بات بولنا! کب تک بے وقوف بنے گا؟" - اس طرح معمولی بات پر بھی اللہ بڑے لوگوں کی سرزنش کرتا ہے - اور بعد میں معلوم ہوا کہ انہوں نے "ترک اولیٰ" کیا ہے (یعنی سب سے اچھی صورت چھوڑ دی ہے) یہ منصوص کا خلاف نہیں - چونکہ حکم خدا کا خلاف نہیں کئے، اس لیے یہ غلطی نہیں - زلت یا لغزش کہیں گے -

"بھنورے" یعنی اسماعیلیہ فرقے کے لوگ (یہ شیعہ لوگوں کا ایک فرقہ ہے)

nned with CamScanner

اپنے امام اسماعیل کو (نعوذ باللہ) سرکارؐ سے بھی افضل سمجھتے ہیں۔ دلیل یہ کہ "ارتقاء" ہوا ہے اور یہ امام ان سے بڑھ گئے ہیں۔ لیکن اب اس کے بعد سب ان کے، امام اسماعیل کے تابع اور مقلد (اب وہ نام نہاد ارتقاء کیوں رک گیا؟)

----۱۷/اکتوبر ۱۹۵۹ء----روز شنبہ----

"**سب انبیاء کا عقیدہ ایک ہے**":---عقیدہ تو سب کا ایک ہے مگر احکام میں فرق ہے، جو اس زمانے کی ضرورت کے مطابق دئے گئے تھے۔ (حدیث شریف) "تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں۔مائیں ان کی الگ اور دین ایک ہے"۔

"**مرشد کو محسوس کرنا**":--ایک علم خیالی ہے "ایک علم احساسی"---- ہم اپنے مرشد کو محسوس کئے ہیں----ایک وقت دیکھا، کپڑے میرے میلے تھے۔ آگ دیکھا--بولے "کودوا" میں "(حضرت کے مرشد خواجہ میاں قبلہ بولے) میں بولا "آپ کودو تو میں بھی کود تاہوں۔انہوں کودے تو میں بھی کودا۔آگ میں اپنے جسم کے کپڑوں کو ملنے لگا۔میل سب دھل گیا جیسا ہوگیا۔

نود، اکیانو (۹۰ تا ۹۱) برس ہوگئے، ان کو نہیں چھوڑتا (مرشد کو) کیوں نہیں چھوڑتے؟ اس واسطے کہ پھنس گئے تو کون نکالتا؟

"**وقف**":-وقف بولتے کس کو؟ اس سے صرف خدا فائدہ اٹھا سکتا ہے (یعنی وقف للہ) اس کی ملکیت خدا کے لیے ہے۔اس کوئی کوی بیچ نہیں سکتا، کیوں کہ اللہ کی ملکیت بک نہیں سکتی۔اب اس میں دو صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ وقف ہی کی جگہ اور عمارت بھی ہو۔دوسرے یہ کہ وقف کی جگہ کوئی کرائے سے لے کر عمارت بنائے۔ تو اب اصول یہ ہے کہ "کوئی اپنے اقتدار سے بڑھ کر اقتدار دوسرے کو نہیں دے سکتا"------ایک صاحب بولتے "ہم یہ زمین (وقف کی) بیچ کر اچھی زمین لیتے" -----متولی چاہے تو ایسا نہیں کر سکتا لیکن بادشاہ یا حکومت چاہے تو کر سکتی ہے (مسلم حکومت)

anned with CamScanner

"**میعاد سماعت**":۔۔(میعاد سماعت سے مراد وہ مدت اور مہلت ہے جو کسی مابہ النزاع مسئلہ کی قانونی چارہ جوئی کے لیے دی جاتی ہے)
"میعاد سماعت" کیوں؟ بعض چیزیں ایسی ہیں جو تلف ہو جاتی ہیں ۔جو چیزیں تلف نہیں ہوتیں ۔جیسے زمین وغیرہ ۔ان کی میعاد (۱۰۰) سو برس ہو سکتی ہے ۔ تو میعاد سماعت کے معنی یہ ہیں کہ جو فیصلے جھٹ پٹ ہو سکتے ہیں " ہم ان کی طرف متوجہ ہوں ۔اور جو ایسے مقدمات ہیں جن کو ایک زمانے تک ملتوی کیا جا سکتا ہے انہیں بعد سنیں۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ میعاد سماعت کے معنی "چونکہ بہت دن کا ہے ہم نہیں سنتے" یہ ہیں نہیں! بلکہ کم میعاد والے مقدمات کو ممیز پا کر پہلے ان کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ (-------)(مطلب یہ کہ لوگ میعاد سماعت کا مقصد سماعت کے حق کو محدود کرنا اور پابند کرنا سمجھتے ہیں کہ میعاد گزر گئی اب مقدمہ ناقابل سماعت ہو گیا ۔لیکن ایسا نہیں ہے ۔اصل مقصد یہ ہے کہ جن پر دیر سے فیصلہ ہونے سے خرابی نہیں آتی ایسے معاملات کی میعاد سماعت دیر تک رکھی جائے تاکہ دیر تک قابل سماعت مقدمات کو ملتوی رکھ کر پہلے کم میعاد والے اور جلدی فیصلے کی ضرورت والے مقدمات سے نمٹا جائے (---------)

"**مسلمان ہونے کے لیے" "محمد رسول الله" " کہنا ضروری ہے" محمد رسول الله**" میں الله ہے------) پوچھا گیا کہ "**من قال لاالہ الا الله دخل الجنته" (یعنی جس نے لاالہ الا الله کہا جنت میں داخل ہوا)** میں اور اس میں کہ جب تک کوئی "**محمد رسول الله**" نہ کہے مسلمان نہیں ہوتا" کیا تطبیق ہے؟ تو فرمایا) کریما پڑھے کبھی؟" (اس میں اشارہ ایک فارسی کتاب کا ہے جس میں سب سے پہلے مناجات کے اشعار ہیں کہ "کریما بہ بخشائے برحال ما------- کہ ہستند اسیر کمند ہوا" ۔اور اس مناسب سے کتاب پر نام

nned with CamScanner

ہی جلی حروف میں "کریما" لکھا جاتا ہے۔ تو اس طرح "کریما" کہہ دینے سے اس مناجات کے سارے اشعار بھی مراد ہوتے ہیں بلکہ وہ مکمل کتاب مراد ہوتی ہے۔ جس طرح "کریما" کا ایک لفظ ساری کتاب کا علامتی نام ہو گیا ہے۔ اسی طرح "لاالہ الاالله" علامتی نام ہے مکمل کلمہ طیبہ کا)

"**وحی اور الہام**":۔ "وحی" کے معنی اشارہ کے ہیں۔ پیغمبر کا خواب بھی وحی تھا ------ یہ بات یاد رکھو! ہر انسان کے پاس اللہ کے پاس سے "وارد" (یعنی وارد ہونے، نازل ہونے والی ہدایت، اشارہ) آتا ہے۔ مورکھ ناداں اسے ضایع کر دیتا ہے یہ "خیال" ہے بول کے اس کی طرف توجہ نہیں کرتا ------ خیال بھی اوپر سے آئے تو وہ "الہام" ہے۔

پیغمبروں میں اور اولیا، میں فرق یہ ہے کہ پیغمبروں کا نفس ساکن رہتا، کیوں کہ انہیں دوسروں کے لیے حجت بنانا ہے۔ (وحی کی تین صورتیں) پہلی صورت، "میں بول رہا ہوں" بولکے نہیں رہتا۔ اللہ ہی بول رہا ہے" سننے کا سوال ہی نہیں۔ (یعنی سننے اور بولنے کے دو مرحلوں کے بجائے زبان سے اللہ کا کلام جاری ہو جاتا ہے اور "میں بول رہا ہوں" کے احساس کے بجائے "اللہ ہی بول رہا ہے" کا احساس رہتا ہے) ---دوسری صورت "اللہ بول رہا ہے، میں سن رہا ہوں" ---- اور تیسری صورت جبرئیل آتے۔) جو اللہ کا کلام سنا کر جاتے) --------

یہ تینوں صورتیں ان کے وارث کو بھی ملتی ہیں۔ (۱) اللہ ہی بول رہا ہے یہ محسوس کرتے۔ (یعنی اپنی زبان سے جو کلام جاری ہو رہا ہے اسے اپنا بولنا محسوس نہیں کرتے ----) (۲) الہام ہوتا اور خود سننے والے رہتے ہیں۔ (۳) جبرئیل کے بجائے ان کے پاس ان کے مرشد یا اور کوئی مثالی شکل آتی ہے۔

"**بیوی کی محبت بھی غیر کی محبت ہو جاتی ہے**":۔--- ایک سے ایک اچھی بیوی (حضرت قبلہ نے پہلی زوجہ کے انتقال پر دوسری، دوسری کے گزر،

nned with CamScanner

جانے پر تیسری اور تیسری کی وفات کے بعد چوتھی شادی کی اور یہ چوتھی آپ کے وصال کے بعد بھی ایک عرصہ تک بعید حیات تھیں ۔) ذرا کسی کو زیادہ چاہتے ہی بس لے لیے ------ "لحی! تم میرے کو چاہنے کو ہیں ۔" (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)

------ (۲۱/ اکتوبر ۱۹۵۹، چہار شنبہ ------

"شیخ جی حالی" ۔ (یہ ابو لعلائی بزرگ ہیں ۔ پتھر گٹی کے پیچھے کی گلی میں ان کا مزار ہے ۔ یہ بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے اور حضرت قبلہ کے دادا کے حقیقی ماموں تھے حضرت نے شیخ جی حالی کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت کے پردادا شیخ جی حالی کے بہنوی تھے ۔ حضرت کے دادا افضل اللہ صاحب اور ان کے بڑے بھائی دونوں آکر اپنے ماموں شیخ جی حالی کے پیروں سے کنکریاں نکالنے لگتے ۔ وجنگل میں چلنے سے چبھ گئے ہوتے ۔ شیخ جی کھڑے ہوئے ہوتے کہ ایک بھائی آکر ان کا دایاں پیر ہاتھوں میں اٹھالیتے تو وہ ایک پیر پر کھڑے رہتے ۔ اتنے میں دوسرے بھائی آکر دوسرا پاؤں بھی ہاتھوں پر اٹھالیتے اور شیخ کے دونوں پیر ہوا میں معلق رہتے ۔ شیخ جی کی یہ کرامت بچوں کے لیے ایک معمول کی بات ہو گئی تھی ۔)

ہماری بڑی دادی ماں (یعنی دادا افضل اللہ صاحب کی والدہ اور شیخ جی کی بہن) ان کی جوتیوں پر بڑے بڑے سانچے موتی لگے رہتے تھے (اس شان و شوکت کے باوجود) مگر وہ اپنے شوہر کے واسطے خود پکانے بیٹھتے ------ "ارے آج اچھا سالن پکائیں ہیں، بھائی نئیں آئے" ------ "آگیا ناماں!" یعنی شیخ جی آموجود ہوتے ۔

"خدا اور خدائی" : ۔ ۔ (ایک خاص کیفیت میں فرمایا) ارے خدا میرا، خدائی میری ------ کیا مجھے!

"خواجہ میاں کا خاص نام" : ۔ ۔ ایک ان کا نام ہے، بچوں کو معلوم نہیں، بھائیوں کو معلوم نہیں میرے کو معلوم ہے ۔ اور اتنا زور ہے، کچھ نہ پوچھو (حضرت قبلہ کے مرشد خواجہ سید محمد صدیق محبوب اللہ کا نام، جو اللہ کے پاس سے عطا ہوا ہے

anned with CamScanner

اس کے بارے میں فرمایا۔ میرے علم اور سجادہ نشین حضرت حسین شجاع الدین صاحب قبلہ کی تصدیق کے مطابق یہ نام "سرکار مختار" ہے)

------۲۲/اکتوبر ۱۹۵۹ء-------پنجشنبہ--------

"خیال خواب اور کشف" :۔۔ میں کہتا ہوں کہ کشف صحیح بھی رویائے صادقہ میں داخل ہے۔ خیال، خواب اور کشف، یہ تینوں ایک ہی خاندان کے ہیں۔ "خیال" میں آدمی سمجھتا ہے۔ "میں بالکل آزاد ہوں، جب چاہوں خیال کروں، جب چاہوں خیال کو ہٹادوں۔" اور "کشف" میں کچھ ہشیاری رہتی کچھ بے ہوشی اور "خواب" میں بالکل بے ہوشی رہتی۔ پھر ان تینوں کی کئی قسمیں ہیں------ایک "خیال" خدا کے پاس سے آتا، اس کو "الہام" بولتے۔ ایک "خواب اللہ کی طرف سے پڑتا اسے "رویائے صادقہ" بولتے۔ ایک کشف "اچھے لوگوں کو ہوتا، اسے چاہے خیال بولو چاہے نیم خواب۔ مابین النوم والیقظتہ" بولتے------ خیال والا اپنے دل سے تکے لگاتا۔ اسی طرح کشف والا بھی اس میں تکے لگاتا۔ اسی طرح خواب میں بھی ہوتا۔ ایک تیسری صورت یہ ہے کہ "یہ خیال، یا خواب، یا کشف، اپنے دل میں سے اٹھا ہے۔ اوپر سے نہیں آیا۔ چاہے نیم بے ہوشی ہو چاہے پوری۔

ایک آدمی کو صفرا تھا، وہ خواب میں دیکھا کہ گھر میں آگ لگی ہے۔ یہ اس کے جسم سے ہے، اس کے جوش صفرا کی مثال ہے (یہ آگ) بالکل جھوٹ، اضغاث احلام بھی نہیں ہے (کیوں کہ صفرا اس خواب کا منشا ہے) بیماری کی حالت کی تشبیہ ہے۔ خواب میں بھی ہوتا یہ، کشف میں بھی ہوتا۔ خیال، ظاہر ہے (یعنی اس میں تو بدرجہ اولی ہوگا) میں کہتا ہوں، خواب میں جیسا اضغاث احلام ہوتے ہیں، کشف میں بھی ویسا ہوتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ خواب میں پوری بے ہوشی (بے اختیاری) رہتی، اور کشف میں نیم بے ہوشی۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اضغاث احلام کشف میں نہیں رہتے، حالانکہ اس میں بھی رہتے (یہ بہت ہی عالمانہ، ماہرانہ اور مستند بات ہے۔ ورنہ کشف

anned with CamScanner

میں جو دیکھا اسے لوگ من و عن قابل لمان سمجھتے ہیں ۔)

ہر شخص پر اس کی زندگی میں اللہ کے پاس سے کچھ نہ کچھ آتا (یعنی خیال یح اور الہام) مگر ناداں نہ سمجھ کر اسے کھو دیتا اور سمجھدار فائدہ اٹھاتا ہے ۔

--- --- ۲۴/اکتوبر ۱۹۵۹ء --- --- روز شنبہ --- ---

"**محبت اہل بیت کی**" :۔۔ سب سے زیادہ تکلیف زندگی میں مجھے پہنچی اس واقعہ سے (حبیب بھائی نے جو واقف حال تھے اس اشارے کو سمجھ لیا اور حاضرین کو مختصر الفاظ میں اس سے واقف کرایا کہ حضرت قبلہ کی ایک صاحبزادی کو ایک سادات داماد نے خوب ستایا۔ مرا، پیٹا، یہاں تک کہ ایک بار ذبح کر ڈالنے بیٹھے ۔ پھر طلاق دیدی حضرت نے اسی واقعہ کے بارے میں فرمایا) ان کی ماں پہنچے (صاحبزادی کی ماں یعنی حضرت کے محل میں) ۔ اس وقت اپنے کانوں سے طلاق کا لفظ سن کر انہوں بولے "اب میں تم کو اپنی قوت سے حکم دیتی ہوں کہ میرے ساتھ چلو" ۔ اس سے پہلے بھی مرجانے تیار تھی مگر آنا نہیں چاہتی تھی (شوہر کا گھر چھوڑ کر) ۔۔۔۔ اتنا سب ہوا ۔ لیکن میں پوچھتا حبیب! "میرے منھ سے تو کچھ نہیں نکلا؟" (یعنی غصہ میں صبر کا دامن چھوٹ کر کچھ کہا تو نہیں؟) ۔۔۔۔۔

--- --- (۲۶/اکتوبر ۱۹۵۹ء --- --- روز شنبہ --- ---

"**ایک فتنہ**" :۔ ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ "کون سے بھی پیغمبر کی پیروی کرو، بس ہے" (یعنی نجات کے لیے کافی ہے ۔ یہ ذہنیت "وحدت ادیان" کی اصطلاح میں گمراہی پھیلا رہی ہے) ۔ یہ لوگ بولے کہ آیت کے لحاظ سے مسلمان، یہود و نصاری اور صابئین کوئی ہو، جو لمان لائیں اور عمل صالح کریں ان کو فلاح ہے ۔ (آیت یہ ہے **ان الذین امنوا والذین مادوا والنصری والصبئین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون** (البقرہ ۲) ۔ "بے شک جو لوگ لمان لائے اور جو یہودی ہیں اور

nned with CamScanner

عیسائی اور صابئین جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائیں اور عمل صالح کریں ان کے لیے ان کے پرودگار کے پاس ان کا اجر و ثواب ہے اور انہیں نہ کسی قسم کا خوف ہے نہ وہ غم کریں گے نہ پچھتائیں گے۔) میں بولا کہ الذین امنوا سے مراد منافق ہیں یعنی جو بہ ظاہر ایمان لائے ہوں "من امن بالله واليوم الاخر" کی شرط ہی بتارہی ہے کہ پہلے چاہے وہ کچھ رہے ہوں۔اب اسلام میں داخل ہوں اور مومن بن جائیں اور اس کے مناسب عمل کریں تو پھر ثواب بھی ہے اور بے خوفی واطمینان بھی اللہ اور آخرت پر ایمان کی شرط "ان الذين امنوا" کے لئے کیوں بیان کی جاتی؟ اس سے ثابت ہوا کہ اس کا اشارہ منافقین کی طرف ہے)

(-----۲۷/۱ اکتوبر ۱۹۵۹-------روز شنبہ-----)

"**ندیم، رفیق اور مرشد**":۔ایک جگہ رہنے والے "ندیم" ہوتے ہیں۔سفر میں "رفیق" ہوتا ہے۔ریل کے ڈبے میں مختلف آدمی بیٹھے ہیں۔کیا وہ سب رفیق ہیں؟ نہیں، "رفیق" مدد دیتا ہے۔"رفیق" وہ ہے جو ہم سفر کو مدد دے----- اس واسطے ہمارے مرشد (رفیق طریقت)-----) ہمارے پیشوا، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نگرانی کرتے رہتے ہیں۔(راہ ہدایت میں) جو جو ضرورت ہوتی ہے اسے مہیا کرتے رہتے ہیں۔

"**اللہ کی عظمت علم ہئیت سے**":۔علم ہئیت پڑھنے سے مجھے اللہ کی عظمت کا تصور آتا ہے----- میں ہمیشہ بولتا ہوں، "تم حیدر آباد میں کتنے؟ (یعنی سارے حیدر آباد میں ایک آدمی کتنا چھوٹا اور حقیر ہے۔) حیدر آباد ہندوستان میں کتنا! ہندوستان روئے زمین پر کتنا! ممین آفتاب کے سامنے کتنی! اور یہ آفتاب کروڑہا آفتابوں کے سامنے کتنا!---------- خیال تو بہت دور تک دوڑ سکتا ہے نا۔! مگر خیال بھی کائنات کا احاطہ نہیں کر سکتا-------- یہ خیال ہمیشہ میرے سامنے رہتا۔

anned with CamScanner

۲۹/اکتوبر ۱۹۵۹ء ---------- روز پنجشنبہ

"شانِ نزول" :- شان نزول میں یہ بات سمجھنے کی ہے کہ ایک آیت اتری تو ایک وقت یعنی ایک مخصوص وقت) لیکن وہ اسی کے لیے مختص نہیں ---اس سے ہشیار رہنا۔ "نزلت فی کذا" (اس بارے میں نازل ہوئی) اس کے معنی یہ نہیں کہ اسی واقعہ کے لیے اتری۔ بلکہ اس کے مصداق اور جو بھی ہو، اس کے لیے بھی ہے ------ یہ بات یادرکھو ۔ ایک آیت ایک وقت اترتی ہے اور اس کے مصداق بہت سے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اسی کے بارے میں اتری ایسا نہیں۔

"حضرات ابوبکرو عمر کی محبت نجات کے لیے ضروری" :------ آدمی کو اس وقت تک نجات نہیں ہوسکتی جب تک کلمہ لاالہ الااللہ نہ کہے اسی طرح کسی کو اس وقت تک نجات نہیں ہو سکتی جب تک کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کو نہ چاہے۔ (حدیث ۲ الدین ۵۴ انی لارجو لامتی یحب الی بکر و عمر کما ارجو لھم بقول لاالہ الااللہ (الدیلمی عن انسؓ۔ کنز ج ص ۱۴۲)

۳۰/اکتوبر ۱۹۹۷ء ---------- روز جمعہ ----------

"حضرت علی برحق" :- حضرت علی سے عرض کیا کہ میں آپ کے زمانے میں ہوتا تو آپ کے ساتھ ہو کر معاویہ سے لڑتا۔ جیسا کہ میرے دادا آپ کا ساتھ دئے تھے (محمد ابن ابی بکرؓ) اگر معاویہ میرے سامنے آتے تو ان کو کاٹ کے پھینک دیتا ----- لیکن میں اس زمانے میں ہوں اس لیے ان کو بھی برا نہیں ہو سکتا۔ انہوں صحابی ہیں، میں صحابی نہیں۔ میں ان کے وقت ہوتا تو تابعی ہوتا۔ آپ کے ساتھ لڑتا جیسا کہ میرے دادا کئے تھے۔ حضرت علی راضی ہوگئے مجھ سے --- یہ میرا مذہب ہے

"حضرت معاویہ" :- مگر ایک بات ہے جیب!ان کی محبت نہیں ہے میرے کو صحابیت کی وجہ سے تعظیم ہے۔ ان کی قبر دیکھا، ایک گلی میں قبر ہے (حضرت معاویہ

nned with CamScanner

کی)-----بان کو بھی دیکھا میں صورت شکل کے اچھے ہی ہیں---- میں بڑی مشکل کے ساتھ "حضرت ابوذرؓ رضی اللہ عنہ" بولتاہوں معاویہ کے ساتھ۔

"ایک عمدہ دعا":------ایک دعااور پڑھتاہوں میں---- **یااحد من لااحدله ویاسند من لاسندله انقطع الرجاء الامنک وخابت الامال الافیک، نجنی مما نحن فیه واعنی علی ما اناعلیه بجاۃ وجهک الکریمه وبحق محمد علیک**۔آمین(تیری صورت کاصدقہ اور تجھ پر محمدؐ کا جو حق ہے اس میں سے۔)-----)

---(۳نومبر ۱۹۵۹ء----روز سہ شنبہ----یکم جمادی الاول ۱۳۷۹ھ)---

"رحیم پاشاہ حضرت":----رحیم صاحب سب میں زیادہ اہم ہیں میرے پاس (یعنی حضرت قبلہ کے بڑے صاحبزادے حضرت عبدالرحیم صدیقی حیرت جو درس میں حضرت کے تخت کے بالکل سامنے نیچے حبیب علی صاحب کے دائیں بازو تشریف رکھا کرتے تھے۔ حضرت کے اس فرمانے پر پاشاہ نے دبی آواز میں عرض کیا "آپ نہ کرینگے تو کون خیال کرینگے؟" ٹھیک طور پر سنائی نہ دینے سے حضرت نے حبیب بھائی کی طرف سوالیہ نظر ڈالی۔حبیب بھائی نے فوراً عرض کیا۔"جی پاشاہ فرمارہے ہیں آپ نہ کریں گے تو کون خیال کریں گے؟" یہ سن کر فرمایا) لی! کررہاہوں نا!ان کو اپنی جگہ بٹھاؤں گا۔

"مناولہ":-----ایک طریقہ مناولہ کاہے۔اس میں کیاہوتا!اپنی درست کی ہوئی کتاب شاگرد کو دیتے کہ تم اس میں سے درست کرلے کر روایت کرو (احادیث کی) یہ بھی پڑھنے اور سننے(قرات سماعت) کے برابر ہے---- مناولہ کا ماخذ کیا ہے؟رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا فرماں دحیہ کلبی کے ذریعہ ہرقل کے پاس بھیجے۔دحیہ کلبی کے ذریعہ معلوم ہوا کہ یہ خط کہاں کاہے؟سرکارؐ نے ان کو دیا کہ پہنچاؤ۔یہ "مناولہ" کاماخذ ہے۔نول کے معنی دینا، عطا، سخاوت----ادر کا سا

وناولها ا (الایا ایھاالساقی ادرکاسا وناولھا ۔ کہ عشق آساں ــــــــــ مشکلہا حافظ شیرازی ۔)

"سرکا مسح" :۔ــــــ امام شافعی قران کے معنی کو اہمیت دیتے کہ "سرکا مسح" تو بس سر چھودیں تو ہو گیا۔امام اعظم فرماتے کہ سرکارؐ ہمیشہ شملہ ذرا ہٹاتے ہوئے مسح کرتے ، کبھی اس کا خلاف نہیں کئے ۔اس لیے ناصیہ کا مسح کافی ہے ۔امام مالک فرماتے کہ سرکارؐ ناصیہ پر مسح کرتے ہوئے ہاتھ پگڑی پر پھیرتے ۔پگڑی تابع ہے سر کی،اس لیے پورے سر کا مسح چاہیے "سر" بولے تو خالی،ذرا سے حصہ کو نہیں کہتے۔

---(۱۰ نومبر ۱۹۵۹ء---روز سہ شنبہ-----۸ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ)---

"نسخ" :۔ــــــ اول کے زمانے میں نسخ کے معنی ، کوئی بھی چیز تعین کے ساتھ رہنا نسخ ہے (یعنی جب خاص حالات ہوں تو "نافذ" ورنہ نہیں) آج کل کے معنی یہ ہیں کہ ناقابل عمل ہو جاتا ــــــــــ میں کہتا ہوں ، ابتدائی کلام پہلا حکم) تمہید کے ساتھ تھا ، بعد کا قطعی ــــــ ایک اور بات بھی ہے ۔میں کہتا ہوں مکہ کی آیتیں ، مدینہ کی آیتوں سے منسوخ نہیں ہوئیں ، بلکہ اس زمانے کے لحاظ سے تھے ۔اگر زمانہ پھر آئے ویسا تو وہ آیات (یعنی مکی آیات) قابل عمل رہیں گی ــــــ "فاقتلوهم حيث وجدتموهم" ہر جگہ کے واسطے نہیں ، حیدر آباد کے واسطے نہیں ، مدینہ کے واسطے ہے ــــــ اس آیت کو لوگ یہاں قبول نہیں کریں گے ۔ کیوں کہ "الفتنة اشد من القتل" بھی تو ہے ۔فتنہ کے معنی بدامنی ہیں ۔

---(۱۲/ نومبر ۱۹۵۹ء---روز دوشنبہ---۱۲/ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ)

"مشکوۃ شریف کا درس" --- جن کے پاس ترجمہ کی کتاب ہے وہ ترجمہ دیکھتے بھی جائیں ۔(الدین کا درس روک دیا گیا اور ۴/ نومبر ۱۹۵۹ سے مشکوۃ کا درس شروع کیا گیا۔

"وضو کا ٹوٹنا" :۔اصل بات یہ ہے کہ "وضو" ہاتھ دھونے کو بھی بولتے ــــــ

nned with CamScanner

وضو کے دو معنی لے لیے تو تطبیق ہوجاتی ۔اسی طرح "ذکر" کو ہاتھ لگانے میں دوصورتیں ہیں ۔ایک یہ کہ "مذی نکلے، تو وضو چلاجاتا۔اور ایک یہ کہ مذی نہ نکلے تو نہیں جاتا--------- اسی طرح شہوت کے ساتھ ہاتھ لگانا (عورت کو) مذی نکلنے کا قایم مقام ہے ۔(یعنی جس طرح مذی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح شہوت کے ساتھ عورت کو ہاتھ لگانے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے) اور اگر جاتے جاتے ہاتھ لگائے یا بوسہ لے (بلاشہوت) تو یہ اس تعریف میں نہیں ۔(یعنی وضو نہیں ٹوٹے گا)

(۱۷/ نومبر ۱۹۵۹ء--- روز یہ شنبہ --- ۱۵/ جمادی لاول ۱۳۷۹ھ)

"**قبلہ کو منھ اور پیٹھ کرنا**" :۔(یعنی رفع حاجت وغیرہ کے وقت) قبلہ کی طرف منھ بھی مت کرو، بیٹھ بھی مت کرو، بولے تو یہاں حیدرآباد میں نہیں ہوتا --------- "قبلہ کو منھ بھی نہیں کرنا پیٹھ بھی نہیں کرنا" ہے اور ایک جگہ ہے کہ سرکارؐ کئے ۔تطبیق یہ ہے کہ کھلے میدان کا حکم الگ ہے اور مکان کا الگ ۔(یعنی بند مقام اور حمام)

--- (۲۸/ نومبر ۱۹۵۹ء---- روز شنبہ ----- ۲۶/ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ)

"**شارحین فصوص الحکم**" :۔۔مولوی جامی صاحب میں اور میرے میں ایک فرق ہے ۔انہوں کیا کرتے ،آیت قرآنی کی تاویل کرتے، میں شیخ کے کلام کی تاویل کرتا ہوں (جامی صاحب نے فصوالحکم کا ترجمہ فارسی میں کیا ہے اور حضرت قبلہ نے اردو میں لاجواب ترجمہ و تشریح اور تبصرہ فرمایا ہے)۔

جامی صاحب اور یہ سب لوگ ڈرتے ہیں شیخ سے ۔میں نہیں ڈرتا ۔میں شیخ سے اس طرح ڈرتا ہوں کہ ان کے معنی کرنے میں غلط بات نہ آجائے (یعنی کہیں ترجمہ کرنے کا حق صحیح طور پر ادا نہ ہو اور غلط ترجمانی ہو، اس سے ڈرتے ہیں)

--- (یکم دسمبر ۱۹۵۹ء----- روز سہ شنبہ ---- ۲۹/ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ) ۔

"**انسان کامل**" :۔انسان کامل بولے تو ،انسان کے قوی ہیں ،سماعت ،بصارت

nned with CamScanner

وغیرہ ۔ اللہ میں بھی سب باتیں ہیں ۔" اللہ " انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا " ۔ اس واسطے انسان خدا کے ویسا ہے ۔ اس لیے بعض کہتے ہیں کہ خدا " انسان کامل ہے " ----- اللہ کلی نہیں (کلی ، جزئیات پر مشتمل ہوتا ہے ۔ مگر وجود حقیقی تو ناقابل تجزی ہے) اللہ جزئی حقیقی ہے ۔ اللہ کو " کل " کیوں سمجھے ؟ ---- " انسان مخلوق ہے " بولے تو کون سا انسان ؟ یہ دنیا کا -----

ساری خرابی اس واسطے ہوئی کہ اپنے کو دیکھ کر خدا پرنگار ہے ہیں (حکم) ہم ایسے نالایق ہیں ۔ اب اللہ انسان کو اپنی صورت پر بنایا بولے تو اب کیا بولتے ! اپنی صورت پر بولے تو آنکھ ، ناک ، صفات -------- تمام دنیا بولتی ، انسان عالم صغیر " ہے ۔ اس میں بھی وہ سب باتیں ہیں جو تمام عالم میں ہیں ۔ دوسری پارٹی (یعنی دوسرا مکتب) کے لوگ بولتے ہیں ، " عالم کے اندر اللہ کہاں ہے ؟ انسان کے اندر اللہ ہے ۔ " انسان عالم کبیر ہے " ۔ یہ دنیا جب بولتے وہ " انسان صغیر " ہے ۔ " انسان " حیقی معنوں میں ہو تو اس میں اللہ بھی رہتا ہے ۔ صرف آنکھ ناک تو بندر کو بھی ہوتے ہیں " انسان کامل مخلوق نہیں ۔ کیا خدا مخلوق ہے ؟ (ایک نقطۂ نظر ہے) یہ بھی ایک محاورہ ہے کہ انسانوں میں سب سے بہتر کو " انسان کامل کہتے ہیں ۔ پھر بعض لوگوں کے پاس انسانیت کے بھی درجات ہیں ۔ انسان کامل تو ہمارے پاس رسول اللہ ہیں " عین الاعیان " ۔ اس معنی کر کے ہم دوسروں کو انسان کامل نہیں بولتے (یعنی اس مفہوم سے ہٹ کر بول سکتے ہیں)

" اللہ ہی اللہ ہے " :۔ میں ہمیشہ یہ بات بولتا ہوں ، حقوق ادا کرنے کے وقت میں یہ غیریت کا خیال لاؤ ۔ جہاں حقوق ادا کرنے کا وقت نہیں ، اللہ ہی اللہ ہے " (یعنی دوسرے کا وجود کہاں ؟) ہم ہی ہم ۔ " یا تو " اللہ ہی اللہ ہے " (بولو) یا " تو ہم ہی ہم " ----- مگر " ہم ہی ہم " بولنے میں ذرا کھٹ کھلا ہے ۔ " اللہ ہی اللہ ہے " بولنا سہل ہے ۔

Scanned with CamScanner

"خدائی کا دعویٰ":۔ تم کو کھل کے رکھتے ہیں ہم (یعنی مختلف تکالیف اور درد میں مبتلا) کھلا چھوڑے تو "خدائی کا دعویٰ" کرتے ۔ (خدائی کے دعوی سے مراد یہ نہیں کہ "میں خدا ہوں" بلکہ "میں ہوں ہی نہیں بس اللہ ہے" ۔ اس طرح اپنی قطعی نفی کر دینے کے بعد "بندگی" کہاں رہتی ہے ۔ صرف اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے ۔ تکلیف پہنچانے پر اپنے تعین اپنے ہونے اور اپنی بندگی کا احساس کرنا پڑتا ہے ۔ یہ مطلب ہے) ------ دھپہ آ کے پڑنے تک اتنی دیر تو بول لینگے (یعنی میں ہوں ہی نہیں، اللہ ہی اللہ ہے)

--(۱۲/ ڈسمبر ۱۹۵۹ء ------ روز شنبہ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۷۹)

"مجبور نہ رہنے اور کسی سے شکایت نہ رہنے کا نسخہ":۔ "امید" کسی سے مجبور بنا دیتی ہے ------ سب کا حق مجھ پر ہے، میرا حق کسی پر نہیں ۔ (یہ سمجھ کر رہو تو کسی سے مجبوری رہتی ہے نہ شکایت)

"حضرت کی شاعری":۔ میں پورا شاعر ہوں --- مرثیہ بھی لکھا قصیدہ بھی لکھا (یعنی غزل نظم، مثنوی، رباعی ٹھمری وغیرہ کے علاوہ) ۔ تصوف کے اشعار بھی لکھا ہوں؛ ایک بحر، ایک ہی قافیہ میں ۔۔۔ مگر لوگ مجھے شاعر نہیں بولتے ------ مگر میرے علم میں شاعری دب گئی ہے ۔ (پروفیسر قتیل صاحب نے عرض کیا آپ کی فقیری میں علم دب گیا ہے اور علم میں شاعری دب گئی ہے ۔)

"ادب اور منطق":۔ میرے پاس دو قوتیں اچھی ہیں ۔ ایک ادب کی قوت، ایک منطق کی قوت ---- یہ دونوں قوتوں سے میں اچھی طرح بول اور سمجھ سکتا ہوں ۔

"پہلوانی اور سپہ گری":۔ شہاب الدین پہلوان، وہ ہزاروں روپے لیکر لڑتا ہے --- میں ایسا بیٹھا تھا (یعنی تحت پر) ۔ اس کو بلایا اور گردن پر ہاتھ رکھا (ہاتھ رکھتے ہی کمر سے جھک کر قریب آگیا ۔ ایسا لگا جیسے بجلی کا شاک لگا ہو) ہم اب تک کشتی

anned with CamScanner

لڑے مگر گردن پر ہاتھ رکھنا نہیں ایا۔۔۔(جاکر دوسروں سے بولا) میں ایک مولوی صاحب کو دیکھا۔واہ،واہ۔ہم پہلوان ان کے سامنے ہیچ ہیں۔۔۔۔۔۔ ایک پہلوان تھا رکاب گنج میں مولیٰ بخش (آزادی ہند کے پہلے حضرت رکاب گنج ہی میں قیام فرماتھے) آپ اس وقت عثمانیہ یونورسٹی کے صدر شعبہ دینات تھے)۔ذرا میں آپ سے کشتی لڑتاہوں سرکار! "ذرا سی دیر میں گر گیا(یعنی چت ہوگیا)" نیئں حضرت! پھرایک دفعہ، کیسا گرا نیئں معلوم۔تین بار بھی گر تا گیا۔

وہ "انی کا ہاتھ" وہ بڑے سرکار سے سیکھا۔انی کا ہاتھ "بول کے تحقیق کرنے کے بعد پہچانامیں، لکھاہوا نہیں (بنوٹ) حدیث میں یہ ہے کہ سرکارؐ ایک مار مارے اور وہ چیخیں مارتے ہوئے جاکر گرا۔۔۔۔۔ میں بولا وہ کیسا مار، تھاہوگا؟ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا "انی کا"۔۔۔۔۔۔ "ضربت حیدری" (تلوار کا وہ وار جس سے علیؓ کے مقابل دشمن کے چار ٹکڑے ہوکر گرے) میرے کو اس کی لڑائی دکھائی گئی۔۔۔۔۔۔ بڑے لوگ سکھاتے تھے۔کیوں پریشان ہوتا؟۔۔۔۔۔ یہ ہے۔

۱۹/دسمبر ۱۹۵۹ء۔۔۔روز شنبہ۔۔۔۔ ۱۸/جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ)۔۔۔۔

"**قرآن کی روایت و تجوید**":۔۔۔۔۔ میرے پاس جو لوگ پڑھے ہیں (یعنی قرآن) وہ،پڑھے تو پہچان لیے جاتے کہ یہ ان کے پاس پڑھے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ یہ قران کی خدمت کو اللہ قبول کرے۔(یعنی قرآن پڑھائے، سکھانے، سمجھانے اور روایت پہنچانے کی)۔۔۔۔۔ یہ جتنے قاری مشہور ہیں ان سب سے زیادہ پڑھایا ہوں میں۔دوسرے لوگ کچھ آیتیں یاد دلادیتے ہیں (یعنی مختلف مقامات سے چند رکوع یاد دلاکر ان میں اصول و قواعد سکھادیتے ہیں) میں روایت دیتا ہوں (مکمل قرآن کی) دوسرے لوگ قرات دیتے۔۔۔۔ میرے پاس جو لوگ پڑھے ہوئے ہیں دوسرے لوگ پڑھے تو ان کو معلوم ہوجاتا ہے،یاں غلطی کرے،واں غلطی کرے۔(اور یہ واقعہ ہے کہ حضرت کے پاس قرآن سیکھنے کے بعد کسی بڑے سے بڑے قاری یا عالم

anned with CamScanner

سے بھی کہیں کوئی معمولی فرو گذاشت ہو جائے تو ادباً خاموش رہ جانے کے باوجود وہ دل میں کھٹکتی رہتی ہے۔اور بارہا ایسا ہوتا ہے کہ امام سے غلطی ہو رہی ہو تو نماز میں سارے خیال کو اس میں پھنس جانے سے بچانے کے لیے جدوجہد کرنی پڑتی ہے ۔ایک خاص بات یہ ہے کہ حضرت قبلہ کی تربیت و تعلیم سے نہ صرف تجوید کے اصول آجاتے ہیں بلکہ قرآن کے آہنگ اس کی رفتار کی یکسانیت اور آواز کی موزونیت اور لہجہ کی موسیقیت سے بھی آگاہی ہوتی ہے الحمد اللہ)

"فطرت کا حکم لگانا درست نہیں":۔فقیر پاشاہ (خواجہ میاں حضرتؒ کے چھوٹے صاحبزادے اور حضرت قبلہ کے داماد) بولے، یہ سرحد کے لوگوں میں چوری کرنا عورتوں کو اٹھاکر لے جانا، ان کی فطرت میں ہے "--- میں بولا، پاشاہ ! یہ فطرت کا حال کوئی نہیں جانتا، سوائے اللہ کے ہم یہ دیکھے ہیں، کافر مسلمان ہو جاتا ۔ ایسا نہ ہوتا تو سرکارؐ تبلیغ کیوں کرتے ؟--- میں بولا، حکم لگانے میں زمانے کو بھی دخل ہے۔ایک زمانے میں ایسے تھے، دوسرے زمانے میں ویسے نہیں ۔

"محترمہ اماں جان کا تذکرہ":۔ہمارے مکان کے لوگ ہیں تنیں !(محل مبارک، غوث پاشاہ کی والدہ) وہ سرحد کے ہیں یہاں نہیں پیدا ہوئے، "موسیٰ زئی" کے (ایک قبیلہ کا نام) پشتو، ترکی، عربی، فارسی، اردو، پنجابی سب بول سکتے ہیں ---- دمشق کو بھیج دئے گئے تو وہاں توپیں چلتے ہوئے، بندوقیں چلتے ہوئے سب دیکھے ۔(دوران جنگ کے حالات سے گذرے)----

ایک وقت ہمارے گھر پر (ملک پیٹھ میں ہندو مسلم فساد کے دوران) لٹاں لے کر آئے ۔میں نہیں تھا، ہاتھ میں ریوالور لئے، بولے، "دروازہ کھولو !ایک قدم آگے بڑھاتے ہی ماری" ---- بیس (۲۰) آدمیوں کی شادی کرادئے (اماں جان محترمہ)۔ڈاکٹر لطیف کو اپنے گھر میں رکھ کے، کھلاکے پلاکے، شادی کر کے لائے۔

۵/جنوری ۱۹۳۰ ---- روز سہ شنبہ ---- ۵/رجب ۱۳۷۹ھ)

anned with CamScanner

"سپاہیوں پر ہپٹناٹزم ":۔ ایک صاحب نے کہا کہ فوجی سپاہوں پر بھی ہپٹناٹزم کا اثر ہوتا، البتہ افسر پر نہیں ہوتا۔ دلیل یہ لائے کہ افسر صاحب ارادہ ہوتا، سپاہی صاحب ارادہ نہیں ہوتا۔

"اپنی تکلیف پر اللہ میاں سے استفسار ":۔ "میرے کو اتنا کیوں ستاتے" بولے تو بولتے، تم توحیدی آدمی ہیں، تکلیف نہیں دئے تو تم خدائی کا دعویٰ کرتے ----- (کچھ دیر بعد فرمایا) ع خدا بھی میرے خواجہ کا خدائی میرے خواجہ کی ----- "بندگی میں مزا خدائی کا" "بندگی میں مزا خدائی کا" (بار بار دہرایا)

"معافی اور تربیت ":۔ (ہمیشہ خدمت میں رہنے والے ایک خادم خاص جو کسی بات پر حضرت قبلہ کی خفگی سے چلے گئے تھے اور آٹھ دس روز بعد آگئے تھے ان کے بارے میں فرمایا) حبیب! نہیں مانگنے کی قسم کھاکے آئے انہوں، خواجہ پاشاہ ----- تین باتوں کی نصیحت کیا ہوں۔(۱) کسی سے مانگنا نئیں (۲) اپنے کو دوسرے سے بہتر سمجھ کر اس کی تحقیر نئیں کرنا۔(۳) اور جھوٹ نئیں بولنا۔

"پیرزادہ نجم الدین صاحب ":۔ "گلشن قادری کے پھول! اس قدیم خادم کو نہ بھول" (حضرت قبلہ نے ان الفاظ کے ساتھ پیرزادہ نجم الدین صاحب کے پاس دعوت نامہ لکھ بھیجا تھا، جو حیدرآباد آئے ہوئے تھے۔ دعوت نامہ پڑھ کر کہا) "نہیں بھولا، نہیں بھولا" ۔ چیخنے لگے ---- قدرت جنگ بولے (حضرت قبلہ کے بارے میں پیرزادہ صاحب کو) "ان کا مزاج بہت خراب ہے" تو زور سے چیخیں مارنے لگے، وہ صاحبزادے "اللہ! اللہ!

"شاہ ولی اللہ اور حضرت قبلہ ":۔ حبیب طیب، شاہ ولی اللہ صاحب پر ریسرچ کیا ہے۔ ان بوتا۔ ان سے اطمینان قلب اور ٹھنڈک نہیں آتی۔ ان سے آتی (یعنی حضرت قبلہ کی تعلیم و تفہیم سے)

۸/ جنوری ۹۳ء------ روز جمعہ ------ ۸/ رجب ۱۳۷۹ھ

nned with CamScanner

"حضرت کے بارہ میں پیرزدہ نجم الدین صاحب کے خیالات":۔
میں تو سنا نہیں مگر ایک صاحب بولے، یہ فرمائے، "تجلی اعظم ہے" بولے۔ (یعنی صاحبزادہ پیرزادہ نجم الدین صاحب نے فرمایا حضرت کے بارے میں) ----- "ان میں مرکزیت ہے ----(فرمائے) ----- کوئی مانے نہ مانے، میرا اعتقاد ہے ----- ان کے بڑے بیٹے ہمارے بھائی ہیں (یعنی رحیم پاشاہ حضرت) ----- (بعد میں حضرت کی دعوت پر ملک پیٹھ میں تشریف لائے تھے) میں بولا "بے شک محبوب سبحانی کا پوتا ہے"۔ بولے "آپ کا فرمانا سند ہے" بولا، "ہاں بے شک شاہد ہوں ۔ بولے، "آپ کی شہادت رد نہیں ہوگی ----- "میں بولا تھا انھوں (نصر اللہ صاحب کی طرف اشارہ کرکے) لاکے دیئے سو چاقو ان کو دیدونگا، بولا تھا۔ (یقیناً اس کا مطلب کہیں کا اقتدار اور ذمہ داری ہی تھی) میرے کو معلوم ہوا، "ان کو امن سے بیٹھنے دو، لڑانے مت مگاؤ (چنانچہ چاقو عنایت نہیں فرمایا حبیب بھائی نے عرض کیا کہ پیرزادہ صاحب نے فرمایا حضرت کو کہ) "آپ قادریوں کے باپ ہیں، ہمارے بھی باپ ہیں،

۔(۱۱/ جنوری ۱۹۶۰ء ----- روز دوشنبہ ----- ۱۱/ رجب ۱۳۷۹ھ)

"خیال کا ایک نقطہ پر جمنا":۔ اصل یہ ہے کہ ایک نقطہ پر خیال قایم ہوتے ہی توحید آجاتی، اللہ کی تجلی ہوتی۔ (پوچھا گیا کہ "بت پرست کو بھی ہوتی کیا ؟" تو فرمایا) حضرت غوث پاک ایک مجوسی، پارسی کو دیکھے ایک نقطہ پر جما ہوا ہے اس پر توجہ کرکے اس کو ----- (یعنی کچھ کا کچھ بنادیا) مسلمان بھی ہوگیا، سب کچھ ہوگیا۔

(کوئی بت پرست بھی، جس کا خیال ایک نقطہ پر جم جائے اس کے لئے) اللہ میاں بھیجے گا (کسی کو) ----- ہمارے اوپر لازم ہے کہ جس کا خیال ایک نقطہ پر جم جائے، اس کو ہدایت کریں (اگر وہ مسلمان نہ ہو) طلب صادق ہو تو اللہ مدد کرتا ----- ایک نقطہ پر جمنا ہی لمان ہے، وہی لمان ہے۔ (پوچھا گیا کہ شیخ بہت

زور دار ہے مگر مرید کا خیال ایک نقطہ پر جمتا نہیں ہے تو ؟فرمایا کہ)" تو پکڑ لے کر کھینچ لیتا شیخ ---- اصل یہ ہے کہ دو قوتیں لڑتی ہیں تو قوی قوت ضعیف کو اپنے رنگ میں رنگ لیتی ہے،" منقلب کر دیتا ہے"۔(یعنی شیخ)

(۱۲/ جنوری ۱۹۶۰ء ---- روز شنبہ ---- ۱۲/ رجب ۱۳۷۹ھ)

"غوث وقت کا ارادہ تقدیر ہے":۔ یہ صمدانی بھی خوب لکھا۔(صمدانی پاشاہ یعنی حضرت کے نواسے اور خلیفہ محمد انورالدین صدیقی کے بارے میں فرمایا جنہوں نے حضرت کے بارے میں منقبت لکھی تھی)۔

تیری گویائی کی اک ادنیٰ سی یہ تاثیر ہے
جو نکل جائے زباں سے بس وہی تقدیر ہے

ایک صاحب بولے (خود حضرت قبلہ ہیں) یہ دنیا میں جتنا ہو رہا ہے، میرے ارادہ سے ہو رہا ہے۔اس واسطے کہ میں اپنے سے تو ارادہ نہیں کیا۔ان جو کرے "جی درست" بولنے والا ہوں۔میرا ارادہ، اس کا ارادہ ایک ہے۔

مقصد مرا وہی ہے جو مطلب ہے یار کا
میں اپنے اختیار میں بے اختیار ہوں
بے بود ہے نمود ، عدم ہے مرا وجود
میں چشم اعتبار میں محض اعتبار ہوں

"قادر ولی کا واقعہ":۔(ایک بزرگ جو عارضی قیام پر حیدرآباد میں مقیم تھے) "قادر ولی صاحب" ایک صاحب ہیں۔ان کے مرید ہیں، تاج بابا۔کے سمجھدار ہیں، مجذوب نہیں ہیں انہوں ---- مصباح الدین صاحب (چیف ایگزیکیٹو انجنیئر حضرت کے خلیفہ) کی بیوی وہاں گئی، مصباح کے ساتھ، قادر ولی کے پاس۔انہوں توجہ کئے شاید۔یہ بدل گئی۔ایسا بولی "یا شان عزت !یا طور التجلی ! پہنچا میں ہنستا ہوا، عالم شہادت میں ------ ان سے بولی، آپ کا خیال، کیسے آیا پہلے مجھے ؟میرے

anned with CamScanner

مرشد کے توسط سے ملوں گی آپ سے ۔ اللہ کے دوست ہیں بول کے ----- ایسا بولے ، " تو صحیح راستے پر ہے " -----

مصباح بولے ، حضرت ! ان کا مزاج اچھا نہیں ہے ۔ (حضرت قبلہ کا) ان کے واسطے دعا کیجئے کہ شفا ہو جائے ایسا بولے ، بیمار نہیں ہیں انہوں کسی بات کے اوپر اڑے ہوئے ہیں ۔ (یہ بیان کر کے حضرت قبلہ نے حسب ذیل اشعار پڑھے)

ایک درشن ترا مجھے کافی
تیرے درشن میں کس کا نہیں درشن
مجھ کو حاجت نہیں ہے کسی شئے کی
مجھے کافی ہیں خواجہ میاں کے چرن

"پیر ابوالنصر صاحب کا واقعہ" :۔ (غوث پاک کے خاندان کے بزرگ جو کچھ عرصہ حیدرآباد میں قیام پذیر رہے) پیر ابوالنصر صاحب کے پاس غوثیہ بیگم نام کی ایک عورت گئی (حضرت قبلہ کی مریدنی) انہوں پوچھے ، کون ہیں تم ؟ کیوں آئے ؟ (پیر صاحب ذرا انتہائی پسند اور عزلت گزیں تھے) تو ایسا بولی ، میں قدیر پیا کی دیکھنے والی ہوں ، آپ کو اللہ کا دوست سمجھ کے آئی ہوں --- آ ، بولے ---- گئی ، جا کے ایسا بولی حضرت ! میں اشعار لکھی ہوں ۔ ابوالنصر صاحب بولے سنا ! سنا ! ---- وہ سنائی ----

خیال دلربا ہے میں نہیں ہوں
وہی جلوہ نما ہے میں نہیں ہوں

انہوں ذرا خشک آدمی ہیں ۔ مگر انہوں اس کے ساتھ گلا دینے لگے -----
حضرت آپ چائے پیتے ؟ چا ، شکر لائی ہوں ، اسے قبول کرنا ----- لا ، لا ۔ (پیر صاحب کی عادت تھی دو دو بار الفاظ دہرانے کی) میں آپ کو کیا جانتی تھی ! وہ قدیر پیا کی وجہ سے دیکھی ------ پیر ابوالنصر باوجود اس جلالی شان کے ان کے ساتھ

nned with CamScanner

گائے۔

(پیر صاحب ایک بار حضرت قبلہ کے پاس ملاقات کے لئے بھی ائے تھے بولے تم غوث پاک کی مکمل تصویر ہو ------ (ڈاکٹر ضیا. الحق صاحب نے کہا پیر صاحب نے حضرت کے بارے میں فرمایا کہ " میں ان کے علم سے زیادہ ان کی سرکار غوث پاک سے نسبت سے متاثر ہوں ۔ ایسا آدمی لاکھوں میں ایک آدھ ہوتا ہے ۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ بیان سن کر حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا) کچھ تو ہے "

(۱۹/ جنوری ۱۹۶۰ء ------ روز شنبہ ------ ۱۹/ رجب ۱۳۷۹ھ)

" **سیاروں کا سفر** " :- شیخ محی الدین ابن عربی مریخ میں گئے تھے ۔ وہاں ایک عالم وعظ کر رہا تھا ۔ ان بولا تم یہاں بیٹھے ہیں ۔ تمہارا بچہ مر گیا جاؤ ------ میں مشتری میں گیا تھا ۔ وہاں روشنی بہت ہے ۔ گھبرا کے واپس آگیا ------ میں یہ سب باتیں دوسروں سے بولتا نئیں ۔

(۲۱/ جنوری ۱۹۶۰ء ------ روز چہارشنبہ ------ ۲۱/ رجب ۱۳۷۹ھ)

" **ہر کارے و ہر مردے** " :- قاری کے پاس بخاری کی حدیث نہیں ۔ بخاری کے پاس سبعہ قراءت نہیں ------ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہمہ گیر ہے ۔ ہمارے پاس سب چیز کی روایت ہے ۔ حتیٰ کہ یہ بنوٹ، تلوار مارنا ، اس کی روایت ہے ---- عن فلاں عن فلاں ------ لوگوں کو شوق نہیں ہے ، کسی بات کا شوق نہیں ۔

میں جو بولوں گا نئیں احدیثوں سے ثابت کرونگا ۔ بیوی کے پاس کیسا جانا ، حدیثوں سے ثابت کروں گا ------ بخاری کے پاس ------ قراءت ڈھونڈے تو کیسا ملے گی ؟ قراءت کی کتاب میں احادیث ڈھونڈیں گے تو کہاں ملیں گی ؟ ------ ویسا ہی یہ فقیری کا سلسلہ فقہ میں جاکے ڈھونڈیں گے تو کیسا ملے گا ؟ " ہر کارے و ہر مردے " ۔

anned with CamScanner

(۵/ جنوری ----- روز دوشنبہ ------ ۲۵/ رجب ۱۹۷۹ھ)

" **حضور نظام کا ذکر** ": ۔ پیر نجم الدین صاحب کو عثمان علی خان (اعلیٰ حضرت حضور نظام سابع) کہلا بھیجے، "مجھے آپ سے چند سوالات کرنے کا ہے" (ملاقات کے لئے بلانا چاہتے تھے) تو انہوں بولے، میں یہاں زیادہ دن نہیں ٹھہر سکتا ۔یہاں مولانا عبد القدیر صاحب صدیقی ہیں، جو انہوں بولے میں بولا ۔(یعنی جو ان کے جوابات اور خیالات ہیں وہی میرے ہیں)

" **شیعہ کے تبراء کارد** ": ۔ پہلوان (محمد یوسف پہلوان خادم، شاگرد) کو چار باتیں سکھایا۔

(۱) ۔ایک تو یہ بات کہ حضرت علی، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو "یا امیر المومنین" بولتے تھے ۔جو یہ کہتے ہیں کہ انہوں جھوٹ بولے وہ جھوٹا ۔(تقیہ کرتے تھے کہنے کا مطلب جھوٹ کہتے تھے)

(۲) ۔یہودیوں سے پوچھو، "موسیٰ کے اصحاب کیسے تھے ؟" اچھے تھے ۔عیسائیوں سے پوچھو ان کے اصحاب کیسے تھے ؟ اچھے تھے ۔ہندوؤں سے پوچھو کرشن جی کے اصحاب کیسے تھے ؟ اچھے تھے ۔(پھر کیا مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اچھے نہیں ؟) سارے صحابہ کو برا کہنا سوائے دو تین کے، کیا یہ مسلمانی ہے ؟ ۔ (۳) ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں پیغمبر ہوئے، ترسٹھ (۶۳) برس کی عمر میں انتقال فرمائے ۔تیئیس (۲۳) برس میں لمان لائے بولے تو کون ابوذر غفاری، مقداد ابن اسود، سلمان فارسی ۔۔ان میں ایک کو آدھے بولتے (آدھے مومن) سلمان فارسی کو کیوں ؟ انہوں ابو بکر صدیق کے ہوگئے تھے ۔

(۴) ۔اور یہ بات سکھایا پہلوان کو ۔"تم کو قرآن کس سے پہنچا ؟ روایت سناؤ! ۔۔۔ تم نے حضرت علی سے ۔" (یعنی قرآن کی روایت جو پہنچی وہ تو دوسرے صحابہ سے، اگر ان کو مومن نہ مانو تو قرآن کی صداقت کہاں رہی ؟) یہ سب باتیں میں

anned with CamScanner

سورہ فاتحہ کی تفسیر میں لکھا ہوں اور وہ چار دفعہ چھپا۔ مگر اس سے کیا ہوتا ؟ ہر مسلمان بچے کو یہ چار باتیں سکھانا۔

"**خوش بختی**":۔ کتابوں کا گھٹالے کے منیار پٹ بول کے ہے (ایک محلہ چپل بازار کے پاس) وہاں جاتا روز (پڑھنے کے لئے قاضی پورہ سے) ------ کھانے پینے کی بے فکری، عورتوں کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ۔پیدا ہوتے ہی سو (۱۰۰) روپے منصب ہوگیا اور پندرہ برس میں شادی ہو گئی------ حبیب ! استاد اچھے ملے ۔مرشد تو بے مثل تھا۔ بیویاں ایسے تھے، میرے کو کھانے پینے کی فکر نہیں ۔ جو کھلائے کھالیا۔ پیسے لاکر دے دیتا تھا-----

سب سے تم اچھے ہو تم سے مری قسمت اچھی
یہی کم بخت دکھادیتی ہے صورت اچھی

"**مرشد سے ربط کے واقعات**":۔ اکیانو (۹۱) برس سے انہوں میری تربیت کر رہے ہیں (یعنی مرشد خواجہ میاں صاحب قبلہ جو اپنے وقت کے غوث تھے اور جن کو وصال پاکر (۶۰) سال سے زیادہ ہوچکے تھے اور تقریباً تبھی سے اس مقام پر خود حضرت قبلہ کو متمکن کیا جاچکا تھا۔ لیکن جواب نہیں اس "شان مریدی" کا کہ اب بھی خود کو مرشد کے زیر تربیت مانتے ہیں، جبکہ بہت پہلے اللہ تعالیٰ نے راست اپنی تربیت میں لے لیا تھا۔ اس میں راز یہ ہے کہ، تربیت کرنے والی اللہ تعالیٰ کی جو تجلی ہے وہ بھی مرشد کی صورت میں ہے ۔لہذا یہ بات لفظ بہ لفظ درست ہے کہ "اکیانو برس سے انہوں میری تربیت کر رہے ہیں"

میں پڑھتا لکھتا تھا مگر بچہ تھا، چھوٹا تھا۔ ایک عورت آئی (یعنی حضرت کے مرشد خواجہ میاں صاحب قبلہ کے پاس ان کی مریدنی آئی) اس زمانے میں ہر سال شجرہ سناتے تو سب نذر دیتے ۔میرے کو یاد ہے، تین روپے، ان کو نذر دی ۔ تو بولے ان کو دو، میں بولا یہ تو مرشد کا حق ہوتا۔ بولے "تم لو" (شاید اس لئے کہ حضرت قبلہ ہی

nned with CamScanner

نے شجرہ پڑھ کر اس عورت کو سنایا تھا)

یہیں پیدا ہوا مروں گا یہیں

میں کہاں چھوڑتا ہوں تیرا دامن

"مرشد کے سجادہ چاند پاشاہ":۔ چند روز پہلے چاند پاشاہ، اپنی بیوی بچوں سب کو لاکر بولے چچا حضرت ان کے واسطے دعا کیجئے۔ (چاند پاشاہ قاضی پورہ کے سجادہ اور یحییٰ پاشاہ حضرت (مصری گنج) کے بڑے صاحبزادے تھے۔ خود یحییٰ پاشاہ حضرت خواجہ میاںؒ کے منجھلے صاحبزادے اور حضرت قبلہ کے ماموں زاد بھائی اور عمر میں چھوٹے تھے)--- چاند پاشاہ بولے تم ان کو کیا سمجھے؟ (حضرت قبلہ کے بارہ میں کہا) --- یہ درگاہ کی زمین ان کے نانا حضرت کی ہے۔ ہم پوتے ہیں تو انہوں اپنی ماں کا حصہ رکھتے ہیں اس میں۔ یہ پاشاہ میاں حضرت کی زمین ہے (یعنی حضرت سید محمد پادشاہ صاحبؒ جو حضرت قبلہ کے نانا ہوتے تھے) ہم جیسا وارث انہوں بھی وارث۔

آتے ہی آکے بولتے چچا حضرت! عرس کے دن آگئے ہیں، اجازت ہو تو عرس کرتا ہوں۔ میں بولا، اللہ تیرے کو زندہ رکھے، سلامت رکھے--- عبدالمقتدر صاحب کیا کرتے! چاند پاشاہ ان کے داماد ہیں تو (ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ مٹھی بند کرکے نذر دیتے تھے) میں ہاتھ پسار کر۔

"یحییٰ پاشاہ حضرت سجادہ سابق":۔

(یحییٰ پاشاہ صاحب فریش تھے تو حضرت قبلہ عیادت کو گئے تھے) میں ان سے بولا اتنا بولو۔ میں تجھ سے راضی---- بس۔ (اس کے بعد کی تفصیل حبیب بھائی کی زبانی ہے کہ جواب میں یحییٰ پاشاہ حضرت نے کہا۔ لئی! میں کیا اللہ راضی، رسول راضی سب راضی ------- ساری دنیا میں اب ایسی ایک ہی صورت ہے۔ ہمارے سرکار بولے! جی ہاں پاشاہ۔ (مراد خواجہ میاں قبلہؒ سے تھی) بولے، لئی آپ کے بول رہے ہیں؟ میں آپ کو بول رہا ہوں------ کیا میں جھوٹ بولتا ہوں؟

anned with CamScanner

"**حضرت خواجہ میاںؒ کا ذکر**" حبیب! ان کا کتنا احسان بولوں میں؟------
یہ سب فقیری کے دعوے کرنے والوں سے پوچھتا ہوں اپنے سینے پر ہاتھ رکھو، رکھ کے دل سے پوچھو، "کیا تم پانی بھی خدا کے حکم کے بغیر نہیں پیے؟" (حضرت خواجہ میاںؒ نے پانی بھی حکم کے بغیر نہیں پیا تھا۔ کون سا دعویدار ہے فقیری کا جس کو اس کی ہوا بھی لگی ہو؟)

ایک درشن ترا مجھے کافی
تیرے درشن میں کس کا نہیں درشن

نہیں اللہ، نہیں رسول، سب نہیں
مجھ کو حاجت نہیں ہے کسی شئے کی
مجھ کو کافی ہیں خواجہ میاں کے چرن

(۲/ فروری ۱۹۶۰ء----- سہ شنبہ ---- ۴/ شعبان ۱۳۷۹ھ)

"**روحانی قوت**" میں غریب آدمی ہوں۔ شیطان کو بھی مار کے نہیں بھگاتا۔ آدمی کے اور اس کے بیچ میں آکے بیٹھ جاتا ہوں امان دیکھا خواجہ اجمیری کو (امان اللہ خان فرزند شنا۔ اللہ خان صاحب) میرے متعلق پوچھا۔ ایسا بولے، ارے انہوں تو ہمارے سے بھی لڑنے تیار ہو جاتے----- یہ سب کیسا ہوا؟۔ بغیر غرض اور ارادے کے جینا-- (الفاظ دو چار ہیں لیکن بات معمولی نہیں ورائے عقل و خرد ہے) جتنا خلو ہوگا اتنی چیز آئیگی۔ بھری ہوئی چیز میں کوئی نہیں آتا---- (پوچھا گیا کہ یہ کیسا کرنا؟ تو فرمایا) شیخ کی صورت کو پکڑ لو ہٹنے مت دیو۔ ادھر ادھر کے خیالات نہیں آتے۔ نہیں تو جورو کی صورت کو پکڑ لو۔ کون سا مولوی بولا جورو کا خیال مت کرو بول کے؟۔ (یعنی جس صورت سے محبت کی جا سکتی ہے اسے قایم کر لیں تو ادھر ادھر سے بے نیازی ہو جاتی ہے)۔

nned with CamScanner

اے خیال روئے جاناں مری جان تجھ پہ قربان
کیا بے نیاز تو نے مجھے فکر دو جہاں سے

لوگ کیا کرتے! خوبصورت لونڈیوں اور چھوکروں کی صورت کو دیکھ دیکھ کے کوشش کرتے ہیں ۔ (خیال قایم کرنے کی) مگر اس میں غلط بھی ہو جاتا، سب مٹی میں مل جاتا ہے ۔ بے خواہش رہنا اور بے ارادہ جینا، یہ قادریوں کا کام ہے، ذرا مشکل ہے ۔۔۔ حبیب! ایک قادری ایسے بھی ہوتے، شیطان کو بھی نہیں مارونگا، بولتے، بیچ میں آکے بیٹھ جاتے ۔ اب ہٹاؤ کیسا ہٹاتے ؟

والذين جاهد وافينا لنهدينهم سبلنا (اور جن لوگوں نے ہم میں، ہمارے متعلق، ہمارے راستوں میں کوشش کی یقیناً ہم انہیں ہمارے راستے بھاتے ہیں، ہماری طرف ہدایت دیتے ہیں، ہمارے بارے میں رہنمائی کرتے ہیں) آپ سمجھ رہے ہیں روحانیات! (یعنی روحانیات کے راستے) ارے مادہ کی دنیا سے الگ ہے کیا وہ ؟ دنیا سے کون سی چیز خالی ہے ؟ ۔ (یعنی جو لوگ روحانیات میں کوشش کریں گے انہیں اللہ روحانیت کے راستوں کی طرف رہنمائی کریگا)

ان تو بے صورت ہے ۔ بے صورت جس صورت میں آئے اسی کی ہے ۔ "عبدالقدیر" میں "قدیر" نہیں ہے ؟ میری تعریف اتنی ہے، اللہ کو نہیں بھولا ۔ **"ہر چیز کو اس کا حق دینا"** "ہر چیز کو اس کا حق دینا" ---- میرے کو تعجب ہوتا، امان بچھو کو پکڑ لیتا ---- (یعنی امان اللہ خاں فرزند شتا ۔ اللہ خاں صاحب آٹھ دس سالہ لڑکا جسے حضرت قبلہ نے سکھایا تھا کہ **"واذابطشتم بطشتم جبارین"** پڑھ کر بچھو کو پکڑ کر ہاتھ پر رکھ لو کچھ نہیں کریگا ۔ تو وہ لڑکا ایسے ہی بچھو پکڑ کر اٹھالیتا اور بچھو کاٹتے نہ تھے) اور سرکارؒ بولتے ارے نمازی بے نمازی کو نہیں دیکھتا ؟ (نماز کی حالت میں سرکار کے کپڑوں میں بچھو آکر ڈنک مارتا رہا جسے نماز کے بعد نکال کر حضورؒ نے یہ فرمایا ۔ حضورؒ کو بچھو نے ڈنک ماری تو یہ دراصل حضورؒ نے اس کا حق اسے دیا

nned with CamScanner

یہ بہت ہی اونچی بات ہے جبکہ لڑکا ہاتھ پر بچھو کو اٹھا لیتا ہے۔ انہیں کالا یا ہوا کلام اللہ پڑھ کر اور بچھو نہیں کاٹتا)۔

" ان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنتہ " (بے شک تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ عمل ہے) غور کرو --- ان کی تعلیم مکمل ہے۔ لوگ رسولؐ کو سمجھے نہیں۔ انہوں سب سے زیادہ متقی ہیں --- بعض لوگ کشف میں دیکھے (رسول اللہؐ کو) یا رسول اللہ یہ تکلیف ہے --- انہوں بولے، " عبدالقادر " کو بولو (غوث پاک کو) ---- کیوں بولے تو سرکارؐ ہر چیز کو اس کا حق دیتے۔ اور انہوں اٹنشن بھی استعمال کرتے (غوثؒ پاک) بڑے شیخ ہوتے نئیں! ان کے پاس اٹنشن (توجہ Attention) نہیں ہوتا۔ وائبریشن (تموج۔ پھیلنے والا اثر) ہوتا ---- ضرورت پڑتی اٹنشن کی بھی ---- نقشبندیہ میں اٹنشن ہے، قادریوں میں وائبریشن ہے، کبھی اٹنشن بھی کرتے -- مردہ اٹھا تو سب ڈر کے بھاگ جاتے۔

" بندگی کی معراج " کُھل کے رکھتے ہیں ہم تجھے۔ آزاد چھوڑے تو " اناالحق " بولتے --- تکلیف ہوئی تو اپنی عاجزی کا احساس ہوتا، " میں بندہ ہوں "۔ (یعنی " توحید کی مستی " میں کھو جا کر تعنیات کی کوتاہیوں اور تکلیفوں کو بھلا دینا پسند نہیں) --- لئی! یہ مستی! --- وہ بھی بچوں کا کام ہے کتے --- نوجوانوں میں مستی رہتی، بڈھوں میں کہاں رہتی؟ --- تم کو کیا غرض ساری دنیا سے؟ دنیا ہماری ہے، تم کون جی؟ ----- کوئی بات طبعیت کے موافق ہو تو دل خوش ہوتا ---- اوہو! تم کو خوشی بھی ہوتی؟

پہلے " وات کل ذی حق حقہ "۔ بول کے، مار ونگا کافروں کو بولتا تھا۔ اب وہ بھی گیا، وہ بھی گیا، وہ بھی گیا۔ کس کو مارتے؟ ---- جیب! بیکار ہو گیا میں --- ہوتا ہے، نفس کتو خوش ہوتا، خود کام کرنے کو تیار ہو جاتا، اس کو روکنا --- (ثناء اللہ صاحب نے سوال کیا، " کیا حمیت دین بھی نہیں رہتی " تو فرمایا) " ضرورت

nned with CamScanner

کے وقت۔ وہ بھی حکم دے تو "--- کافروں سے لڑنے کے واسطے بہت کوشش کیا، کیا، سب توڑ ڈالے --- مگر "نفس" سے غافل نہیں ہونا۔ انہیں اٹھتا --- سانپ سردی میں اکڑ گیا، ذرا گرمی پہنچی کہ "پھوں" بولتا۔

(۴/ فروری ۱۹۶۰ء --- روز پنجشنبہ --- ۶/ شعبان ۱۳۷۹ھ)

" حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کی قابلیت ":- حضرت علیؓ اور حضرت بی بی عائشہؓ نہایت پر زور مقرر --- اور زبان نہایت اعلیٰ درجہ کی۔

(۲۲/ فروری ۱۹۶۰ء --- روز پنجشنبہ --- ۲۴/ شعبان ۱۳۷۹ھ)

" قرآن کا اثر " (قتیل صاحب یعنی پروفیسر حفیظ قتیل، نے عرض کیا کہ "سرکار کی نثر پر قرآن کا بھی بڑا اثر ہے" تو فرمایا کہ) بہت بڑا --- قرآن میرے اندر گھس گیا ہے۔

" وسط ایشیا کے مسلمانوں کی فکر " روس کے واسطے، میں کتو بارہا یہ بولتے جارہا ہوں، " امام بخاری کے رہنے کی جگے اور بہاؤ الدین نقشبند کے رہنے کی جگہ کافروں کی حکومت کیسا ؟--- کچھ نہ کچھ ہونا --- انہوں آزاد ہونا --- پیچھے پڑا ہوا ہوں۔

ابھی چین کے مسلمانوں کی طرف میری کوئی توجہ نہیں ہے، نہیں ہے --- روس کے مسلمانوں کی طرف ہے --- ابھی تک الجیریا آزاد نہیں ہوا --- آزاد ہونا --- سب ہوتا، مگر اس کا وقت آنا --- میری دعائیں کتو امام بخاری اور خواجہ نقشبندی کی طرف ہیں --- نہیں دیکھے جاتا میرے سے۔ کر تو کچھ نہیں سکتا۔ مگر نہیں دیکھا جاتا --- کس کس کو روؤں ؟--- کیا میں اسی واسطے پیدا ہوا ہوں ؟ رونے کے واسطے ؟--- بخاری کو نکال لوں گا۔ (یہ بات پوری ہوئی اور ۱۹۹۲ء میں "سوویت یونین" ٹوٹ گئی۔ مسلمانوں کی اکثریت کے علاقوں کی تاجکستان، ترکمانستان، قزاقستان، ازبکستان وغیرہ آزاد حکومتیں قائم ہو گئیں ہیں۔)

الحمدالله

nned with CamScanner

درس لوائح جامیؒ

جامیؒ بڑے پائے کے شاعر، عاشق رسولؐ، عارف اور تصوف کے اعلیٰ نظریے کے حامل ہیں۔ بڑے عالم اور بزرگ گزرے ہیں۔ لوائح جامی فارسی زبان میں تصوف کی اہم کتاب ہے۔ حضرت قبلہؒ کے پاس کے دروس میں ایک درس اس کا بھی ہے۔ آپ کے ترجمے اور تفہیمات کو اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔ قیمت۔/20 روپے۔

"فیوض صحبت"

(حصہ اول) حضرت قبلہ کے آخری دور کے اہم دروس و ارشادات کو آپ ہی کے الفاظ میں ہوبہو ریکارڈ کر لیا گیا ہے۔ دین و دنیا کے سارے علوم کے جواہر پارے ہیں جس کی قدر وہی کر سکتا ہے جو حضرت ممدوح سے واقف ہے۔
قیمت۔/30 روپے۔

• القدیر پبلیکیشنز 241-3-16 ۔ چنچل گوڑہ حیدرآباد 24 فون نمبر 529760
• حسرت اکیڈیمی •• صدیق گلشن ۔ قریب بہادر پورہ حیدرآباد۔ (اے۔پی)

کتابت سے طباعت تک تمام مراحل ہمارے ذمے

اردو کمپیوٹر کتابت

روزانہ سو صفحات کی رفتار سے بالکل واجبی داموں پر
علاوہ ازیں فارسی، انگریزی، عربی اور اردو مقالوں (Thesis) کے لیے خاص رعایت۔ وقت کی پابندی ہمارا نصب العین ہے۔ رابطہ قائم کریں

JALALUDDIN AKBAR

PH: 4530850

URDU COMPUTER CENTRE

OPP. JAMA-E- AYESHA NISWAN (New Building)
17-1-181/M/35 DARAB JUNG COLONY
MADANNAPET HYDERABAD 500659 (A.P)

Scanned with CamScanner